اَلتَّوَسُّلُ

عِنْدَ الْأُئِمَّةِ وَالْمُحَدِّثِيْن

(عقیدۂ توسّل ائمہ و محدّثین کی نظر میں)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

MINHAJ-UL-QURAN PUBLICATIONS

منہاج القرآن پبلیکیشنز

اَلتَّوَسُّل
عِنْدَ
اَلْأَئِمَّة وَالْمُحَدِّثِيْن

﴿عقیدۂ توسل اَئمہ و محدّثین کی نظر میں﴾

ترتیب و تدوین:

محمد اَفضل قادری

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 3-5169111

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ ﴾

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴/ ۰۷۰-۹۷-۳۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	اَلتَّوَسُّل عِنْدَ الْأَئِمَّة وَالْمُحَدِّثِيْن
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	محمد اَفضل قادری
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	اکتوبر 2006ء
تعداد	:	1,100
قیمت پریمئر کاغذ	:	-/120 روپے

❁ ❁ ❁

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو، ویڈیو کیسٹس، CDs اور DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

sales@minhaj.biz

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	التَّوَسُّل عِنْدَ الْأَئِمَّة وَالْمُحَدِّثِيْن
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تدوین	:	محمد افضل قادری
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اوّل	:	اکتوبر 2006ء
تعداد	:	1,100
قیمت اِمپورٹڈ کاغذ	:	-/160 روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو، ویڈیو کیسٹس، CDs اور DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔
(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

sales@minhaj.biz

فہرس

مشتملات	صفحہ
پیش لفظ	۱۳
۱۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (۶۸ھ)	۱۶
۲۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ (۹۵ھ)	۱۸
۳۔ امام اعظم ابو حنیفہ (۱۵۰ھ)	۱۹
۴۔ امام مالک بن انس (۱۷۹ھ)	۲۰
۵۔ امام محمد بن اِدریس الشافعی (۲۰۴ھ)	۲۱
۶۔ علامہ محمد بن عمر الواقدی (۲۰۶ھ)	۲۳
۷۔ امام ابن ہشام (۲۱۳ھ)	۲۶
۸۔ علامہ ابن سعد (۲۳۰ھ)	۲۹
۹۔ امام ابن ابی شیبہ (۲۳۵ھ)	۳۰
۱۰۔ امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)	۳۱
۱۱۔ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی (۲۵۵ھ)	۳۳

مشتملات	صفحہ
۱۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ)	۳۴
۱۳۔ امام مسلم بن الحجاج القشیری (۲۶۱ھ)	۳۹
۱۴۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی (۲۷۹ھ)	۴۳
۱۵۔ علامہ ابن جریر طبری (۳۱۰ھ)	۴۵
۱۶۔ امام ابومنصور محمد بن محمود الماتریدی (۳۳۳ھ)	۴۶
۱۷۔ امام ابن ابی حاتم رازی (۳۵۴ھ)	۴۷
۱۸۔ امام ابوبکر محمد بن حسین آجرّی (۳۶۰ھ)	۴۷
۱۹۔ امام سلیمان بن احمد طبرانی (۳۶۰ھ)	۵۰
۲۰۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (۳۸۰ھ)	۵۶
۲۱۔ امام حاکم نیشا پوری (۴۰۵ھ)	۵۹
۲۲۔ امام ابونُعیم احمد بن عبد اللہ اَصبہانی (۴۳۰ھ)	۶۳
۲۳۔ امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی (۴۵۸ھ)	۶۴
۲۴۔ علامہ ابن عبد البر مالکی (۴۶۳ھ)	۶۷
۲۵۔ اِمام ابو القاسم قشیری (۴۶۵ھ)	۷۱
۲۶۔ اامام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی (۵۰۵ھ)	۷۱

صفحہ	مشتملات
۷۲	۲۷۔ امام جاراللہ محمد بن عمر زمخشری (۵۳۸ھ)
۷۴	۲۸۔ قاضی عیاض (۵۴۴ھ)
۷۶	۲۹۔ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ (۵۶۱ھ)
۷۸	۳۰۔ شیخ فرید الدین عطار (۵۸۶ھ)
۸۰	۳۱۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی (۵۹۷ھ)
۸۱	۳۲۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ)
۸۲	۳۳۔ علامہ ابن قدامۃ حنبلی (۶۲۰ھ)
۸۴	۳۴۔ امام ابوزکریا محی الدین النووی (۶۷۶ھ)
۸۷	۳۵۔ امام کمال الدین ابن ہمام الحنفی (۶۸۱ھ)
۸۸	۳۶۔ امام عبد اللہ بن محمود النسفی (۷۱۰ھ)
۹۰	۳۷۔ اِمام کمال الدین زملکانی (۷۲۷ھ)
۹۱	۳۸۔علامہ تقی الدین ابنِ تیمیہ (۷۲۸ھ)
۹۶	۳۹۔ علامہ احمد بن عبد الطیف الشرجی الحنفی (۷۳۵ھ)
۹۷	۴۰۔ امام ابن الحاج الفاسی (۷۳۷ھ)
۱۰۲	۴۱۔ امام خازن الشافعی (۷۴۱ھ)

مشتملات	صفحہ
۴۲۔ علامہ ابن قیم جوزیہ (۷۵۱ھ)	۱۰۳
۴۳۔ اِمام تقی الدین سبکی (۷۵۶ھ)	۱۰۶
۴۴۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر (۷۷۴ھ)	۱۰۸
۴۵۔ امام نور الدین ابو بکر ہیثمی (۸۰۷ھ)	۱۱۴
۴۶۔ علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون (۸۰۸ھ)	۱۱۷
۴۷۔ علامہ شمس الدین محمد بن جزری شافعی (۸۳۳ھ)	۱۱۷
۴۸۔ شیخ الاسلام شہاب الدین رملی (۸۴۴ھ)	۱۲۰
۴۹۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)	۱۲۱
۵۰۔ علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ)	۱۲۵
۵۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ)	۱۲۶
۵۲۔ علامہ نور الدین علی بن احمد السمہودی (۹۱۱ھ)	۱۳۰
۵۳۔ اِمام ابوالعباس شہاب الدین القسطلانی (۹۱۱ھ)	۱۳۲
۵۴۔ علامہ ابن الحجر المکی الہیتمی (۹۷۴ھ)	۱۳۴
۵۵۔ شیخ شمس الدین خطیب الشربینی (۹۷۷ھ)	۱۳۶
۵۶۔ شیخ ملا علی قاری حنفی (۱۰۱۴ھ)	۱۳۷

مشتملات	صفحہ
۵۷۔حضرت مجدّ دالف ثانی (۱۰۳۴ھ)	۱۴۰
۵۸۔ اِمام احمد بن محمد المقر ی التلمسانی (۱۰۴۰ھ)	۱۴۱
۵۹۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ)	۱۴۱
۶۰۔علامۃ خیر الدین رملی حنفی (۱۰۸۱ھ)	۱۴۶
۶۱۔ اِمام ابوعبداللہ الزرقانی المالکی (۱۱۲۲ھ)	۱۴۷
۶۲۔ علامہ اِسماعیل حقی حنفی (۱۱۳۷ھ)	۱۴۸
۶۳۔ مخدوم محمد ھاشم ٹھٹھوی (۱۱۷۴ھ)	۱۴۹
۶۴۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۴ھ)	۱۵۲
۶۵۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۲۰۶ھ)	۱۵۵
۶۶۔ علامہ احمد صاوی مالکی (۱۲۲۳ھ)	۱۵۶
۶۷۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ)	۱۵۷
۶۸۔ علامہ احمد بن محمد طحطاوی (۱۲۳۱ھ)	۱۵۸
۶۹۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ)	۱۵۹
۷۰۔عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۲۴۲ھ)	۱۶۲
۷۱۔شاہ اسمٰعیل دہلوی (۱۲۴۶ھ)	۱۶۴

مشتملات	صفحہ
۷۲۔ شاہ عبد الغنی دہلوی (ھ)	۱۶۵
۷۳۔ علامہ محمد بن علی شوکانی (۱۲۵۰ھ)	۱۶۶
۷۴۔ علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ)	۱۷۱
۷۵۔ مولوی قاسم نانوتوی (۱۲۹۷ھ)	۱۷۶
۷۶۔ علامہ حسن العدوی الحمزاوی (۱۳۰۳ھ)	۱۷۷
۷۷۔ مفتی احمد زینی دحلان شافعی مکی (۱۳۰۴ھ)	۱۷۸
۷۸۔ علامہ ابن عابدین شامی (۱۳۰۶ھ)	۱۷۸
۷۹۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی (۱۳۰۷ھ)	۱۷۹
۸۰۔ مولانا رشید احمد گنگوہی (۱۳۲۳ھ)	۱۸۱
۸۱۔ شیخ وحید الزمان (۱۳۲۷ھ)	۱۸۲
۸۲۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری (۱۳۴۶ھ)	۱۸۶
۸۳۔ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱۳۵۰ھ)	۱۸۸
۸۴۔ مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری (۱۳۵۳ھ)	۱۹۰
۸۵۔ مولانا اشرف علی تھانوی (۱۳۶۲ھ)	۱۹۵
۸۶۔ مولانا شبیر احمد عثمانی (۱۳۶۹ھ)	۲۰۴

صفحہ	مشتملات
۲۰۵	۸۷۔ علامہ زاھد الکوثری المصری (۱۳۷۱ھ)
۲۰۷	ماآخذ و مراجع

پیش لفظ

اللہ عزوجل قادرِ مطلق ہے۔ وہ اِس اَمر کا پابند نہیں کہ قبولیتِ دعا کے لیے کسی اور کو اس کی بارگاہ میں **وسیلہ** بنایا جائے۔ وہ بلا واسطہ اپنے بندوں کی دعائیں سننے، قبول کرنے اور لطف و کرم سے نوازنے پر قادر ہے۔ لیکن یہ سنتِ الٰہیہ ہے کہ بہت سے نفوسِ قدسیہ اور اُمورِ صالحہ جو اُسے پسند اور محبوب ہیں اِن کی نسبت سے نہ صرف یہ کہ عمل بابرکت ہو جاتا ہے بلکہ دُعا کی قبولیت کا درجہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ رضائے اِلٰہی اور عطائے اِلٰہی کے حصول کے لیے اللہ کے حضور کسی کا توسل پیش کرنا شرک و بدعت نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا مشروع، مباح اور جائز طریقہ ہے جس کا مقصد اللہ کے مقرّب و معزّز بندوں کے واسطہ سے اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنا ہے تاکہ دعاؤں کی جلدی قبولیت کی توقع کی جا سکے۔ سائل جب اپنی عاجزی، بے بسی اور نیاز مندی کا اظہار کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اس کے کسی مقبول و مقرّب بندے یا نیک عمل کو بطور وسیلہ پیش کرتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے اس محبوب و مقرّب بندے یا مقبول عمل کا لحاظ فرماتے ہوئے اس کی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔

توسل بالأعمال الصالحہ (اَعمالِ صالحہ سے توسل) کی مشروعیت میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ توسل کی یہ صورت بالکل متفق علیہ ہے۔ توسّل بالذوات والأشخاص (نیک شخصیات سے توسل) کے بارے میں پائے جانے والا اِختلاف محض ایک صوری اختلاف ہے حقیقی نہیں۔ انبیاء و رسل، صحابہ و تابعین اور أئمہ و مجتہدین بارگاہ خداوندی میں اپنی دعاؤں اور اِلتجاؤں کو اَقرب اِلی الاجابت بنانے کے لے ہمیشہ اُس کے حضور اس کے محبوب و مقرب بندوں کا وسیلہ پیش کرتے رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور ذوات و اشخاص کا وسیلہ پیش کرنا شرک و بدعت نہیں بلکہ وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کے قرآنی حکم کے تحت یہ

ایک ایسا مشروع، مباح اور جائز عمل ہے جس پر جمہور اُمت ہمیشہ سے عمل کرتی چلی آ رہی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کی عقائد کے حوالے سے ایک بہت عظیم اور قابل تحسین علمی واجتہادی کاوش یہ ہے کہ آپ نے عقائدِ اِسلامیہ پر درجنوں ضخیم کتب تالیف فرمائیں۔ ان کتب کے مطالعہ سے نہ صرف شکوک و شبہات کا اِزالہ ہوتا ہے بلکہ آپ کی اِجتہادی بصیرت، علمی تبحر، بلندفکری اور فنی وتکنیکی مہارت کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

زیرِنظر تالیف ''التوسل عند الأئمة والمحدّثين'' بھی اسی سلسلہ تحقیق کی ایک کڑی ہے جس میں حضرت شیخ الاسلام نے منجملہ کثیر ائمہ دین اور علماء اعلام کے علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن کثیر، علامہ ابن رجب حنبلی، علامہ شوکانی اور علامہ بھوپالی سے لیکر علامہ تھانوی تک ایک خاص نقطۂ نظر رکھنے والے علماء کی تصریحات سے یہ ثابت کیا ہے کہ توسل نہ صرف مباح اور جائز ہے بلکہ یہ ایک ایسا عملِ خیر اور عملِ صالح ہے کہ اس کی برکت سے بارگاہِ خداوندی میں دعاؤں اور اِلتجاؤں کے مقبول ومستجاب ہونے کی قوی اُمید کی جا سکتی ہے۔

میں محترم محمد فاروق رانا اور محترم فیض اللہ بغدادی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کتاب کی بر وقت اِشاعت میں میری خصوصی معاونت فرمائی۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں حضرت شیخ الاسلام کے علوم ومعارف سے مستفید و مستنیر ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کے توسل سے اُمت مسلمہ کو ایمان و اِیقان کی دولت نوازے۔

(محمد اَفضل قادری)

سینئر رِیسرچ اسکالر

فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

۱۸ رمضان المبارک، ۱۴۲۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ کا قُرب حاصل کرنے یا اپنی کسی پریشانی، حاجت اور ضرورت کے وقت مراد کے حصول کے لئے بوقتِ دُعا کسی مقبول عمل، صالح بزرگ، یا بابرکت مقام کا واسطہ پیش کرنا **توسل** کہلاتا ہے۔ جمہور اہلِ اِسلام کا قرونِ اُولیٰ سے ہی اس اَمر پر اِجماع رہا ہے کہ اَعمالِ صالحہ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآن اور دیگر اَعمالِ خیر کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ البتہ توسُّل بغیرِ عمل جیسے توسُّل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، توسُّل بالصالحین، توسُّل بالأولیاء اور توسُّل بالآثار کا بعض لوگ اِنکار کرتے ہیں۔ جب کہ جمہور اَئمہ و محدثین اَعمالِ خیر کی طرح ذوات و اَشخاص سے بھی توسُّل کے جواز کے قائل ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاؤں کو اَقرب اِلی الإجابت بنانے اور رحمتِ ایزدی کو متوجہ کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اَعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ اَفرادِ صالحہ کے وسیلہ سے بھی دعا کرنے کی تلقین فرمائی۔ حدیثِ عثمان بن حنیف،[1] حدیثِ فاطمہ بنتِ اسد[2] اور حدیثِ اُویس

(1) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الدعوات، باب فی دعاء الضیف، ۵: ۵۶۹، رقم: ۳۵۷۸

۲۔ ابن ماجہ، السنن، ابواب إقامۃ الصلاۃ، باب ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۳۸۵

۳۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۷، رقم: ۱۹۳۰

(2) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۳۵۱، رقم: ۸۷۱

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۹: ۲۵۶، ۲۵۷

قرنی[1] وغیرہ اِس اَمر پر شاہد عادل ہیں۔ (تفصیلات آئندہ صفحات میں آرہی ہیں۔)

ذیل میں چند اَکابر ائمہ ومحدّثین کے اَقوال نقل کیے جا رہے ہیں جس سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ نیک اَعمال کے علاوہ صالح ومقرّب ہستیوں کا توسُّل بھی مشروع، مباح اور جائز ہے۔[2]

۱۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (۶۸ھ)

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے کہ یہود اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے اللہ عزوجل سے مدد طلب کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(وکانوا من قبل) من قبل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والقرآن (یستفتحون) یستنصرون بمحمد والقرآن (علی الّذین کفروا) من عدوّھم أسد وغطفان ومزینة وجھینة (فلما جاءھم ما عرفوا) صفته ونعته فی کتابھم (کفروا به) جحدوا به (فلعنة اللہ) سخط اللہ وعذابه

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أویس قرنی، ۴: ۱۹۶۸، رقم: ۲۵۴۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۴۰۳، رقم: ۵۷۱۹

(۲) عقیدۂ توسّل پر تفصیلات ملاحظہ کرنے کے لیے اِس موضوع پر راقم کی دیگر کتب – ''عقیدۂ توسّل'' اور ''کتاب التوحید (جلد دوم)'' – کا مطالعہ کریں۔

(علی الکافرين) علی اليهود.(۱)

''(یہود) حضرت محمد ﷺ اور قرآن کے نزول سے قبل اپنے دشمنوں اسد، غطفان، مزینۃ اور جھینۃ (کے قبائل) کے خلاف اللہ ﷻ سے حضور نبی اکرم ﷺ اور قرآن کے توسل سے حصولِ فتح کے لیے دعائیں کرتے تھے۔لیکن جب وہ ہستی جس کی صفات وخصوصیات کو وہ اپنی کتابوں میں پہچان چکے تھے،تشریف لے آئی تو اس کا اِنکار کر دیا۔ پس (اس کفر کی وجہ سے) کافر یہود پر اللہ کا عذاب اور لعنت ہو۔''

امام طبریؒ (۳۱۰ھ) اسی مضمون کو تفصیل کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کرتے ہیں:

أنّ يهود كانوا يستفتحون على الأوس والخزرج برسول اللهﷺ قبل مبعثه. فلمّا بعثه الله من العرب كفروا به و جحدوا ما كانوا يقولون فيه. فقال لهم معاذ بن جبل و بشر بن البراء بن معرور أخو بني سلمة: يا معشر يهود! اتقوا الله وأسلموا فقد كنتم تستفتحون علينا بمحمدﷺ ونحن أهل شرك و تخبروننا أنه مبعوث وتصفونه لنا بصفته.(۲)

(۱) ۱۔ فيروز آبادی، تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ۱۳
۲۔ سيوطی، الدر المنثور فی التفسير بالمأثور، ۱: ۲۱۷
۳۔ طبری، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱: ۳۲۵
۴۔ آجرّی، كتاب الشريعة: ۴۴۶
۵۔ شربينی، تفسير السراج المنير، ۱: ۷۶
۶۔ نسفی، مدارك التنزيل و حقائق التاويل، ۱: ٦۷
۷۔ زمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ۱: ۱۶۴
(۲) طبری، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱: ۳۲۵

”یہود حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل قبیلۂ اَوس اور خزرج پر فتح حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کے توسل سے دعائیں کرتے تھے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عربوں میں سے آپ ﷺ کو بعثت عطا فرمائی تو اُنہوں نے (حسداً) آپ ﷺ کا اِنکار کر دیا اور اُس بات سے مکر گئے جس کا وہ خود اِقرار کیا کرتے تھے۔ان یہودیوں سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور بنوسلمہ کے بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے طبقۂ یہود! اللہ سے ڈرو اور اِسلام قبول کرلو (وہ وقت یاد کرو) جب تم ہم پر فتحیابی کے لیے محمد ﷺ کے توسل سے دعائیں کرتے تھے حالانکہ اس وقت ہم مشرک تھے اور تم ہمیں بتاتے تھے کہ وہ نبی عنقریب مبعوث ہوگا اور تم ہمیں اس کی صفات بیان کرتے تھے“

۲۔ اِمام زین العابدین رضی اللہ عنہ (۹۵ھ)

شہزادۂ خاندانِ بتول ؑ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے جدِّ امجد، رحمتِ عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حصولِ امداد و شفاعت کے لئے اس طرح عرض کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

یا رحمة لّلعٰلمین! أنت شفیع المذنبین
أکرم لنا یوم الحزین، فضلًا وجوداً والکرم
یا رحمة لّلعٰلمین! أدرك لزین العابدین
محبوس أیدی الظّالمین، فی موکب والمزدحم(۱)

(اے تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر آنے والے! آپ گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ اپنی شانِ جود و کرم اور فضل و احسان کے باعث، کل قیامت کے روز ہمیں بھی شفاعت کی عزت بخشیں۔)

---

(۱) قصیدہ اِمام زین العابدین

(اے تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کر آنے والے! روزِ قیامت زین العابدین کی بھی دستگیری کیجئے جوظلم وستم کرنے والی جماعت کے ہاتھوں محبوس (قید) ہے، (اور مدد کا خواستگار ہے)۔)

۳۔ اِمام اعظم ابوحنیفہ (۱۵۰ھ)

اِمامُ الأئمۃ، اِمام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے شہرہ آفاق نعتیہ منظوم کلام ''قصیدۃ نعمان'' میں حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل و اِستمداد کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

یا مالکی کن شافعی فی فاقتی
إنّی فقیر فی الورٰی لغناك

یَا أَکرَمَ الثَّقَلَینِ یَا کَنزَ الورٰی
جد لی بِجُودِكَ وَأَرضِنِی بِرِضَاكَ

اَنَا طَامِعٌ بِالجُودِ مِنكَ لَم یَکُنْ
لِأَبِی حَنِیفَةَ فی الأنامِ سِوَاكَ (۱)

(اے میرے مالک آپ میری حاجت میں میرے شفیع ہیں، میں ساری مخلوق میں آپ کے غنا کا فقیر ہوں۔)

(اے گروہِ جن و انس میں سب سے زیادہ کریم! اے مخلوق کے خزانے، مجھے اپنی سخاوت کا حصہ وافر عطا فرمائیں اور اپنی رضا سے مجھے بھی راضی فرما دیں۔)

(یا رسول اللہ!) میں آپ کے جود و عطا کا اُمیدوار ہوں اور مخلوق میں ابوحنیفہ کے لیے آپ کے سوا کوئی نہیں۔)

---

(۱) ابو حنیفہ، قصیدۃ نعمان (مع خیرات الحسان) : ۲۰۰

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ان اَشعار سے واضح ہوا کہ خیر القرون کے اس عظیم اِمام کے نزدیک نہ صرف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانا درست ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِستمداد کرنا بھی جائز اور مشروع ہے، آپؒ اپنے اسی قصیدہ میں بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مزید عرض کرتے ہیں:

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
أَرجُو رِضَاكَ وَاحتَمِي بِحِمَاكَ (۱)

(اے پیشواؤں کے پیشوا! میں دلی قصد سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آیا ہوں، آپ کی رضا کا اُمیدوار ہوں اور خود کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔)

۴۔ امام مالک (۱۷۹ھ)

امام مالکؒ فقہاءِ اَربعہ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ قاضی عیاضؒ (۵۴۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ ابو جعفر منصور (۱۵۸ھ) مدینہ منورہ آیا اور اس نے امام مالکؒ سے دریافت کیا:

يا أبا عبد الله، أأستقبل القبلة و أدعوا أم أستقبل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم؟ فقال: ولِمَ تصرفُ وجهك عنه، وهو وسيلتك ووسيلة أبيك آدم عليه السلام إلى الله تعالى يوم القيٰمة؟ بل استبقله واستشفع به، فيشفّعك الله؛ قال الله تعالى: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّاباً رَّحِيماً﴾. (۲)

---

(۱) أبو حنيفه، قصيدة نعمان: ۲۰۰

(۲) قاضی عیاض، الشفا بتعريف حقوق المصطفى، ۲: ۵۹۶

''اے ابوعبد اللہ: کیا میں (زیارتِ قبرِ نبوی کے وقت) دعا کرتے ہوئے قبلہ رخ ہوں یا حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف رخ کروں ؟'' امام مالکؒ نے جواب دیا: ''(اے امیر!) تو حضور نبی اکرم ﷺ کی جانب سے منہ کیوں پھیرتا ہے حالانکہ وہ تمہارے لیے اور تمہارے جدِّ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے روزِ قیامت وسیلہ ہیں؟ بلکہ تو آپ ﷺ کی جانب متوجہ ہو (کر مناجات کر) اور آپ ﷺ کی شفاعت کا طالب ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے سامنے تیری شفاعت فرمائیں'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اوراللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے٥''

یہ واقعہ قاضی عیاضؒ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ سبکیؒ نے **شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام** میں، علامہ سمہودی نے **خلاصة الوفاء** میں امام قسطلانی نے **المواهب اللدنية** میں ابن جماع نے **هداية السالك** میں اور امام ابن حجر ہیثمی نے **الجوهر المنظم** میں روایت کیا ہے۔

۵۔ امام محمد بن اِدریس الشافعی (۲۰۴ھ)

خطیب بغدادی (۴۶۳ھ) بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی جب بغداد میں ہوتے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی قبر کی زیارت کرتے اور ان کو اپنی دعا میں وسیلہ بناتے تھے۔ خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی امام ابوحنیفہ (۱۵۰ھ) کے مزار کی برکات کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إنّی لأتبرّك بأبی حنیفة، وأجیء إلی قبره فی كلّ یوم – یعنی زائرًا – فإذا عُرضت لی حاجة صلّیت ركعتین، و جئتُ إلی قبره، و سألت الله تعالی الحاجة عنده، فما تبعد عنّی حتی تقضی.(۱)

''میں امام ابوحنیفہؒ کی ذات سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر کی زیارت کے لیے آتا ہوں۔ جب مجھے کوئی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر آتا ہوں اور اس کے پاس (کھڑے ہوکر) حاجت برآری کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ پس میں وہاں سے نہیں ہٹتا یہاں تک کہ میری حاجت پوری ہوچکی ہوتی ہے۔''

یہ اتنے جلیل القدر امام کا ارشاد اور معمول تھا جن کا علمی مقام و مرتبہ پورے عالمِ اسلام میں تسلیم شدہ ہے۔اس واقعہ کو علامہ ابن حجر ہیتمی نے **الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم** میں ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی تصنیف لطیف **الصواعق المحرقة علی أهل الرفض والضلال والزندقة** میں حضرت امام شافعی کا درج ذیل شعر بھی نقل کیا ہے جس میں آپ نے اہل بیتِ نبوی کو وسیلہ بنایا ہے۔

الُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِی وَهُمْ وَسِیْلَتِی
أَرْجُوْا بِهِمْ أُعْطیَ غَدًا بِیَدِ الْیُمْنِ صَحِیْفَتِی(۲)

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادیؒ، تاریخ بغداد، ۱: ۱۲۳
۲۔ابن حجر ہیتمی، الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم: ۹۴
۳۔ابن عابدین شامی، رد المحتار علی در المختار، ۱:۴۱
۴۔ زاہد الكوثری، مقالات الكوثری: ۳۸۱

(۲) ابن حجر ہیتمی، الصواعق المحرقة علی أهل الرفض والضلال والزندقة: ۱۸۰

''آل نبی ﷺ (اللہ کے دربار میں) میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ ان کے وسیلے سے کل بروزِ قیامت میرا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔''

شاہ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) أشعة اللّمعات میں حضرت موسیٰ کاظم کی قبرِ انور کے حوالے سے امام شافعی کا درج ذیل قول نقل کرتے ہیں:

''حضرت موسیٰ کاظم کی قبرِ انور قبولیتِ دعا کے لیے تریاقِ مجرّب ہے۔''(۱)

۶۔ علامہ محمد بن عمر واقدیؒ (۲۰۶ھ)

علامہ واقدی نقل کرتے ہیں کہ حلب کی جنگ میں جب مسلمان ایک موقع پر نازک صوتِ حال سے دو چار ہوئے تو حضرت کعب بن ضمرہ ﷺ نے یَا مُحَمَّد! یَا مُحَمَّد! یَا نَصْرَ اللهِ اِنْزِلْ کے الفاظ سے حضور ﷺ کے وسیلہ سے اللہ ﷻ سے مدد و نصرت طلب کی۔ وہ اس واقعہ کی تفصیلات فتوح الشام میں یوں بیان کرتے ہیں:

قال مسعود بن عون العجي: شهدت الخيل التي بعثها أبو عبيدة طلائع مع كعب بن ضمرة و كنت فيها يوم التقى الجمعان وقد خرج علينا الكمين و نحن في القتال، ونحن لا نظن أن لهم كمينًا يطلع من ورائنا وإذا بأصوات حوافر الخيل أكبّت علينا و أيقنا بالهلكة بعدما كنا موقنين بالغلبة وصرنا في وسط عسكر الكفار فلم يكن لنا بد من القتال فافترقت المسلمون ثلاث فرق: فرقة منهم منهزمة وفرقة قصدت قتال الكمين وفرقة مع كعب بن

(۱) عبدالحق محدث دہلوی، أشعة اللمعات شرح المشكوة المصابيح، ۲: ۹۲۳

ضمرة. قصدت قتال يوقنا و من معه. قال مسعود بن عون: فللّه در كندة يومئذ لقد قاتلوا قتالاً شديداً و أبلوا بلاءً حسنا و وهبوا أنفسهم لله تعالى حتى قتل منهم ذلك اليوم مائة رجل في مقام واحد و عمل أهل الكمين عملاً عظيمًا و كعب بن ضمرة قلق على المسلمين فجاهد عنهم و هو يجول بالراية و ينادي: يا محمد يا محمد يا نصر الله انزل. (۱)

''مسعود بن عون العجی نے بیان کیا ہے کہ میں اس لشکر میں شامل تھا جس کو ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے بطور مقدمۃ الجیش کے کعب بن الضمرۃ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تھا اور میں اس دن بھی موجود تھا جس دن دونوں لشکر آپس میں ٹکرائے۔ ہم لڑ رہے تھے کہ اچانک گھات میں بیٹھے ہوئے لشکر نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم نہیں جانتے تھے کہ ان کا لشکر گھات میں ہے۔ لشکر ہماری پشتوں کی طرف سے دکھائی دیا اور دفعتاً گھوڑوں کے سموں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ لشکر نے اچانک ہم پر حملہ کر دیا اور ہمیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا حالانکہ (اس سے قبل) ہم مالِ غنیمت کے حصول کا یقین رکھتے تھے۔ ہم لشکرِ کفار کے درمیان پھنس گئے اور اب لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اس حالت میں مسلمان تین گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ کو شکست ہوئی دوسرے گروہ نے گھات سے حملہ آور لشکر سے لڑائی کا قصد کیا اور تیسرا گروہ کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور وہ یوقنا اور اس کے ساتھیوں سے لڑائی کی کوشش کرتا رہا۔ مسعود بن عون نے بیان کیا ہے کہ اللہ کی قسم! قوم کندہ کے افراد بہت سخت لڑائی لڑے اور ایک بڑی آزمائش میں مبتلا کیے گئے۔ انہوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہبہ کر دیا تھا یہاں تک کہ ان کی قوم سے اُس ایک دن میں ایک سو آدمی

(۱) واقدی، فتوح الشام، ۱: ۲۴۰

شہید ہوئے۔ گھات میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے بہت بڑی کاروائی کی۔ کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے حال سے بہت پریشان تھے۔ اِس نازک صورتِ حال میں انہوں نے جھنڈا تھامے ہوئے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے مدد طلب کرتے ہوئے) بلند آواز سے پکارا: **يَا مُحَمَّد! يَا مُحَمَّد! يَا نَصْرَ اللهِ اِنْزِلْ** (یا محمد، یا محمد! اے اللہ کی امداد، نزول فرما)۔''

مؤرّخ محمد بن عمر واقدی فتوح الشام جلد دوم صفحہ ۱۵۲ پر بیان کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اللہ سے مغفرت طلب کی۔ وہ نقل کرتے ہیں:

وإنّ داود علیہ السلام لما أصاب الذنب ونفر عنه الوحش خرج إلى فلاة من الأرض وقال: إلٰهي بحق النبي العربي الذي تبعثه في آخر الزّمان إلا غفرت لي فأجاب دعوته.(۱)

''جب داؤد علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی اور جنگلی جانور اُن سے دور بھاگنے لگے تو وہ ایک طرف بیابان جنگل میں نکل گئے اور (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے) دعا کی: اے اللہ! اگر تو نے مجھے معاف نہ فرمایا میں تیرے حضور اُس عربی نبی کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں جسے تو آخری زمانہ میں مبعوث فرمائے گا (کہ تو مجھے ان کے وسیلہ سے معاف فرما دے)۔ پس اللہ نے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے) اُن کی دعا قبول فرما لی۔''

علامہ واقدیؒ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ نے سفر پر روانگی سے قبل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی۔ اُس وقت قبرِ انور کے قریب سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدہ فاطمہ زہراء، حضرت علی، حضرت عباس اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے

---

(۱) واقدی، فتوح الشام، ۲:۱۵۲

تھے۔ عبداللہ بن قرط ﷛ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے دعا کی اِستدعا کی۔اس کے بعد روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

فرفع العباس ﷛ يديه وعلي ﷛ كذلك وقالا: اللّهم! إنّا نتوسّل بهذا النّبي المصطفى والرّسول المجتبى الذي توسّل به آدم فأجبت دعوته، وغفرت خطيئته إلا سهّلت على عبد الله طريقه وطويت له البعيد وأيّدت أصحاب نبيّك بالنصر إنّك سميع الدّعاء.[1]

’’حضرت عباس ﷛ اور حضرت علی ﷛ دونوں نے (روضہ مبارک کے سامنے ہی) دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور یہ دعا کی:

اے اللہ! اگر تو نے عبد اللہ بن قرط ﷛ کا سفر آسان نہ فرمایا اور اس کے لئے دوری کو نہ سمیٹا اور اپنے نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کی تائید و نصرت نہ فرمائی تو ہم تجھے اِس نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں کہ جس کا وسیلہ جب حضرت آدم ؑ نے پیش کیا تھا تو تو نے اُن کی دعا قبول فرمالی اور اُن کی خطا معاف فرما دی، کہ (تو اُسی نبی ﷺ کے وسیلہ سے ہماری یہ دعا بھی قبول فرما۔) بے شک تو بہت زیادہ دعاؤں کو سننے والا ہے۔‘‘

۷۔ امام ابن ہشام (۲۱۳ھ)

معروف اور اوّلیں سیرت نگار ابو محمد عبد الملک ابن ہشام حمیریؒ سیرتِ نبوی پر اپنی شہرہ آفاق کتاب السیرۃ النبویۃ میں بیان کرتے ہیں کہ اہلِ مدینہ قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر

(۱) واقدی، فتوح الشام، ۱: ۲۴۸

تشریف فرما ہوئے اور بارش کی دعا فرمائی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ زور دار بارش شروع ہو گئی۔ جب بارش زیادہ ہوگئی تو مدینہ منورہ کے آس پاس کے لوگوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم تو ڈوب جائیں گے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اﷲ! ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر نہ ہو۔ چنانچہ بادل آس پاس سے اس طرح ہٹ گیا جیسے تاج ہو۔ اس موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَوْ أَدْرَكَ أَبُوْطَالِبٍ هٰذَا الْيَوْمَ لَسَرَّهُ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهٖ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَرَدْتَ قَوْلَهُ:

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْأَرَامِلِ

فَقَالَ: أَجَلْ. (۱)

''اگر ابو طالب اس دن کو پاتے، تو یقیناً انہیں خوشی ہوتی۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف ہے:

''گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی جاتی ہے اور جو یتیموں اور بیواؤں کے ملجا و مأویٰ ہیں!

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔''

امام ابن ہشامؒ نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ طائف سے واپسی پر جعرانہ تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت قبیلۂ ہوازن کے بچوں اور عورتوں میں سے چھ ہزار قیدی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اُونٹوں اور بکریوں کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا، ہوازن کا ایک وفد مشرف بہ اسلام ہو کر حاضر بارگاہ ہوا۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہم پر احسان

(۱) ابن ہشام، السيرة النبوية (مع الروض الأنف)، ۱: ۱۷۹

فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیدیوں اور اموال میں سے ایک چیز پسند کرلو۔ انہوں نے عرض کیا: ہمیں قیدی محبوب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو قیدی میرے ہیں یا بنو عبدالمطلب کے ہیں، وہ تمہارے ہیں، باقی جو تقسیم ہو چکے ہیں ان کے لیے یہ طریقہ اختیار کرو:

إِذَا مَا أَنَا صَلَّيتُ الظُّهرَ بِالنَّاسِ فَقُومُوا فَقُولُوا: إِنَّا نَستَشفِعُ بِرَسُولِ اللهِ (ﷺ) إِلى الْمُسلِمِينَ وَبِالْمُسلِمِينَ إِلى رَسُولِ اللهِ (ﷺ) فِي ابَائِنَا وَنِسَائِنَا فَسَأُعطِيكُم عِندَ ذٰلِكَ وَأَسأَلُكُم.(۱)

''جب میں لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ لوں تو تم کھڑے ہو کر یہ کہنا: ہم رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے ہماری شفاعت (سفارش) فرمائیں اور مسلمان ہماری شفاعت رسول اللہ ﷺ سے کریں، ہمارے آباء و اَجداد اور عورتوں کے حق میں، تو میں تمہیں اس وقت عطا کر دوں گا اور تمہاری سفارش کروں گا۔''

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اکثر صحابہ ﷡ نے عرض کیا جو کچھ ہمارے پاس ہے، وہ حضور ﷺ کا ہے۔ باقی صحابہ ﷡ سے آپ ﷺ نے وعدہ فرمایا کہ ہر قیدی کے بدلے مالِ غنیمت سے چھ اونٹنیاں دی جائیں گی۔ اس طرح آپ ﷺ کے وسیلہ سے قبیلہ ہوازن کو تمام قیدی واپس مل گئے۔

اسی موقع پر حضرت زہیر بن صرد ﷛ (صحابی) نے عرض کیا:

امْنُنْ عَلَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ فِي كَرَمٍ
فَإِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْه وَنَنْتَظِرُ (۲)

(۱) ابن ہشام، السيرة النبوية (مع الروض الأنف)، ۲: ۳۰۶

(۲) سہیلی، الروض الأنف، ۲: ۳۰۶

''یا رسول اللہ! ہم پر احسان اور کرم فرمائیں، آپ وہ انسان ہیں جن کے احسان کی ہم توقع رکھتے ہیں اور منتظر ہیں۔''

۸۔ علامہ ابن سعد (۲۳۰ھ)

علامہ ابن سعد **الطبقات الکبریٰ** میں حضرت سلیم بن عامر خبائری سے مروی روایت نقل کرتے ہیں حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور اہلِ دمشق نے بارش کی دعا کے لیے یزید بن الاسود الجرشی رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کیا۔ حضرت سلیم بن عامر خبائری روایت کرتے ہیں:

إنّ السّما قحطت فخرج معاوية بن أبی سفيان رضی اللہ عنہ و أهل دمشق يستسقون فلما قعد معاوية على المنبر قال: أين يزيد ابن الأسود الجرشی؟ قال: فناداه الناس فأقبل يتخطى فأمره معاوية فصعد المنبر فقعد عند رجليه فقال معاوية:

الّلهم! إنّا نستشفع إليك اليوم بخيرنا وأفضلنا. الّلهم! إنّا نستشفع إليك بيزيد بن الأسود الجرشی، يا يزيد، ارفع يديك إلى الله فرفع يزيد ورفع النّاس أيديهم فما كان أوشك أن ثارت سحابة فی المغرب و هبّت لها ريح فسقينا حتى كاد الناس لا يتصلون إلى منازلهم.[1]

''(بہت عرصہ تک) آسمان سے بارش نہ ہوئی تو حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور اہلِ دمشق بارش کی دعا کے لیے باہر نکلے۔ پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو فرمایا: یزید بن الاسود الجرشی کہاں ہیں؟ لوگوں نے انہیں بلایا تو وہ پھلانگتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم پر وہ منبر پر

(۱) ابن سعد، الطبقات الکبری، ۷: ۴۴۴

چڑھے اور ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: اے اللہ! آج ہم بہتر اور افضل شخصیت کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں یزید بن الاسود الجرشی کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ (پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا) یزید! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھاؤ۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے۔ لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی) اَچانک مغرب کی طرف سے ایک بادل اُٹھا، ہوا چلنے لگی اور زور دار بارش شروع ہوگئی، یہاں تک کہ لوگوں کو گھروں تک پہنچنا مشکل ہوگیا۔‘‘

غور طلب بات یہ ہے کہ اس اجتماع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود ہیں، تابعین بھی حاضر ہیں۔ ان میں سے کسی نے ایک مردِ صالح کے وسیلے سے دعا مانگنے پر اعتراض نہیں کیا۔ یہ ان تمام حضرات کا جواز کے توسل پر اجماع ہے۔

۹۔ امام ابن ابی شیبہ (۲۳۵ھ)

جلیل القدر محدث حافظ ابن ابی شیبہ (۲۳۵ھ) روایت کرتے ہیں کہ قحط اور قلتِ باراں سے متاثر ایک شخص (حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارش کی دعا کے لیے اِلتجا کی۔ مالک دار رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازنِ طعام تھے، اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں:

أصاب النّاس قحط فی زمن عمر فجاء رجل إلی قبر النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! استسق لأمّتك فإنّهم قد هلکوا، فأتی الرّجل فی المنام فقیل له: اِئت عمر، فأقرئه السّلام وأخبره أنّکم مستقیون وقل له: علیك الکیس علیك الکیس فأتی عمر فأخبره فبکی عمر ثم قال: یا ربّ لا آلو إلا ما عجزت عنه. (۱)

(۱) ۱۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۶: ۳۵۶، رقم: ۳۲۰۰۲

۲۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۲: ۴۹۵

''لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط میں مبتلا ہوگئے تو ایک شخص (حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی اُمت ہلاک ہوا چاہتی ہے، آپ اس کے لیے بارش کی دعا فرمائیں، اس صحابی کو خواب میں کہا گیا کہ عمر کو جا کر سلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ تمہیں بارش عطا کی جائے گی، اور یہ بھی کہو کہ (اُمورِ خلافت ادا کرنے میں مزید) بیدار مغزی سے کام لو۔ اس صحابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے، اور عرض کیا: اے میرے رب! جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے، میں اس میں کوتاہی نہیں کرتا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ سیف بن عمر نے فتوح میں فرمایا ہے کہ خواب دیکھنے والے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ نیز علامہ عسقلانی نے اس سند کو صحیح قرار دیا ہے:

و روى ابن أبي شيبة بإسناد صحيح.(۱)

''امام ابن ابی شیبہ نے اسے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے''

انہی الفاظ میں علامہ احمد بن محمد قسطلانی نے اس سند کی تصحیح کی ہے۔(۲)

۱۰۔ امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱۳۵۰ھ) نے **شواهد الحق في الإستغاثة بسيّد الخلق** میں امام احمد بن حنبل کے امام شافعی کو وسیلہ بنانے کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے:

---

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۲: ۴۱۲

(۲) قسطلانی، المواهب اللدنية مع الزرقانی، ۸: ۷۷

إنّ الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى دعا الله تعالى متوسّلا بالإمام الشافعي فتعجب منه ابنه عبدالله فقال الإمام أحمد: إنّ الشّافعي كالشّمس للنّاس وكالعافية للبدن.(۱)

’’امام احمد بن حنبلؒ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے حضرت امام شافعیؒ کو وسیلہ بنایا تو ان کے بیٹے عبد اللہ کو تعجب ہوا تو امام احمدؒ بن حنبل نے فرمایا: امام شافعیؒ لوگوں کے لیے آفتاب اور بدن کے لیے صحت کی مانند ہیں۔‘‘

اِمام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الأبدال يكونون بالشّام و هم أربعون رجلًا كلّما مات رجلٌ أبدل الله مكانه رجلًا يُسقىٰ بهم الغيث و يُنتصر بهم على الأعداءِ ويُصرف عن أهل الشّام بهم العذابُ.(۲)

’’ابدال شام میں ہوں گے۔ وہ چالیس مرد ہیں۔ جب ان میں ایک وفات پا جاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے۔ ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں۔ ان کے ذریعے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ ان کی وجہ سے شام والوں سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔‘‘

ملا علی قاریؒ مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح میں مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أي ببركتهم أو بسبب وجودهم فيما بهدفع البلاء عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ.(۳)

---

(۱) نبهاني، شواهد الحق في الاستغاثة بسيّد الخلق ۱۶۶

(۲) أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۲

(۳) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح، ۱: ۳۶۰

''ابدالوں کی برکت اور ان میں ان کے وجودِ مسعود کے سبب بارشیں ہوتی ہیں، دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے اُمتِ محمدیہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔''

۱۱۔ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی (۲۵۵ھ)

امام دارمیؒ السنن میں باب ما أکرم اللہ تعالی نبیہ ﷺ بعد موتہ کے ذیل میں بیان کرتے ہیں کہ اہلِ مدینہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی قبرِ انور کے توسل سے بارش طلب کرتے تھے: وہ ابو الجوزاء اوس بن عبداللہ سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

قحط أهل المدينة قحطًا شديدًا فشكوا إلى عائشة، فقالت: انظروا قبر النبى ﷺ فاجعلوا منه كواً إلى السّماء، حتى لا يكون بينه وبين السّماء سقف، قال: ففعلوا فمطروا مطراً حتى نبت العشب، وسمنت الإبل حتى تفتقت من الشّحم، فسمّى عام الفتق.(۱)

''مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے حضرت عائشہ سے (اپنی دگرگوں حالت کی) شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک کھڑکی آسمان کی طرف اس طرح کھولو کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، ۱:۴۳، رقم: ۹۳
۲۔ ابن جوزی، الوفاء بأحوال المصطفی، ۲:۸۰۱
۳۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام: ۱۲۸
۴۔ قسطلانی، المواہب اللدنیۃ، ۴: ۲۷۶
۵۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیۃ، ۱۱: ۱۵۰

انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس بہت زیادہ بارش ہوئی حتی کہ خوب سبزہ اُگ آیا اور اُونٹ اتنے موٹے ہوگئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ لہٰذا اُس سال کا نام ہی عام الفتق (سبزہ وکشادگی کا سال) رکھ دیا گیا۔‘‘

امام دارمیؒ کی نقل کردہ اس حدیث کی اسناد کے حوالے سے تفصیلی بحث راقم کی کتاب عقیدۂ توسل کے باب پنجم، فصل سوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ)

امام بخاریؒ نے اپنی الصحیح میں باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا قائم کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ’’قحط سالی میں لوگوں کا امام سے استسقاء سے متعلق سوال کرنا‘‘ اس کے ذیل میں وہ حضور ﷺ کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے لوگوں کا بارش طلب کرنا بیان کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن دینارؒ کے والدِ محترم نے فرمایا:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِي طَالِبٍ:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتٰمٰى عِصْمَةٌ لِّلْأَرَامِلِ

حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ وَ رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَ أَنَا أَنْظُرُ إِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ يُسْتَسْقٰى فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقٰى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامىٰ عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

وَ هُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ.(۱)

''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ابو طالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

''وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے فریاد رَس ہیں۔

''سالم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ کبھی میں شاعر کی اس بات کو یاد کرتا اور کبھی نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھتا کہ اس کے ذریعے بارش مانگی جاتی تو آپ اترنے بھی نہ پاتے کہ سارے پرنالے بہنے لگتے۔

''مذکورہ بالا شعر حضرت ابوطالب کا ہے۔''

امام بخاریؒ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کو استسقاء کے لیے وسیلہ بنانے کے حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث بیان کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا ﷺ فَتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا. قَالَ فَيُسْقَوْنَ.(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ۱: ۳۴۲، رقم: ۹۶۳

۲۔ عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۷: ۳۰

(۲) بخاری، الصحیح، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ۱: ۳۴۲، رقم: ۹۶۳

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بارش کی دعا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے کرتے اور کہتے اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا جان کو وسیلہ بناتے ہیں کہ ہم پر بارش برسا۔ پس انہیں بارش عطا کی جاتی۔''

امام بخاریؒ اپنی صحیح میں کتاب التوحید میں ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں کہ کس طرح قیامت والے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مقرب ومحبوب بندوں کے توسل سے جہنم میں جلنے والے بے شمار لوگوں کو آزادی عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ، قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ، وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ، يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا إِخْوَانُنَا، كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا، وَ يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا، وَ يَعْمَلُوْنَ مَعَنَا، فَيَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى: اِذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، وَ يُحَرِّمُ اللهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، فَيَأْتُوْنَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوْا، فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا. قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُوْنِي

فَاقْرَءُوا ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضٰعِفُهَا﴾ (١) فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَ الْمَلَائِكَةُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ. فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: بَقِيَتْ شَفَاعَتِي، فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ، فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوْا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ، يُقَالُ لَهُ: مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ، قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَ إِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ، فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ، فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ، فَيُجْعَلُ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ، أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ، فَيُقَالُ لَهُمْ: لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.(٢)

”تم مجھ سے حق کا مطالبہ کرنے میں جو تمہارے لئے واضح ہو چکا ہے آج اس قدر سخت نہیں ہو جس قدر شدت کے ساتھ مومن اس روز اللہ سے مطالبہ کریں گے۔ جس وقت وہ دیکھیں گے کہ وہ نجات پا گئے ہیں۔ اپنے بھائیوں کے حق میں مطالبہ کرتے ہوئے وہ عرض کریں گے: اے رب! (یہ) ہمارے بھائی (ہیں جن کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا یہ) ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے،

---

(١) النساء، ٤: ٤٠

(٢) ١ـ بخاري، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة، ٦: ٢٧٠٧، رقم: ٧٠٠١

٢ـ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، ١: ١٦٩، رقم: ١٨٣

٣ـ نسائي، السنن، كتاب الإيمان وشرائعه، باب زيادة الإيمان، ٨: ١١٢، رقم: ٥٠١٠

ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ (نیک) عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جس کے دل میں دینار کے وزن کے برابر ایمان پاؤ اسے (دوزخ سے) نکال لو اور اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو آگ پر حرام کردیگا، پس وہ ان کے پاس آئیں گے جبکہ بعض قدموں تک اور بعض پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے چنانچہ جن کو وہ پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں نصف دینار کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے نکال لو، پس وہ جسے پہچانیں گے نکال لیں گے۔ پھر وہ واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں ذرّے کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے بھی نکال لو چنانچہ وہ جسے پہچانیں گے نکال لیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جسے یقین نہ آتا ہو وہ یہ آیت پڑھ لے: ﴿بے شک اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اوراگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوگنا کر دیتا ہے﴾۔ پس انبیاء، فرشتے اور مؤمنین شفاعت کریں گے تو خالق و مالک جبار فرمائے گا: میری شفاعت (بخشش و مغفرت) باقی ہے تو وہ دوزخ سے (جہنمیوں کو) قبضہ بھر کر نکالے گا جو جل کر کوئلے کی طرح ہو چکے ہوں گے۔ پھر انہیں نہرِ آبِ حیات میں ڈال دیا جائے گا جو جنت کے کناروں پر ہے۔ چنانچہ وہ اس طرح تر و تازہ ہو کر نکلیں گے جیسے سیلابی جگہ سے دانہ اُگتا ہے جسے تم نے کسی پتھر یا درخت کے پاس دیکھا ہو گا۔ پس جو ان میں سے سورج کی طرف ہوتا ہے سبز اور جو سایہ میں ہوتا ہے سفید رہتا ہے گویا وہ موتیوں کی مانند نکلیں گے اور ان کی گردنوں میں مہریں لگا دی جائیں گی، پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پس اہلِ جنت کہیں گے: یہ رحمان کے آزاد کردہ ہیں کہ اس نے انہیں بغیر عمل کیے اور بغیر بھلائی کو آگے بھیجنے کے جنت میں داخل کر دیا۔ پس ان (جہنم سے آزاد ہونے والوں) سے کہا جائے گا: تمہارے لئے جو تم نے دیکھا یہ اور اس کی مثل (مزید) ہے۔‘‘

۱۳۔ امام مسلم (۲۶۱ھ)

امام مسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اے میرے صحابہ!) تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا، اس کا نام اُویس ہوگا۔ تم میں سے جس کی اُس سے ملاقات ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ اس سے تمہاری مغفرت کی دعا کرائے۔ کیونکہ (وہ قربت کے اُس مقام پر ہے کہ) اگر وہ قسم کھا کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ویسا ہی کر دیں۔ اگر تم اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرا سکو تو ضرور کرا لینا۔ امام مسلمؒ نے اسیر بن جابر سے اس حدیث کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

أنّ أهل الكوفة وفدوا إلى عمر. فيهم رجل ممن كان يسخرُ بأويس، فقال عمر: هل ههنا أحدٌ من القرنيين؟ فجاء ذلك الرجل، فقال عمر: إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد قال: إن رجلًا يأتيكم من اليمن يُقال له أويس، لا يدع باليمن غيرأم له، قد كان به بَياض، فدعا الله فأذهبه عنه إلا موضع الدينار أو الدرهم، فمن لقيه منكم فليستغفر لكم (۱)

''اہلِ کوفہ ایک وفد لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے مذاق کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أویس قرنی رضی اللہ عنہ، ۴: ۱۹۶۸، رقم: ۲۵۴۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۴۰۳

۳۔ أبو نعیم أصفهانی، حلیة الأولیاء، ۲: ۷۹، ۸۰

۴۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر (تاریخ ابن عساکر)، ۳: ۱۶۳

یہاں کوئی قرن کا رہنے والا ہے؟ تو وہ شخص پیش ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا، اس کا نام اویس ہوگا۔ یمن میں اس کی والدہ کے سوا کوئی نہیں ہو گا۔ اس کو برص کی بیماری تھی، اس نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دینار یا درھم کے برابر سفید داغ کے سوا باقی داغ اس سے دور کر دیئے۔ تم میں سے جس شخص کی اس سے ملاقات ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے تمہاری مغفرت کی دعا کرائے۔‘‘

امام مسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِرشادات، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اُن سے ملاقات اور ان سے دعا کروانے کے حوالے سے درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں تفصیلات بیان کی ہیں۔ جس میں یہ بھی ہے کہ **لَو أُقْسَمَ عَلَی اللهِ لَأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَلَكَ** (اگر وہ کسی چیز پر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا، اگر تم سے ہوسکے تو تم ان سے مغفرت کی دعا کرانا)۔ حضرت اُسیر بن جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب اِذَا أَتٰی عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ: أَفِيكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتّٰی أَتٰی عَلَی أُوَيْسٍ. فَقَالَ أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَن قَالَ: نَعَمْ فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: ’’يَأْتِیْ عَلَيْكُم اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَبِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَی اللهِ لَاَبَرَّهُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَّسْتَغْفِرَلَكَ فَا فْعَلْ‘‘ فَاسْتَغْفِرْلِی فَاسْتَغْفَرلَهُ. فَقَالَ لَهُ

عُمَرُ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ الْكُوْفَةَ. قَالَ: أَلاَ أَكْتُبُ لَكَ إِلٰى عَامِلِهَا؟ قَالَ أَكُوْنُ لِي غَبْرَآءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ.

قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ أُوَيْسٍ قَالَ: تَرَكْتُهُ رَثَ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ. قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ منْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوضِعَ دِرْهَمٍ لَّهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ، لَّوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لأَ بَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَّسْتَغْفِرَلَكَ فَافْعَلْ فَأَتَى أُوَيْساً فَقَالَ اسْتَغْفِرْلِيْ. قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ. فَاسْتَغْفِرْلِيْ. قَالَ اسْتَغْفِرلِي. قَالَ اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ. فَاسْتَغْفِرْلِيْ. قَال لَقِيْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَاسْتَغْفَرَلَهُ. فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فانْطَلَقَ عَلَى وَجْهِهِ.(۱)

’’حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب اہلِ یمن میں سے کوئی کمک آتی تو وہ ان سے سوال کرتے کیا تم میں اُویس بن عامر ہے؟ حتی کہ ایک دن حضرت اویس رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ اُویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! کہا: آپ قبیلہ مراد سے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے کہا: کیا آپ قرن سے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! کیا آپ کو برص کی

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أویس قرنی رضی اللہ عنہ، ۴:۱۹۶۸، رقم: ۲۵۴۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۴۵۶، رقم:۵۷۱۹

۳۔ بزار، المسند، ۱:۴۷۹، رقم: ۳۴۲

بیماری تھی اور ایک درہم کے برابر داغ رہ گیا ہے اور باقی داغ ختم ہوگئے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سنا ہے کہ اہلِ یمن کی امداد کے ساتھ تمہارے پاس قبیلہ مراد سے قرن کا ایک شخص آئے گا جس کا نام اُویس بن عامر ہوگا۔ اس کو برص کی بیماری تھی اور ایک درہم کی مقدار کے علاوہ باقی ٹھیک ہوچکی ہوگی۔ قرن میں اس کی ایک والدہ ہے جس کے ساتھ وہ بہت نیکی کرتا ہے۔ اگر وہ کسی چیز پر اللہ کی قسم کھا لے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا۔ اگر تم سے ہوسکے تو تم اس سے مغفرت کی دعا کرانا۔ سو اب آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کیجئے۔ حضرت اُویس قرنی نے حضرت عمر کے لیے اِستغفار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: کوفہ میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں کوفہ کے عامل کی طرف آپ کے لیے خط نہ لکھ دوں؟ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا: خاک نشیں لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ جب دوسرا سال آیا تو کوفہ کے اشراف میں سے ایک شخص آیا۔ اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر نے اس سے حضرت اُویس کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا: میں ان کو کم سامان کے ساتھ شکستہ گھر میں چھوڑ کے آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ تمہارے پاس کمک کے ساتھ قبیلہ مراد سے اُویس بن عامر قرن سے آئے گا۔ اس کو برص کی بیماری تھی۔ ایک درہم کی مقدار کے علاوہ وہ سب بیماری ٹھیک ہوگئی، اس کی ایک والدہ ہیں، وہ اس کے ساتھ بہت نیکی کرتا ہے۔ اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کسی کام کی قسم کھا لے تو اللہ عزوجل اس کو ضرور پورا کرتا ہے۔ اگر تم سے ہوسکے تو تم اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرانا۔ پھر وہ شخص حضرت اُویس کے پاس گیا اور ان سے کہا: میرے لیے استغفار کیجئے۔ انہوں نے کہا: تم ابھی اچھا سفر کر کے آ رہے ہو، تم

میرے لیے استغفار کرو۔ اس نے پھر کہا: آپ میرے لیے استغفار کیجئے۔ انہوں نے کہا: تم ابھی نیک سفر کر کے آ رہے ہو، تم میرے لیے استغفار کرو، پھر کہا: کیا تمہاری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تھی، اس نے کہا: ہاں! پھر حضرت اویس نے اس کے لیے استغفار کیا۔ تب لوگوں کو حضرت اویس کے مقام کا علم ہوا اور وہ (یعنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ) وہاں سے چلے گئے۔‘‘

۱۴۔ اِمام ابو عیسیٰ ترمذی (۲۷۹ھ)

امام ترمذیؒ نے ذواتِ مسلمین کے توسل کو جائز قرار دیا ہے۔ آپ نے اپنی الجامع الصحیح کے أبواب الجهاد میں سے ایک باب کا عنوان ہی باب ماجآ فی الاستفتاح بعصالیك المسلمین یعنی ’’مسلمان فقراء کے وسیلہ سے طلبِ فتح‘‘ قائم فرمایا ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

أَبْغُوْنِي فِي ضُعَفَائِكُمْ فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ.(۱)

’’مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں کمزور (اور غریب) لوگوں کے سبب رزق دیا جاتا ہے اور تمھاری مدد کی جاتی ہے۔‘‘

امام ترمذیؒ مناقب عمر ابن الخطاب میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ: ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو اُس کے واسطے سے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔

اَللّٰهُمَّ أَعِزِّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذين الرّجلين إليك بِأَبِی جَهْلٍ أَوْ

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الجهاد، باب ما جاء فی الاستفتاح بعصالیك المسلمین، ۴: ۲۰۶، رقم: ۱۷۰۲

بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.(۱)

''یا اللہ! ان دو آدمیوں ابو جہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو اُس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔''

راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ زیادہ محبوب تھے۔

امام ترمذی أبواب الدعوات میں روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں بینائی کے حصول کے لئے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے منع کرنے یا خدشہء شِرک کا اِظہار کرنے کی بجائے اپنے وسیلہ سے دعا کی تلقین فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا کہ وہ ان الفاظ کے ساتھ اللہ کے حضور دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ! إِنِّی أَسْئَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَامُحَمَّدُ، إِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهِ فَتَقْضِیْ لِیْ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ.(۲)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب المناقب، مناقب عمر ابن الخطاب، ۵: ۶۱۷، رقم:۳۶۸۱
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند: ۲:۹۵، رقم: ۵۶۹۶
۳۔ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۳۰۵، ۶۸۸۱
۴۔ ابن حمید، المسند، ۱:۲۴۵، رقم: ۷۵۹

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الدعوات، باب فی دعاء الضعیف، ۵: ۵۶۹، رقم: ۳۵۷۸
۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۷، رقم: ۱۹۳۰
۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۳۸
۴۔ نسائی، عمل الیوم اللیلة: ۴۱۸، رقم : ۶۶۰
۵۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۶: ۲۰۹۔۲۱۰
۶۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۶: ۱۶۶۔۱۶۷

''اے میرے اللہ! میں نبئ رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد! میں اپنی اِس حاجت میں آپ کے واسطے سے اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ یہ حاجت بر آئے۔ اے میرے اللہ! میرے معاملے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی سفارِش و شفاعت کو قبول کر لے۔''

۱۵۔ علامہ ابن جریر طبری (۳۱۰ھ)

امام ابن جریر طبری آیت وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا[۱] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ یہودی آپ ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے توسل سے دعا کرتے تھے۔

أنّ يهود كانوا يستفتحون على الأوس والخزرج برسول الله ﷺ قبل مبعثه. فلما بعثه الله من العرب كفروا به وجحدوا ما كانوا يقولون فيه. فقال لهم معاذ بن جبل وبشر بن البراء بن معرور أخو بني سلمة: يا معشر يهود! اتّقوا الله وأسلموا فقد كنتم تستفتحون علينا بمحمّد ﷺ و نحن أهل شرك و تخبروننا أنّه مبعوث وتصفونه لنا بصفته.[۲]

(۱) القرآن، البقره، ۲: ۸۹

(۲) ۱۔ طبری، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱:۳۲۵

۲۔ فيروز آبادی، تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ۱۳

۳۔ سيوطی، الدر المنثور فی التفسير بالمأثور، ۱:۲۱۷

۴۔ شربينی، تفسير السراج المنير، ۱:۷۶

۵۔ نسفی، مدارك التنزيل و حقائق التاويل، ۱:۶۷

۶۔ زمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ۱:۱۶۴

۷۔ آجرّی، كتاب الشريعة: ۴۴۶

’’یہود حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل قبیلۂ اَوس اور خزرج پر فتح حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کے توسل سے دعائیں کرتے تھے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عربوں میں سے آپ ﷺ کو بعثت عطا فرمائی تو اُنہوں نے (حسداً) آپ ﷺ کا اِنکار کر دیا اور اُس بات سے مکر گئے جس کا وہ خود اِقرار کیا کرتے تھے۔ ان یہودیوں سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور بنوسلمہ کے بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے طبقۂ یہود! اللہ سے ڈرو اور اِسلام قبول کر لو (وہ وقت یاد کرو) جب تم ہم پر فتحیابی کے لیے محمد ﷺ کے توسل سے دعائیں کرتے تھے حالانکہ اس وقت ہم مشرک تھے اور تم ہمیں بتاتے تھے کہ وہ نبی عنقریب مبعوث ہوگا اور تم ہمیں اس کی صفات بیان کرتے تھے۔‘‘

۱۶۔ امام ابومنصور محمد بن محمود ماتریدی (۳۳۳ھ)

امام ابومنصور ماتریدی فقہ حنفی کے علاوہ علم الکلام اور علم الاصول کے بھی امام تھے۔ آپ آیت وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ[1] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل یہود آپ ﷺ کے توسل سے اللہ عزوجل سے مدد و نصرت طلب کرتے تھے۔ آپ اپنی تفسیر ’’تاویلات أهل السنة‘‘ میں بیان کرتے ہیں:

قبل أن يبعث محمد ﷺ يقولون: اللّهم! انصرنا بحقّ نبيّك الذى تبعثه فلما لم يجئهُم على هواهم ومرادهم كفروا به ’’فلعنة الله على الكافرين‘‘.[2]

’’یہود حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے وسیلہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ

(۱) القرآن، البقرہ، ۲: ۸۹

(۲) ماتریدی، تأويلات أهل السنة، ۱: ۷۰

سے یوں دعا کرتے تھے: **اللّٰهم! انصرنا بحقّ نبيّك الذى تبعثه** (اے اللہ! اپنے اُس نبی کے وسیلہ سے جسے تو نے ابھی مبعوث فرمانا ہے ہماری مدد فرما۔) لیکن جب حضور نبی اکرم ﷺ اُن کی خواہشات اور اُمیدوں کے مطابق (بنی اِسرائیل سے) نہ آئے تو اُنہوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔ پس (ایسے دانستہ) انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

۱۷۔ محدّث ابن ابی حاتم رازی (۳۵۴ھ)

مشہور محدّث ابن ابو حاتم رازیؒ حضرت امام علی رضا بن موسیٰؑ کے مزار مبارک کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ما حلّت بى شدّة فى وقت مقامى بطوس، وزرت قبر على بن موسى الرضا صلوات الله على جده وعليه، ودعوت الله تعالىٰ إزالتها عنّى إلا استجيب لى، وزالت عنّى تلك الشدّة و هذا شئ جرّبته مراراً. (۱)

''شہر طوس قیام کے دوران جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی اور حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دے کر، خدا تعالیٰ سے وہ مشکل دور کرنے کی دعا کی تو وہ دعا ضرور قبول ہوئی، اور مشکل دور ہوگئی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے میں نے بارہا آزمایا ہے۔''

۱۸۔ امام ابو بکر محمد بن حسین آجرّی (۳۶۰ھ)

امام ابو بکر محمد بن حسین آجرّیؒ چوتھی صدی ہجری کے ایک عظیم اِمام اور محدّث ہیں۔ آپ اپنی کتاب ''الشریعة'' میں حضور ﷺ کی بعثت سے قبل یہود کا آپ ﷺ

(۱) ابن أبي حاتم رازى، كتاب الثقات، ۸:۴۵۷، رقم:۱۴۴۱۱

کے توسل سے اللہ ﷻ سے مدد و نصرت طلب کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

وکانوا قبل أن يبعث النّبیﷺ يقاتلون العرب، و كانت تهزم اليهود، فتقول اليهود بعضهم لبعض: تعالوا حتى نستفتح قتالنا للعرب بمحمد ﷺ، الّذى نجده مكتوبًا عندنا أنّه يخرج نبى من العرب، وكانوا إذا التقوا قالوا: الّلهم، بحقّ محمد النّبى الأمى الّذي و عدتّنا أنّك تخرجه. إلا نصرتنا عليهم، فأجابهم الله ﷻ، فنصر اليهود على العرب، فلما بعث النبیﷺ. كفروا به، حسداً منهم له على علم أنّه نبى حق، لاشكّ به عندهم، فلعنهم اللهﷻ، فأنزل الله ﴿وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا، فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به، فلعنة الله على الكافرين﴾(۱)_(۲)

''حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل یہود عربوں سے لڑا کرتے تھے۔ جب عرب یہود کو شکست دیتے تو یہود ایک دوسرے کو کہتے: آؤ ہم اپنی لڑائی میں عربوں کے خلاف اللہ ﷻ سے محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے مدد طلب

(۱) القرآن، البقرة، ۲: ۸۹

(۲) ۱۔ آجرّی، کتاب الشريعة: ۴۴۶

۲۔ طبری، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱: ۳۲۵

۳۔ فيروز آبادی، تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ۱۳

۴۔ زمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ۱: ۱۶۴

۵۔ نسفی، مدارك التنزيل و حقائق التأويل، ۱: ۶۷

۶۔ سيوطی، الدر المنثور فی التفسير بالمأثور، ۱: ۲۱۷

۷۔ شربينی، تفسير السراج المنير، ۱: ۷۶

کریں، جن کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ اُن کا ظہور عربوں میں سے ہوگا۔ جب ان کا آپس میں ٹکراؤ ہوتا تو وہ یہ دعا کرتے: **اللّٰهم بحقّ محمد النّبی الأمی الذي و عدتّنا أنّك تخرجه إلا نصرتنا عليهم** (اے اللہ! اگر تو نے ہمیں عربوں پر فتح و نصرت عطا نہ کی تو ہم تجھ سے محمد ﷺ جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے، کے توسل سے دعا کرتے ہیں (کہ ہمیں فتح و نصرت سے ہم کنار کر)، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا۔ لہٰذا اللہ یہود کی عربوں کے مقابلے میں مدد فرماتا۔ لیکن جب حضور نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو ان یہود نے آپ ﷺ کو نبئ برحق جانتے ہوئے بھی حسداً آپ ﷺ کا انکار کر دیا حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت کا ان کے ہاں کوئی شک و شبہ نہ تھا۔ اس پر اللہ عزوجل نے ان پر لعنت کی اور یہ آیت نازل فرمائی ﴿**وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ** (حالانکہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ اور ان پر اُترنے والی کتاب قرآن کے وسیلے سے) کافروں پر فتحیابی (کی دعا) مانگتے تھے، سو جب ان کے پاس وہی نبی (حضرت محمد ﷺ اپنے اوپر نازل ہونے والی کتاب 'قرآن' کے ساتھ) تشریف لے آیا جسے وہ (پہلے ہی سے) پہچانتے تھے تو اسی کے منکر ہو گئے)۔﴾''

اِمام آجرّی مزید بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے یہودی قبیلۂ غطفان کے مقابلہ میں فتح حاصل کرنے کے لیے حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كانت يهود خيبر تقاتل غطفان، وكلّما التقوا هرب اليهود، فعاد اليهود يوماً فى الدنيا، فقالوا: اللّهم! نسألك بحقّ محمد النّبی الأمي. الّذى وعدتّنا أنك تخرجه لنا فى آخر الزّمان. إلا نصرتنا

عليهم، قال: و كانوا إذا التقوا دعوا بهذا الدعاء، فهزموا غطفان، فلما بعث النّبیﷺ، کفروا به، فأنزل الله ﷻ: ﴿و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا، فلما جاء هم ما عرفوا، كفروا به فلعنة الله على الكافرين﴾.(۱)

''خیبر کے یہودی غطفان قبیلے سے برسر پیکار رہا کرتے تھے۔ جب دونوں کا آمنا سامنا ہوا تو یہودی شکست کھا گئے۔ پھر انہوں نے یہ دعا پڑھتے ہوئے دوبارہ حملہ کیا: ''(الٰہی!) اگر تو نے ہمیں عربوں پر فتح و نصرت عطا نہ کی تو ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس نبی اُمی ﷺ کے وسیلہ سے جنہیں تو نے آخری زمانہ میں ہمارے لیے بھیجنے کا ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بھی وہ دشمن کے سامنے آئے تو انہوں نے یہی دعا پڑھی اور غطفان (قبیلہ) کو شکست دی۔ لیکن جب حضور نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے (آپ ﷺ کا) انکار کیا۔ اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿حالانکہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ اور ان پر اُترنے والی کتاب قرآن کے وسیلے سے) کافروں پر فتحیابی (کی دعا) مانگتے تھے، سو جب ان کے پاس وہی نبی (حضرت محمد ﷺ اپنے اوپر نازل ہونے والی کتاب 'قرآن' کے ساتھ) تشریف لے آیا جسے وہ (پہلے ہی سے) پہچانتے تھے تو اسی کے منکر ہو گئے، پس (ایسے دانستہ) انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے﴾۔''

۱۹۔ امام سلیمان بن احمد طبرانی (۳۶۰ھ)

امام طبرانیؒ نے **المعجم الأوسط** میں حضرت آدم علیہ السلام کا حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) آجرّی، کتاب الشریعة: ۴۴۸

کے توسل سے مغفرت طلب کرنا بیان کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لمّا أذنب آدم بالذّنب الّذي أذنبه رفع رأسه إلی العرش فقال: أسألك بحقّ محمد إلا غفرت لي. فأوحی الله إليه: و ما محمد؟ ومن محمد؟ فقال: تبارك اسمك لما خلقتني رفعت رأسي إلی عرشك فإذا فيه مکتوب لا إله إلا اللّٰه محمد رسول اللّٰه فعلمت أنّه ليس أحد أعظم عندك قدرًا ممن جعلت اسمه مع اسمك. فأوحی الله إليه: يا آدم! إنّه آخر النّبيين من ذريتك وإنّ اُمته آخر الأُمم من ذريتك ولولا هو يا آدم ما خلقتك. (۱)

''جب حضرت آدم علیہ السلام سے (اجتہادی) خطاء ہوگئی تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اورعرض کیا: اے رب! اگرتو نے مجھے معاف نہ فرمایا تو میں تجھ سے بحق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بخشش کا) سوال کرتا ہوں (کہ تو مجھے بخش دے)۔ اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی اور فرمایا: اے آدم! محمد کیا ہیں اور محمد کون ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: اے بابرکت نام والے! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا تو میں نے سر اٹھا کر تیرے عرش کو دیکھا تو عرش (کے پایوں) پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، سو میں نے

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۶: ۳۱۳، رقم: ۶۵۰۲

۲۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۵۸

۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۵: ۴۸۹

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبری، ۱: ۶

۵۔ سیوطی، الریاض الأنیقة فی شرح أسماء خیر الخلیقة: ۴۸

جان لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اللہ عزّوجلّ نے فرمایا: اے آدم! (تم نے سچ کہا وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے) وہ تیری اولاد میں سے تمام انبیاء میں سے آخری نبی ہے اور اس کی امت تیری اولاد میں سب سے آخری امت ہے اور اے آدم: اگر وہ (محمد) نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔''

امام طبرانیؒ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود اپنی ذات اور انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے دعا فرمائی:

لمّا ماتتْ فاطمةُ بنتُ أسدِ بن هاشم أم عليّ بن أبي طالب، دخل عليها رسولُ الله ﷺ، فجلسَ عند رأسِها، فقال:رحمكِ اللّٰهُ يا أمّي! كنتِ أمّي بعد أمّي و تشبعيني، وتَعرَين وتَكسيني، وتَمنَعين نفسَكِ طيباً وتُطْعِمينى، تُريدينَ بذلكَ وَجهَ الله والدارَ الآخرَة. ثم أمَرَ أن تُغسَلَ ثلاثاً، فلما بلغَ الماءُ الذى فيه الكافورُ سَكَبَهُ رسول الله ﷺ بيدِه، ثم خَلَعَ رسولُ الله ﷺ قميصَه فألبسها إيَّاه وكفنها ببرد فوقه، ثمّ دعا رسولُ الله ﷺ أسامةَ بن زيد، و أبا أيوب الأنصاريّ، و عمرَ بنَ الخطابِ، و غلاماً أسوَدَ يحفرون، فَحَفروا قبرَها، فلمّا بلغوا اللّحد حفره رسول الله ﷺ بيده، وأخرج ترابَه بيده، فلمّا فرغ دخل رسول الله ﷺ فاضطجعَ فيه، ثمّ قال: الله الّذي يُحيي ويُميت وهوحَيٌّ لا يموتُ. اِغفر لأمّي فاطمة بنتِ أسدٍ وَلقِّنها حُجَّتَها، ووَسِّعْ عليها مَدْخَلَها بحقّ نبيّكَ والأنبياء الذين مِن قَبْلى. فإنّك أرحم

الراحمين. وكَبَّرَ عليها أربعاً وأدخلوها اللّحد هو والعباس، وأبوبكر الصديق رضی اللہ عنہم.[(۱)]

''جب حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم وصال فرما گئیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور آپ کے سرہانے بیٹھ گئے، پھر فرمایا: اے امی جان! اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے۔ میری والدہ ماجدہ کے بعد آپ ہی میری ماں تھیں۔ آپ مجھے بھوک میں سیر کر کے کھلاتی اور خود بھوکی رہتی تھیں۔ آپ مجھے پہناتی تھیں اور اچھی چیزیں خود کھانے کی بجائے مجھے کھلاتی تھیں۔ آپ یہ سب کچھ اللہ کی رضا اور روزِ آخرت کی خاطر کرتی تھیں۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو تین مرتبہ غسل دیا جائے۔ پھر جب کافور کا پانی لایا گیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی انڈیل کر اپنے ہاتھوں میں لیا پھر اپنی قمیض اُتاری اور وہ قمیض انہیں پہنا دی اور اپنی چادر سے انہیں کفن پہنایا۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید، حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اور حبشی غلام کو بلایا کہ وہ قبر کھودیں ۔ پس جب وہ لحد تک پہنچے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اپنے ہاتھ سے کھودا اور اس سے اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی۔ جب فارغ

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۲۴:۳۵۱، رقم:۸۷۱

۲۔ طبرانی، المجعم الأوسط، ۱: ۳-۱۵۲، رقم: ۱۹۱

۳۔ أبو نعيم، حلية الأولياء، ۳: ۱۲۱

۴۔ ابن جوزی، العلل المتناهية، ۱: ۹-۲۶۸، رقم : ۴۳۳

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۹: ۷-۲۵۶

۶۔ سمہودی، وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۳: ۸۹۹

۷۔ البانی، التوسل، أنواعه وأحكامه: ۱۰۲

ہو گئے تو حضور نبی اکرم ﷺ اس میں لیٹ گئے۔ پھر فرمایا: اے اللہ! جو زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ خود ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات ہے، اسے موت نہیں آئے گی، (اے اللہ!) تو میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کو سوالات کے موقع پر جوابات تلقین فرمادے اور اپنے نبی (محمد ﷺ) اور ان انبیاء کے وسیلہ سے جو مجھ سے پہلے تھے، ان کی قبر کو وسیع فرما دے، بیشک تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ (اور پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے) چار مرتبہ تکبیر کہی (یعنی نمازِ جنازہ پڑھائی)، اور پھر آپ ﷺ، حضرت عباس اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے انہیں لحد میں اُتار دیا۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنے کے حوالے سے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی اس معروف روایت کا تفصیلی ذکر ہو چکا ہے جس میں ایک نابینا شخص نے بارگاہ نبوی ﷺ میں بینائی کی درخواست کی اور پھر حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اس کی بینائی لوٹ آئی۔ امام طبرانیؒ نے **المعجم الکبیر** میں حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ سے توسل کے جواز پر یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی کسی غرض و حاجت سے بار بار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس کی طرف التفات کرتے اور نہ اس کی حاجت پر غور فرماتے۔ وہ آدمی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے اس کا شکوہ کیا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوٹا لاؤ اور وضو کرو۔ پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر یہ کہو: **اللهم! إنی أسالك و أتوجه إليك بنبينا محمد ﷺ نبی الرحمة، يا محمد! إنی أتوجه بك إلى ربی فتقضی لی حاجتی** (اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف ہمارے نبی محمد ﷺ نبیٔ رحمت کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد (ﷺ)! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا

ہوں کہ وہ میری یہ حاجت پوری فرمادے۔) اور اپنی حاجت کو ذکر کر۔ وہ آدمی چلا گیا اور جو اس کو کہا گیا تھا اس نے وہی کیا۔ اس کے بعد جب وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا تو دربان آیا، اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ساتھ چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے اپنی حاجت بیان کی تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس کی حاجت کو پورا کردیا اور فرمایا کہ تم نے اب تک اپنی حاجت کا کیوں ذکر نہ کیا؟ آپ نے اسے یہ بھی فرمایا کہ آئندہ جو بھی ضرورت ہو، ہمارے پاس آنا۔ وہ آدمی جب ان کے ہاں سے رخصت ہوا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے عرض کیا۔ اللہ عزوجل آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ وہ تو میری حاجت کے بارے میں نہ غور کرتے اور نہ میری طرف التفات کرتے تھے حتی کہ آپ نے ان سے میری سفارش کردی۔تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

واللہ! ما کلمته، و لکنی شهدت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و أتاه ضرير، فشكا إليه ذهاب بصره، فقال له النبی صلی الله علیه وآله وسلم: فتصبر؟ فقال: یا رسول الله! لیس لی قائد و قد شق علی، فقال له النّبی: ائت المیضأة فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بهذه الدعوات. قال ابن حنیف: فواللہ! ما تفرقنا، و طال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کأنّه لم یکن به ضر قط.(۱)

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۹:۳۱، رقم: ۸۳۱۱
۲۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱:۱۸۳-۱۸۴
۳۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۶:۱۶۷-۱۶۸
۴۔ منذری، الترغیب و الترھیب، ۱:۴۷۴-۴۷۶
۵۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام، : ۱۲۵
۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲: ۲۷۹

”بخدا! یہ میں نے نہیں کہا۔ بلکہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور آپ ﷺ سے اپنی بینائی کے ختم ہونے کا شکوہ کیا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو صبر کر۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا کوئی خادم نہیں ہے اور مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ لوٹا لے کر آؤ اور وضو کرو۔ پھر دو رکعت پڑھ کر ان دعائیہ کلمات سے دعا کرو۔ پھر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم لوگ ابھی نہ تو مجلس سے دور ہوئے اور نہ ہی ہمارے درمیان گفتگو لمبی ہوئی حتی کہ وہ آدمی ہمارے پاس (اس حالت میں) آیا کہ گویا اسے اندھا پن تھا ہی نہیں۔“

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو وہ دعا سکھائی جس میں نبی ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے ذریعہ استغاثہ وندا اور نبی ﷺ کو وسیلہ بنانے کا ذکر کیا ہے۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس آدمی نے یہ گمان کیا کہ شاید عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی خلیفہ سے سفارش کرنے کی وجہ سے اس کی ضرورت پوری ہوئی ہے اس لئے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے جلدی سے اس کے گمان کی نفی کردی اور اس کو وہ حدیث سنائی جو نبی ﷺ سے سنی تھی اور اس واقعہ کا مشاہدہ کیا تھا تاکہ ثابت ہوجائے کہ اس کی حاجت نبی ﷺ کو وسیلہ بنانے اور آپ ﷺ کو نداء اور آپ ﷺ سے استغاثہ کی وجہ سے پوری ہوئی ہے اور اللہ ﷻ کی قسم کھا کر اسے یقین دہانی کروائی کہ انہوں نے خلیفہ سے اس بارے میں کوئی سفارش نہیں کی بلکہ یہ سب کچھ وسیلہ مصطفی ﷺ کی برکت ہے۔

۲۰۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (۳۸۰ھ)

امام قرطبیؒ نے الجامع لأحکام القرآن میں سورۃ النساء کی آیت **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا**

رَّحِيۡمًا(۱) کی تفسیر میں توسُّل کا ذکر کرتے ہوئے ایک اعرابی کا یہ واقعہ بیان کیا ہے:

روی أبو صادق عن علي قال قدم علينا أعرابي بعد ما دفنا رسول الله ﷺ بثلاثة أيام فرمى بنفسه على قبر رسول الله ﷺ وحثّ على رأسه من ترابه فقال: قلت: يا رسول الله! فسمعنا قولك و وعيت عن الله فوعينا عنك وكان فيما أنزل الله عليك وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡٓا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا و قد ظلمت نفسي و جئتك تستغفرلی فنودي من القبر أنه قد غفر لك. (۲)

’’ابو صادق روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تدفین کے تین دن بعد ایک اعرابی آیا۔ اُس نے اپنے آپ کو حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ انور پر گرا لیا اور قبر مبارک کی خاکِ پاک کو اپنے سر پر ڈالا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اور ہم نے آپ کا فرمان سنا۔ آپ نے اللہ سے احکام لیے اور ہم نے آپ سے۔ اور اللہ عزوجل نے جو آپ پر نازل کیا ہے اس میں سے یہ بھی ہے: ’’(اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اوراللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔‘‘ اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ اللہ سے میرے لیے مغفرت طلب کریں۔ قبر انور سے آواز آئی کہ بے شک تجھے بخش دیا گیا ہے۔‘‘

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۶۴

(۲) قرطبی، الجامع لأحكام القرآن ۵: ۲۶۵

امام قرطبیؒ یہود کا حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے اَپنے دشمن پر فتح حاصل کرنے کے حوالے سے عمل ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں:

قال ابن عباس: كانت يهود خيبر تقاتل غَطَفان فلمّا التقوا هزمت يهود، فعادت يهود بهذا الدعاء و قالوا: إنا نسألك بحقّ النّبى الأمّىّ الّذى وعدتّنا أن تخرجه لنا فى آخر الزمان إلا تنصرنا عليهم. قال: فكانوا إذا التقوا دعوا بهذا الدعاء فهزموا غَطَفان، فلما بُعِث النبیﷺ كفروا، فأنزل الله تعالىٰ: ﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾[1] أى بك يا محمد. [2]

’’حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خیبر کے یہودی غطفان قبیلے سے بر سر پیکار رہا کرتے تھے۔ جب دونوں کا آمنا سامنا ہوا تو یہودی شکست کھا گئے۔ پھر انہوں نے یہ دعا پڑھتے ہوئے دوبارہ حملہ کیا: ’’(الٰہی!) اگر تو نے ہمیں عربوں پر فتح و نصرت عطا نہ کی تو ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس نبی اُمی ﷺ کے وسیلہ سے جنہیں تو نے آخری زمانہ میں ہمارے لیے بھیجنے کا ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔‘‘ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بھی

---

(۱) القرآن، البقره، ۲:۸۹

(۲) ۱۔ قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۲: ۲۷

۲۔ آجرّی، كتاب الشريعة: ۴۴۶

۳۔ فیروز آبادی، تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ۱۳

۴۔ طبری، جامع البيان فى تفسير القرآن، ۱: ۳۲۵

۵۔ زمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ۱: ۱۶۴

۶۔ نسفی، مدارك التنزيل وحقائق التأويل، ۱: ۶۷

۷۔ سیوطی، الدر المنثور فى التفسير بالمأثور، ۱: ۲۱۷

وہ دشمن کے سامنے آئے تو انہوں نے یہی دعا پڑھی اور غطفان (قبیلہ) کو شکست دی۔ لیکن جب حضور نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے (آپ ﷺ کا) انکار کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿حالانکہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ اور ان پر اترنے والی کتاب قرآن کے وسیلے سے) کافروں پر فتحیابی (کی دعا) مانگتے تھے۔'' یعنی اے محمد! آپ کے وسیلہ سے (فتح کی دعا مانگا کرتے تھے)﴾۔''

۲۱۔ امام حاکم نیشاپوری (۴۰۵ھ)

امام حاکم المستدرک علی الصحیحین میں سیدنا عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ کس طرح حضرت آدم علیہ السلام نے حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت طلب کی اور خالقِ کائنات نے اس وسیلہ کی برکت سے ان کی التجاء کو شرفِ قبولیت بخشا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

لمّا اقترف آدم الخطيئة قال: يا ربّ! أسألك بحقّ محمد لما غفرت لي، فقال الله عزوجل: يا آدم، وكيف عرفت محمدًا ولم أخلقه؟ قال: لأنّك يا رب! لما خلقتني بيدك و نفخت فيّ من روحك رفعت رأسي فرأيت على قوائم العرش مكتوبًا لا إله إلا الله محمد رسول الله، فعلمت أنك لم تضف إلى اسمك إلا أحبّ الخلق إليك فقال الله عزوجل: صدقت يا آدم، إنّه لأحب الخلق إليّ ادعني بحقه فقد غفرتُ لك ولولا محمد ما خلقتُك. (۱)

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۷۲، رقم: ۴۲۲۸

۲۔ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۵: ۴۸۹

’’حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطاء ہوگئی تو انہوں نے کہا: اے رب میں آپ سے بحق محمد سوال کرتا ہوں کہا آپ مجھے بخش دیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد کو کیسے جانا حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: کیونکہ اے رب! جب آپ نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، سو میں نے جان لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے آدم! تم نے سچ کہا، وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور کیونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے سوال کیا ہے اس لیے میں نے تم کو بخش دیا اور اگر محمد کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔‘‘

امام حاکمؒ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بینائی ختم ہونے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اپنے توسل سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دعا کرنے کی تلقین کی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن عثمان بن حنيف قال: سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجاءه رجل

۳۔ ابن جوزی، الوفاء بأحوال المصطفی: ۳۳

۴۔طبرانی، المعجم الاوسط، ۶:۳۱۴، رقم: ۶۵۰۲

۵۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱:۵۸

۶۔ سیوطی، الخصائص الکبری، ۱:۶

۷۔ سیوطی، الریاض الانیقة فی شرح اسماء خیر الخلیقة: ۴۸

امام حاکم بیان کرتے ہیں کہ یہ صحیح الاسناد حدیث ہے۔

ضرير فشكا إليه ذهاب بصره، فقال: يا رسول الله، ليس لي قائد وقد شق عليّ. فقال رسول الله ﷺ: إئت الميضاة فتوضأ، ثم صلّ ركعتين، ثم قُل: اللّٰهُمَّ، إِنِّی أَسْئَلُكَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّی أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰی رَبِّكَ فَيُجَلِّي لِی عَنْ بَصَرِی. اللّٰهُمَّ، شَفِّعْهُ فِيَّ وَ شَفِّعْنِی فِی نَفْسِی. قال عثمان: فو الله، ما تفرقنا و لا طال بنا الحديث حتى دخل الرجل وكأنّه لم يكن به ضرّ قطّ.(۱)

’’حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ کے پاس آ کر ایک نابینا شخص نے بینائی ختم ہونے کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی راستہ دکھانے والا بھی نہیں اور یہ معاملہ میرے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: وضو کے لیے لوٹا لاؤ، پھر وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو، پھر کہو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبئ رحمت محمد ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد صلی اللہ علیك وسلم! میں آپ کے توسُّل سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۷، رقم: ۱۹۳۰

۲۔ نسائی، عمل الیوم واللیلة: ۴۱۸، رقم: ۶۶۰

۳۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۶: ۲۰۹، ۲۱۰

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۳۸

۵۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۶: ۱۶۶، ۱۶۷

۶۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام: ۱۲۳-۱۲۴

۷۔ ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۴: ۵۵۹

آنکھیں روشن کردے۔ اے اللہ! تو اپنے نبی کی شفاعت کو میرے حق میں اور میری دعا کو بھی میرے حق میں قبول فرما۔ حضرت عثمانؓ بن حنیف فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم ابھی مجلس سے اُٹھے ہی نہ تھے اور نہ ہی کوئی طویل گفتگو کی کہ وہ شخص (صحیح سلامت آنکھوں کے ساتھ) داخل ہوا، گویا اس کو کوئی اندھاپن تھا ہی نہیں۔''

امام حاکم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عام الرمادہ (قحط و ہلاکت کا سال) میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا اور اللہ پاک سے بارش کے لئے دعا مانگی۔ پھر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا:

أيها النّاس! إن رسول اللهﷺ كان يرى للعباس ما يرى الولد لوالده، يعظّمه ويفخّمه ويبرّ قسمه، فاقتدوا أيها النّاس برسول الله ﷺ فى عمّه العباس، واتّخذوه وسيلة إلى الله جل جلاله فيما نزل بكم. (١)

''اے لوگو! رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ویسا ہی سمجھتے تھے جیسے بیٹا باپ کو سمجھتا ہے (یعنی نبی ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بمنزلہ والد سمجھتے تھے)۔ آپ ﷺ ان کی تعظیم وتوقیر کرتے اور ان کی قسموں کو پورا کرتے تھے۔ اے لوگو! تم بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی اقتداء کرو اور ان کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بناؤ تاکہ وہ تم پر (بارش) برسائے۔''

---

(١) ١۔ حاكم، المستدرك، ٣: ٣٣٤

٢۔ ابن حجر عسقلانى، فتح البارى بشرح صحيح البخارى، ٢: ٤٩٧

٣۔ زرقانى، شرح الزرقانى على المواهب اللدنية، ١١: ١٥٢

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ دعا فرمائی:

اللّٰهم، إنه لم ينزل بلاء إلا بذنب ولم يكشف إلا بتوبة، وقد توجّه القوم بى إليك لمكانى من نبيّك، وهذه أيدينا إليك بالذّنوب ونواصينا إليك بالتّوبة فاسقنا الغيث. (۱)

’’اے اللہ! گناہ ہی کی وجہ سے بلاء (وتکلیف) نازل ہوتی ہے اور صرف توبہ ہی اس بلاء کو اٹھاتی ہے۔ لوگوں نے مجھے تیری بارگاہ میں اس تعلق کی وجہ سے جو میرا تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے، وسیلہ بنایا ہے اور ہمارے یہ ہاتھ گناہوں میں لتھڑے ہوئے تیرے سامنے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ جھکی ہوئی ہیں۔ پس ہم کو بارش دے دے۔‘‘

۲۲۔ امام ابونُعیم احمد بن عبد اللہ اَصبہانی (۴۳۰ھ)

اِمام ابو نعیم اَصبہانیؒ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک دفعہ قحط سالی کے دور میں ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے بارش طلب کرنے کے لے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہوئے عرض کیا:

يا رسول الله، هلك المال وجاع العيال فادع الله لنا فرفع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يديه وما رؤى فى السّماء قزعة، فوالذى نفسى بيده! ما وضعهما حتى ثار السّحاب أمثال الجبال ثم لم ينزل عن منبره

---

(۱) ۱۔ ابن حجر عسقلانی، فتح البارى بشرح صحيح البخارى، ۲: ۴۹۷

۲۔ سبکی، شفاء السقام فی زيارة خير الأنام: ۱۲۸

۳۔ قسطلانی، المواهب اللدنية، ۴: ۲۷۷

۴۔ زرقانی، شرح الزرقانی على المواهب اللدنية، ۱۱: ۱۵۲

حتى رأيت السّحاب يتحادر على لحيته فمطرنا يومنا ذلك ومن الغد ومن بعد الغد والّذی يليه حتى الجمعة الأخرى، فقام ذلك الأعرابی أو رجل غيره. فقال: يا رسول الله، تهدم البناء وغرق المال، فادع الله لنا فرفع يديه، فقال: اللّهم، حوالينا ولا علينا. قال: فما يشير بيده إلى ناحية من السحاب إلا تفرجت. (۱)

''یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گئے اور بال بچے فاقہ کشی پر مجبور ہوگئے۔ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا۔ تو اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ابھی آپ نے دعا ختم نہ کی تھی کہ پہاڑوں جیسے عظیم الشان بادل گھر آئے۔ پھر ابھی آپ ﷺ منبر سے اُترنے نہ پائے تھے کہ پانی کے قطرے آپ کی داڑھی مبارک پر گر رہے تھے۔ چنانچہ سارا دن بارش ہوتی رہی۔ پھر اگلے دن پھر پرسوں پھر اس کے بعد تاآنکہ دوسرا جمعہ آ گیا اور بارش ہنوز جاری تھی۔ وہی دیہاتی یا کوئی اور آدمی پھر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ! عمارتیں گرنے لگیں اور مال و اسباب تباہ ہوگئے۔ اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! ہمارے آس پاس بارش ہوتی رہے ہمارے اوپر نہ ہو۔ کہتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ بادل کو جس طرف اشارہ کرتے بادل اس طرف پھٹتا چلا جاتا تھا۔''

۲۳۔ امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی (۴۵۸ھ)

امام بیہقیؒ نے **دلائل النبوۃ** میں حضرت آدم علیہ السلام کا حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے مغفرت طلب کرنا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں اس بات کا اہتمام کیا

---

(۱) أبو نعيم أصبهانی، دلائل النبوة: ۳۸۳

ہے کہ کوئی موضوع روایت ذکر نہ کریں۔امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عمر بن الخطاب ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: لما اقترف آدم الخطيئة قال: يا ربّ، أسالك بحقّ محمد لما غفرت لی، فقال الله ﷻ: يا آدم، وكيف عرفت محمدًا ولم أخلقه؟ قال لأنّك يا ربّ لما خلقتنی بيدك و نفخت فیّ من روحك رفعت رأسی فرأيت على قوائم العرش مكتوبًا لا إله إلا الله محمد رسول الله، فعلمت أنك لم تضف إلى اسمك إلا أحبّ الخلق إليك. فقال الله ﷻ: صدقت يا آدم، إنه لأحب الخلق إلیّ وإذا سألتنی بحقه فقد غفرتُ لك ولولا محمد ما خلقتُك. (۱)

''حضرت عمر بن الخطاب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطاء ہوگئی تو انہوں نے کہا: اے رب میں آپ سے بحق محمد ﷺ سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے بخش دیں۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد (ﷺ) کو کیسے جانا حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: کیونکہ اے رب! جب آپ نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لا إله إلا الله محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، سو

(۱) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۵: ۴۸۹
۲۔ ابن جوزی، الوفاء بأحوال المصطفی: ۳۳
۳۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۶: ۳۱۴، رقم: ۶۵۰۲
۴۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۵۸
۵۔ سیوطی، الخصائص الکبری، ۱: ۶
۶۔ سیوطی، الریاض الأنیقة فی شرح أسماء خیر الخلیقة: ۴۸

میں نے جان لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہو گا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: اے آدم! تم نے سچ کہا۔ وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ کیونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے سوال کیا ہے اس لیے میں نے تم کو بخش دیا اور اگر محمد کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔‘‘

امام طبرانی نے بھی اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔[1] امام ابن جوزی نے بھی اس حدیث کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس مضمون کی حدیث کو روایت کیا ہے۔[2]

امام بیہقیؒ نے **دلائل النبوۃ** میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بھی نقل کی ہے۔[3] علاوہ ازیں اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۷ پر اور **السنن الکبری** میں انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش طلب کرنے کا واقعہ بھی بیان کیا ہے۔[4]

---

(۱) طبرانی، المعجم الصغیر، ۲: ۸۲، ۸۳

(۲) ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفیٰ: ۳۳

(۳) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۶: ۱۶۶، ۱۶۷

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۷، رقم: ۱۹۳۰

۳۔ نسائی، عمل الیوم واللیلۃ: ۴۱۸، رقم: ۶۶۰

۴۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۶: ۲۰۹، ۲۱۰

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۳۸

(۴) ۱۔ بیہقی، السنن الکبری، ۳: ۳۵۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۳۳۴

۳۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۲: ۴۹۷

۴۔ زرقانی، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، ۱۱: ۱۵۲

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری بشرح صحیح البخاری میں حدیثِ عمر رضی اللہ عنہ – اللّٰهمَّ إِنَّا كنّا نَتوسَّلُ إِليكَ بنبّينا فتسقِينا، وَ إِنَّا نتوسَّلُ إليكَ بعَمِّ نبيّنا فاسقِنا. قال: فيُسقَونَ[1] - کے ذیل میں امام بیہقیؒ کے حوالے سے ایک اعرابی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جاء رجل أعرابى إلى النّبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فقال: يا رسول الله، أتيناك وما لنا بعيريئط، ولا صبى يغط. ثم أنشده شعرًا يقول فيه:

وليس لنا إلا إليك فرارنا
و أين فرار الناس إلا إلى الرسل[2]

''ایک اعرابی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوے درآنحالیکہ نہ ہمارے پاس کوئی اُونٹ تھا کہ جو دوڑتا ہوا آتا اور نہ کوئی بچہ تھا جو بلبلاتا ہوا آتا۔ پھر اُس نے یہ شعر پڑھا: ''ہماری آپ کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں اور (ہدایت کے طالب) لوگ انبیا کے علاوہ بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔''

۲۴۔ علامہ ابن عبد البر مالکی (۴۶۳ھ)

علامہ ابن عبد البرؒ الإستيعاب فى معرفة الأصحاب میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ معرکہ قسطنطنیہ میں آپ شریک جہاد ہوئے۔ دشمن کی سرحد کے قریب آپ رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے۔ مرض نے شدت اختیار کی تو

---

(۱) بخاری، الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب ذكر عباس بن عبد المطلب، ۳: ۱۳۶۰، رقم: ۳۵۰۷

(۲) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحيح البخاری، ۲: ۴۹۵،

وصیت فرمائی:

إذا أنا متّ فاحملونی، فإذا صاففتم العدو فادفنونی تحت أقدامكم.(۱)

''جب میں فوت ہوجاؤں تو میری میت ساتھ اُٹھا لینا، پھر جب دشمن کے سامنے صف آرا ہوجاؤ تو مجھے اپنے قدموں میں دفن کردینا۔''

چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے مجاہدینِ اسلام نے آپ کو قلعہ کے دامن میں دفن کردیا اور دشمنوں کو متنبہ کیا کہ اگر اس جلیل القدر صحابیِ رسول ﷺ کی قبر کی بے حرمتی کی گئی تو بلادِ اسلامیہ میں ان کا کوئی گرجا محفوظ نہ رہے گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا دشمن بھی احترام کرنے پر مجبور ہوگئے اور بہت جلد اس کے فیوض و برکات کا لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہاں کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوتی۔ علامہ ابن عبد البرؒ مزید فرماتے ہیں:

وقبر أبی أیوب قرب سورها معلوم ...... یستسقون به، فیسقون.(۲)

''حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی قبر قلعہ کی فصیل کے قریب ہے، اور سب کو معلوم ہے کہ وہاں پہنچ کر لوگ بارش کے لیے دعا کرتے ہیں تو بارش ہوجاتی ہے۔''

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

كانوا إذا أمحلوا كشفوا عن قبره، فمطروا.(۳)

''جب بھی قحط پڑ جائے تو (اظہار وسیلہ کے لیے) لوگ قبر کھول دیتے ہیں، پس

(۱) ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ۱: ۴۰۴، ۴۰۵

(۲) ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ۱: ۴۰۵

(۳) ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ۴: ۶

بارش ہوجاتی ہے۔“

علامہ ابن عبد البر الاستیعاب میں نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب شدید قحط پڑا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ وقت سے عرض کیا:

إنّ بني إسرائيل كانوا إذا أصابهم مثل هذا استسقوا بعصبة الأنبياء فقال عمر: هذا عمّ رسول الله ﷺ وصنو أبيه وسيّد بنى هاشم فمشى إليه عمر و شكا إليه ما فيه النّاس من القحط ثم صعد المنبر ومعه العباس، فقال: اللّهم، إنّا قد توجهنا إليك بعمّ نبينا وصنو أبيه، فاسقنا الغيث، ولا تجعلنا من القانطين. ثم قال عمر: يا أبا الفضل، قم فادع. فقام العباس، فقال بعد حمد الله تعالى والثناء عليه، اللهم، إن عندك سحابًا وعندك ماء فانشر السحاب ثم أنزل الماء منه علينا فاشدد به الأصل وأدر به الضرع. اللّهم، إنّك لم تنزل بلاء إلا بذنب ولم تكشفه إلا بتوبة وقد توجّه القوم إليك فاسقنا الغيث ...... فأرخت السّماء عزاليها فجاءت بأمثال الجبال حتى استوت الحفر بالآكام وأخصبت الأرض وعاش الناس.

قال أبو عمر: هذا والله الوسيلة إلى الله عزّ وجلّ والمكان منه.(۱)

(۱) ۱۔ ابن عبد البر، الاستيعاب فى معرفة الأصحاب، ۲:۸۱۴، رقم: ۱۳۲۸

۲۔ ابن حجر عسقلانى، فتح البارى بشرح صحيح البخارى، ۲: ۴۹۷

۳۔ سبكى، شفاء السقام فى زيارة خير الأنام: ۱۲۸

۴۔ زرقانى، شرح الزرقانى على المواهب اللدنية، ۱۱: ۱۵۲

''بے شک جب بنی اسرائیل کے ہاں اس طرح کا قحط پڑتا تھا تو وہ (اپنے) گروہِ انبیاء کے توسط اور وسیلہ سے بارش طلب کیا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں) فرمایا: یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے والد گرامی کے سگے بھائی ہیں اور بنو ہاشم کے سردار ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور لوگ قحط سالی کے جس کرب میں مبتلا تھے، کی شکایت کی۔ پھر آپ منبر پر چڑھے جبکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے اور یہ دعا کی: اے اللہ! بے شک ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ محترم کے سگے بھائی کے وسیلہ سے (اپنے اس مسئلہ میں) تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پس تو ہم پر بارش برسا اور ہمیں مایوس لوگوں میں سے نہ بنا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابا الفضل! آپ بھی کھڑے ہو کر ہمارے حق میں دعا فرمایئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد یہ دعا فرمائی: اے اللہ! بے شک بادل بھی تیرے پاس ہے اور پانی بھی تیرے پاس ہے۔ پس تو اس بادل کو پھیلا دے اور پھر اس میں سے ہم پر پانی نازل فرما۔ اس کے ذریعے درختوں کی جڑوں کو مضبوط بنا اور جانوروں کے تھنوں میں دودھ چلا۔ اے اللہ! بے شک تو کوئی مصیبت نازل نہیں فرماتا مگر کسی گناہ کی پاداش میں اور اس مصیبت کو دور نہیں فرماتا مگر توبہ کے ذریعے۔ بے شک تمام لوگ تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں پس تو ہم پر بارش نازل فرما دے۔ (اس دعا کے بعد) آسمان نے خوب بارش برسائی اور بادل پہاڑوں کی مانند اُمڈ اُمڈ کر آئے یہاں تک کہ گڑھے ٹیلوں کے ذریعے (زمین کی سطح کے) برابر ہوگئے۔ زمین سرسبز و شاداب ہوگئی اور لوگوں کی زندگی کا سامان ہوگیا۔ حضرت ابو عمر فرماتے ہیں کہ بخدا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ پکڑنا ہے۔''

۲۵۔ اِمام ابو القاسم قشیری (۴۶۵ھ)

امام ابو القاسم قشیریؒ کا شمار اکابر صوفیہ و محدّثین میں ہوتا ہے۔ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں آپ کی ذات مرجعِ اہلِ علم تھی۔ آپ مشہور بزرگ اور ولی کامل حضرت معروف کرخیؒ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ لوگ آپ کی قبر مبارک کے توسل سے شفایابی کی دعا کرتے تھے۔ امام ابو القاسم قشیریؒ حضرت معروف کرخیؒ کے بارے میں اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كان من المشائخ الكبار، مجاب الدعوة، يستشفى بقبره. يقول البغداديون: قبر معروف ترياق مجرّب. (۱)

''آپ بزرگ ترین مشائخ میں سے تھے۔ آپ کی دعا قبول ہوتی تھی۔ آج بھی آپ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہوکر شفایابی کی دعا کی جاتی ہے۔ اہل بغداد کہتے ہیں: حضرت معروف کرخی کی قبر مجرّب اکسیر ہے۔''

۲۶۔ امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (۵۰۵ھ)

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی **إحياء علوم الدين** میں آداب السفر کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ويدخل في جملته زيارة قبور الأنبياء عليهم السلام، وزيارة قبور الصحابة والتابعين وسائر العلماء والأولياء، وكل من يتبرك

---

(۱) ۱۔ قشیری، الرسالة القشیریة: ۴۱

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۱۲۲

۳۔ ابن جوزی، صفة الصفوة، ۲: ۲۱۴

بمشاهدته في حياته يتبرك بزيارته بعد وفاته. (۱)

’’سفر کی دوسری قسم میں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ، تابعین اور دیگر علماء و اولیاء کے مزارات کی زیارت بھی داخل ہے۔ اور ہر وہ شخص کہ زندگی میں جس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے، وفات کے بعد بھی اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔‘‘

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ **أشعة اللمعات** میں توسل بعد اَز وصال کا تذکرہ کرتے ہوئے اِمام غزالی کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

’’حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے فرمایا: جن سے زندگی میں اِستمداد حاصل کی جاتی ہے ان سے بعد از وصال بھی استعانت کی جاتی ہے۔ مشائخ عظام میں سے بعض نے کہا ہے کہ میں نے چار حضرات کو دیکھا کہ وہ جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے اسی طرح اپنی قبروں میں بھی تصرف کرتے ہیں۔ بلکہ اس بھی زیادہ۔ ایک شیخ معروف کرخیؒ اور دوسرے شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور ان کے علاوہ دو کا نام اور لیا۔ ان کا مقصود ان چار میں حصر کرنا نہیں تھا بلکہ محض اپنے مشاہدے کو بیان کرنا تھا۔‘‘(۲)

۲۷۔ امام جار اللہ محمد بن عمر زمخشری (۵۳۸ھ)

امام زمخشری طویل عرصہ تک مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر رہے، اس وجہ سے ان کا نام ’’جار اللہ‘‘ مشہور ہوگیا۔ آپ ۴۶۷ھ میں زمخشر (خوارزم) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ اپنی تفسیر **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل** میں یہود کا آپ ﷺ کے وسیلہ

(۱) غزالی، إحیاء علوم الدین، ۲: ۲۴۷

(۲) عبدالحق محدث دہلوی، أشعة اللمعات، ۱: ۷۱۵

سے دعا کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

(يستفتحون على الذين كفروا) أي يستنصرون على المشركين، إذا قاتلوهم قالوا: اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ نَجِدُ نَعْتَهُ وصفته في التوراة، ويقولون لأعدائهم من المشركين: قد أظل زمان نبي يخرج بتصديق ما قلنا فنقتلكم معه قتل عاد و إرم.(۱)

''وہ (یہود آپ ﷺ کے وسیلہ سے) کافروں پر مدد و نصرت طلب کرتے تھے یعنی مشرکین کے مقابلے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کامیابی کی دعا کرتے تھے۔ جب وہ ان سے لڑتے تو اللہ عزوجل سے یوں دعا کرتے: اے اللہ! آخری زمانے میں بھیجے جانے والے جس نبی کی صفت ہم (اپنی کتاب) تورات میں پاتے ہیں، ان کے وسیلہ سے ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما۔ (وہ یہود) اپنے مشرکین دشمنوں سے کہتے تھے: عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ نبی اُس بات کی تصدیق کرتا ہوا تشریف لائے گا جو ہم بیان کرتے ہیں۔ پھر ہم اُس کے ساتھ مل کر تمھیں قومِ عاد و ثمود کی طرح قتل کریں گے۔''

---

(۱) ۱۔ زمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ۱: ۱۶۴
۲۔ شربینی، تفسير السراج المنير، ۱: ۷۶
۳۔ قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۲: ۲۷
۴۔ فيروز آبادی، تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ۱۳
۵۔ طبری، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱: ۳۲۵
۶۔ نسفی، مدارك التنزيل و حقائق التأويل، ۱: ۶۷
۷۔ سيوطی، الدر المنثور فی التفسير بالمأثور، ۱: ۲۱۷

۲۸۔ قاضی عیاض (۵۴۴ھ)

قاضی عیاض مالکی (۵۴۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ ابو جعفر منصور (۱۵۸ھ) مدینہ منورہ آیا اور اس نے امام مالکؒ سے دریافت کیا:

يا أبا عبد الله، أأستقبل القبلة وأدعوا أم أستقبل رسول الله ﷺ؟ فقال: ولِمَ تصرفُ وجهك عنه، وهو وسيلتك ووسيلة أبيك آدم عليه السلام إلى الله تعالى يوم القيامة؟ بل استبقله واستشفع به، فيشفّعك الله؛ قال الله تعالى: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّاباً رَّحِيْماً﴾(۱)۔(۲)

''اے ابو عبد اللہ: کیا میں (زیارتِ قبرِ نبوی کے وقت) دعا کرتے ہوئے قبلہ رخ ہوں یا نبی اکرم ﷺ کی طرف رخ کروں؟'' امام مالکؒ نے جواب دیا: ''(اے امیر!) تو حضور نبی اکرم ﷺ کی جانب سے منہ کیوں پھیرتا ہے حالانکہ وہ تمہارے لیے اور تمہارے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے روزِ قیامت وسیلہ ہیں؟ بلکہ تو آپ ﷺ کی جانب متوجہ ہو (کر مناجات کر) اور آپ ﷺ کی شفاعت کا طالب ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے سامنے تیری شفاعت فرمائیں۔ اللہ ﷻ نے فرمایا ہے: ﴿اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۶۴

(۲) قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ۲: ۵۹۶

مہربان پاتے﴾o''

یہ واقعہ قاضی عیاضؒ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ سبکیؒ نے 'شفاء السقام فی زیارة خیر الأنامؑ' میں، علامہ سمہودی نے 'خلاصة الوفاء' میں، امام قسطلانی نے 'المواهب اللدنیة' میں، ابن جماع نے 'هدایة السالك' میں اور امام ابن حجر ہیتمی نے 'الجوهر المنظم' میں روایت کیا ہے۔

قاضی عیاضؒ نے الشفا بتعریف حقوق المصطفی میں صحیح اور مشہور احادیث کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ سے توسُّل کرنا بیان کیا ہے۔ (۱) اس کے علاوہ انہوں نے اپنی کتاب میں باب الزیارة، باب فضل النبی ﷺ اور دیگر بہت سے ابواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کے خصائص و فضائل کا ذکر کیا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ جس منبر پر بیٹھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین سکھاتے تھے، عشاقِ رسول نے اس منبر کو بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے دوسرے آثار کی طرح دل و جاں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے اور اس سے برکت حاصل کرتے۔ قاضی عیاضؒ بیان کرتے ہیں:

ورُئی ابن عمر واضعًا یدَه علی مَقْعَدِ النبیِ ﷺ من المِنبَر، ثم وضعها علی وَجْهه. (۲)

''اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جاتا کہ وہ منبر (نبوی) کی وہ جگہ جہاں حضور نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہوتے، اسے اپنے ہاتھ سے چھوتے اور پھر ہاتھ اپنے چہرہ پر مل لیتے۔''

قاضی عیاضؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے موئے مبارک کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتے تھے۔ وہ بیان

---

(۱) قاضی عیاض، الشفابتعریف حقوق المصطفی، ۱: ۲۲۷، ۲۲۸

(۲) قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۲: ۲۲۰

کرتے ہیں:

عن صَفِيَّة بنت نَجدَة: قالت وكانت فى قلنسوة خالد بن وليد شَعَراتٌ من شَعره فسقطت قلنسوتُه فى بعض حُروبِه، فشدَّ عليها شدةً أنكر عليه أصحاب النبی ﷺ كَثرةَ مَن قُتِل فيها، فقال: لم أفعلْها بسبب القَلَنْسُوة، بل لما تضَمَّنَتْه من شَعرِه ﷺ لئلا أُسْلَب بركتها وتقع فى أيدى المشركين.(١)

''حضرت صفیہ بنت نجدہ سے مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور نبی اکرم ﷺ کے چند موئے مبارک تھے۔ جب وہ ٹوپی کسی جہاد میں گر پڑی تو اس کے لینے کیلئے تیزی سے دوڑے۔ جب اس جہاد میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تو لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا۔ فرمایا: میں نے صرف ٹوپی کے حاصل کرنے کے لیے اتنی تگ و دونہیں کی بلکہ اس ٹوپی میں حضور نبی اکرم ﷺ کے موئے مبارک تھے۔ مجھے خوف ہوا کہ کہیں اگر یہ مشرکین کے ہاتھ لگ گئی تو اس کی برکت سے محروم ہوجاؤں گا۔''

٢٩۔ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (٥٦١ھ)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ مصائب و آلام میں وسیلہ کے ذریعے حاجت برآری کے حوالے سے فرماتے ہیں:

من استغاث بى فى كربة كشفت عنه و من نادانى باِسمى فى شدّة فرّجت عنه ومن توسّل بى إلى الله عزوجل فى حاجة قضيت له ومن صلّى ركعتين يقرأ فى كل ركعة بعد الفاتحة سورة

(١) قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفى، ٢: ٦١٩

الإخلاص إحدى عشرة مرة ثم يصلّي على رسول الله بعد السلام و يسلّم عليه و يذكرني ثمّ يخطو إلى جهة العراق إحدى عشرة خطوة ويذكر اسمي ويذكر حاجته فإنّها تقضى باذن الله.[۱]

''جو شخص کسی تکلیف میں میرے وسیلے سے امداد کی درخواست کرے اس کی وہ تکلیف دور کر دی جائے گی اور جو کسی مصیبت میں میرا نام پکارے اس کی مصیبت دور کر دی جائے گی اور جو کسی حاجت میں میرا وسیلہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے، اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی، اور جو شخص دو رکعتیں ادا کرے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، سلام کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجے، پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، میرا نام لے اور اپنی حاجت بیان کرے، اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔''

علامہ محمد بن یحییٰ التازفی حلبی **قلائد الجواهر** میں نقل کرتے ہیں کہ اس کے بعد یہ شعر پڑھے:

أَيُدْرِكُنِي ضَيْمٌ وَّأَنْتَ ذَخِيْرَى
وَأُظْلَمُ فِي الدُّنْيَا وَأَنْتَ نَصِيْرَى

(کیا مجھ پر ظلم کیا جائے گا جب کہ آپ میرا ذخیرہ ہیں؟ اور کیا دنیا میں مجھ پر ستم کیا جائے گا جب کہ آپ میرے مددگار ہیں؟)

وَعَارٌ عَلٰى حَامِي الْحِمٰى وَهُوَ مُنْجِدِى
اِذَا ضَلَّ فِي الْبَيْدَا عِقَالُ بَعِيْرِى[۲]

(۱) شطنوفی، بهجة الأسرار: ۱۰۲

(۲) محمد بن یحییٰ التازفی الحلبی، قلائد الجواہر: ۳۶

(حضور غوث پاکؒ کے پشت پناہ ہوتے ہوئے اگر جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو یہ بات محافظ کے لیے باعث عار ہے۔)

اِس حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ صلوٰۃ غوثیہ کا طریقہ خود سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے تلقین فرمایا ہے جسے علامہ علی بن یوسف اللخمی الشطنوفی پھر علامہ محمد بن یحییٰ التاذفی الحلبی (م۹۶۳ھ) پھر حضرت ملا علی قاریؒ[1] اور شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی[2] نے روایت کیا۔

نزهة الخاطر الفاتر فی ترجمة سیدی الشریف عبد القادر میں ملا علی قاریؒ نے وسیلہ اِختیار کرنے کے حوالے سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

مَنِ استَغَاثَ بِی فِی کُربَةٍ کُشِفَت عَنہُ وَمَن نَادَانی بِاسمِی فی شِدَّةٍ فُرِّجَت عَنہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِی إِلَی اللهِ فی حَاجَةٍ قُضِیَت.[3]

”یعنی جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت رفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔“

۳۰۔ شیخ فرید الدین عطار (۵۸۶ھ)

حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ تذکرۃ الأولیاء میں بیان کرتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی نے سومنات کی جنگ میں ایک نازک مرحلے پر حضرت خواجہ ابو الحسن

---

(۱) ملاعلی قاری، نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمة سیدی الشریف عبد القادر: ۷۹

(۲) عبدالحق محدث دہلوی، زبدۃ الأسرار: ۱۰۱

(۳) ملا علی قاری، نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمه سیدی الشریف عبدالقادر: ۶۱

خرقانیؒ کے جبے کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں فتح و نصرت عطا فرمائی۔ حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ تذکرۃ الأولیاء کے صفحہ نمبر ۳۴۴ پر بیان کرتے ہیں:

''سلطان محمود غزنوی کے پاس حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانیؒ کا جبّہ مبارک تھا۔ سومنات کی جنگ میں ایک موقع پر خدشہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی، سلطان محمود غزنوی اچانک گھوڑے سے اتر کر ایک گوشے میں چلے گئے اور وہ جبّہ ہاتھ میں لے کر سجدے میں گر گئے اور دعا مانگی:

اللّهم، انصرنا على هؤلاء الكفّار ببركة صاحب هذه الخرقة، وكل ما يحصل لي من أموال الغنيمة فهو صدقة على الفقراء.(۱)

''یا اللہ! اس جبّے والے کے وسیلے سے ہمیں کافروں پر فتح ونصرت عطا فرما اور جو کچھ مال غنیمت ہاتھ آئے گا وہ سب درویشوں پر صدقہ ہوگا۔''

اس کے بعد شیخ فرید الدین عطارؒ بیان کرتے ہیں:

''اچانک دشمن کی طرف سے شور اُٹھا اور تاریکی چھا گئی اور کافر آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور مختلف حصوں میں بٹ گئے۔ لشکرِ اسلام کو فتح حاصل ہو گئی۔ اس رات محمود غزنوی نے حضرت ابو الحسن خرقانیؒ کو خواب میں فرماتے ہوئے سنا:

يا محمود، لم تعرف مكانة خرقتنا في حضرة الله سبحانه وتعالى، لو سألت الله جل جلاله في تلك السّاعة إسلام جميع الكفار لأسلموا. (۲)

''اے محمود! تم نے دربار الٰہی میں ہمارے جبّے کی قدر نہ کی۔ اگر تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اُس لمحے تمام کافروں کے لیے اسلام کی درخواست کرتے تو وہ سب اِسلام قبول کر لیتے۔''

---

(۱) فريد الدين عطارؒ، تذكرة الأولياء: ۳۴۴

(۲) فريد الدين عطارؒ، تذكرة الأولياء: ۳۴۵

۳۱۔ علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی (۵۹۷ھ)

علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزیؒ نے **الوفاء بأحوال المصطفى** ﷺ کے پہلے باب میں حضرت آدم علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ سے توسُّل کرنا بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ ابن جوزیؒ نے یہود کا آپ ﷺ کے توسل سے فتح طلب کرنے والی روایت کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں:

إِنَّ يَهُوْدَ كَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَبْلَ مَبْعَثِهِ.(۱)

''بیشک یہودی رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے اَوس اور خزرج قبیلہ پر آپ ﷺ کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔''

علامہ ابن جوزیؒ اولیاء کرام کی سوانح پر اپنی کتاب **صفة الصفوة** میں حضرت ابراہیم بن اسحاق حربیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

و قبره ظاهر يتبرّك به النّاس. (۲)

''اور ان کی قبر (اپنے فیوض و برکات کے اعتبار سے) ظاہر ہے۔ لوگ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔''

---

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفاء بأحوال المصطفىٰ، ۱: ۴۴
۲۔ فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۳
۳۔ قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۲: ۲۷
۴۔ آجرّی، کتاب الشریعة: ۴۴۶
۵۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱: ۳۲۵
۶۔ زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۱: ۱۶۴
۷۔ نسفی، مدارک التنزیل و حقائق التأویل، ۱: ۶۷

(۲) ابن جوزی، صفة الصفوة، ۲: ۲۶۶

۳۲۔ امام فخر الدین رازی (٦٠٦ھ)

امام فخر الدین رازیؒ آیۂ شریفہ ﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ﴾[۱] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أنّ اليهود من قبل مبعث محمد عليه السلام و نزول القرآن كانوا يستفتحون أى يسألون الفتح والنصرة، وكانوا يقولون: اللّهم افتح علينا و انصرنا بالنّبى الأمى.[۲]

”حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور نزولِ قرآن سے قبل یہود (ان کے وسیلہ سے) فتح کی دعا مانگا کرتے تھے یعنی فتح اور مدد طلب کرتے تھے، اور یہ الفاظ کہا کرتے تھے: **اللهم، افتح علينا وانصرنا بالنبى الأمى** (اے اللہ! ہمیں اُمّی نبی ﷺ کے وسیلے فتح و نصرت عطا فرما)۔“

امام رازیؒ آیت ﴿أُولٰئِكَ الَّذِينَ آتَيناهُمُ الكتَابَ وَالحُكمَ وَالنُّبُوَّةَ﴾[۳] کے ذیل میں بیان کرتے ہیں:

وَثَالِثُهَا الأَنبِيَآءُ وَهُمُ الَّذِينَ أَعطَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ العُلُومِ وَالمَعَارِفِ

---

(۱) القرآن، البقره، ۲: ۸۹

(۲) ۱۔ رازی، التفسير الكبير، ۳: ۱۸۰

۲۔ فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۳

۳۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱: ۳۲۵

۴۔ قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۲: ۲۷

۵۔ زمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ۱: ۱۶۴

۶۔ نسفی، مدارك التنزيل وحقائق التأويل، ۱: ٦٧

(۳) الانعام، ٦: ۸۹

مَا لأجَلِهِ بها يَقدرُونَ عَلَى التَّصَرف فِي بَوَاطِنِ الخَلقِ وَأَروَاحِهِم وَأيضاً أَعطَاهُمْ مِنَ القُدرَةِ وَالمَكنَةِ مَالِأَجَلِهِ يَقدِرُونَ عَلَى التَّصَرفِ فِي ظَوَاهِرِ الخَلقِ.(۱)

''تیسرے ان میں انبیاء علیہم السلام ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کو رب نے علوم اور معارف اس قدر دیئے ہیں جن سے وہ مخلوق کی اندرونی حالت اور ان کی ارواح پر تصرف کر سکتے ہیں اور ان کو اس قدر قدرت وقوت دی ہے جس سے مخلوق کے ظاہر پر تصرف کر سکتے ہیں۔''

امام رازیؒ ظلم و نقصان سے بچنے کے لیے غیر اللہ سے توسل و استعانت کے جواز پر آیت فَلَبِثَ فی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْن(۲) کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

وَ اعْلَمْ أَنَّ الْإِسْتِعَانَةُ بِالنَّاسِ فی دَفْعِ الظُّلَمِ جَائِزَةٌ فِی الشَّرِیْعَةِ.(۳)

''اور یہ جان لے کہ شریعت میں ظلم سے چھٹکارے کے لیے مخلوق سے مدد لینا جائز ہے''

۳۳۔ علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (۶۲۰ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی المغنی فی فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيبانی میں حضور ﷺ سے اِستشفاع، آپ کی قبرِ انور سے توسل اور دیگر مسلمانوں کو توسل و اِستمداد کی ترغیب دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

تأتي القبر فتولّي ظهرك القبلة، وتستقبل وسطه وتقول: السّلام

(۱) رازی، التفسير الكبير، ۵۶:۲۳

(۲) القرآن، يوسف، ۴۲:۱۲

(۳) رازی، التفسير الكبير، ۱۴۶:۱۸

عليك أيّها النّبي ورحمة الله وبركاته، السّلام عليك يا نبي الله، وخيرته من خلقه إلى أن قال: اللّهم، اجزِ عنا نبيّنا أفضل ما جزيت به أحداً من النّبيين والمرسلين، وابعثه المقام المحمود الّذي وعدتّه، يغبطه به الأولون والآخرون ...... إلى أن قال: اللّهم، قلت وقولك الحق: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّاباً رَّحِيْمًا﴾ وقد أتيتك يارسول الله، مستغفراً من ذنبي، مستشفعاً بك إلى ربي. إلى آخر كلام ابن قدامة في (المغني) فانظر إلى الاستشفاع به وهو في قبره.[1]

''(قبرِ انور کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ) تو حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ انور کے پاس آ اور اپنی پشت قبلہ کی طرف کر اور قبر کے وسط کی طرف منہ کرکے یہ کہہ: اے نبی! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔ اے اللہ ﷻ کے نبی اور اس کی مخلوق میں سے سب سے بہتر آپ پر سلامتی ہو۔ یہاں تک کہہ کے پھر یہ کہے: اے اللہ! تو ہماری طرف سے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وہ افضل ترین جزا عطا فرما جو تو نے انبیاء و مرسلین میں سے کسی کو عطا فرمائی ہے اور انہیں اس مقامِ محمود تک پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا تھا۔ وہ مقام جس کی وجہ سے پہلے اور بعد میں آنے والے لوگ آپ ﷺ پر رشک کرتے ہیں۔ یہاں تک کہہ کر پھر یہ کہہ (اے اللہ!) تیرا یہ قول حق ہے: ﴿اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اوراللہ سے معافی مانگتے

---

(۱) ابن قدامة، المغنی فی فقه الإمام احمد بن حنبل الشيبانی، ۳: ۲۹۸

اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔﴾ اور یا رسول اللہ! تحقیق میں آپ کی بارگاہِ اقدس میں اپنے گناہ کی بخشش کے لئے اللہ کے حضور آپ کو وسیلہ بنا کر پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ یہ نص نقل کر کے ابن قدامہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: (اے معترض) حضور نبی اکرم ﷺ سے شفاعت طلب کرنا ملاحظہ کر، حالانکہ آپ ﷺ اپنی قبرِ انور میں تشریف فرما ہیں۔''

۳۴۔ اِمام ابو زکریا محی الدین بن شرف النوویؒ (٦٧٦ھ)

اِمام نوویؒ المجموع میں توسل بالنبی اور آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر اِستشفاع کے جواز پر رقم طراز ہیں:

واعلم أنّ زيارة قبر الرسول ﷺ من أهمّ القربات وأنجح المساعي... إلى أن قال: ثم يأتي القبر الكريم فيستدبر القبلة، ويستقبل جدار القبر، عاض الطرف في مقام الهيبة والإجلال فيقول: السّلام عليك يارسول الله... إلى أن قال: ويتوسّل به في حق نفسه ويستشفع به إلى ربه سبحانه وتعالى. (۱)

''اور جان لے کہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کی زیارت تمام قربتوں سے بڑھ کر اہم ترین قربت ہے اور تمام کوششوں سے بڑھ کر کامیاب ترین کوشش ہے۔ پھر کہا: اس کے بعد زائر آپ ﷺ کی قبرِ انور کے پاس آئے، قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو اور قبرِ انور کی دیوار اس کے سامنے ہو اور اپنی نگاہ کو مقام ہیبت اور جلال پر مرکوز کر کے یوں کہے: السّلام

(۱) نووی، المجموع، ۸: ۲۰۲

عليك یارسول الله ''یا رسول اللہ! آپ ﷺ پر سلامتی ہو۔'' پھر (زائر) حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی جان کے لئے وسیلہ پکڑے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کو وسیلہ بنا کر پیش کرے۔''

اِمام نوویؒ المجموع میں توسل بالنبی اور آپ ﷺ کی قبرمبارک کے پاس کھڑے ہوکر اِستشفاع کے جواز پر عتبیؒ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

كنت جالساً عند قبر رسول الله ﷺ فجاء أعرابي فقال: السّلام عليك يا رسول الله، سمعت الله يقول: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُ وْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِيْمًا﴾(۱) وقد جئتك مستغفراً من ذنبي مستشفعاً بك إلى ربّي. ثم أنشأ يقول:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَآءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ
فِيْهِ الْعِفَافُ وفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ(۲)

''عُتبیؒ کا بیان ہے: ''میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تربت کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اُس نے کہا: السلام عليك يا رسول الله ! میں نے قرآن کریم کی آیت ﴿اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اوراللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور

---

(۱) النساء، ۴: ۶۴

(۲) نووی، المجموع، ۸: ۲۰۲

شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے ﴾ سنی اور آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ کے سامنے اپنے گناہوں سے استغفار کروں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے شفاعت طلب کروں۔" پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

(جن کی ہڈیاں میدانوں میں دفن کی گئی ہیں اور ان کی خوشبو سے وہ میدان اور ٹیلے مہک اُٹھے ہیں، اے ان تمام میں سے بہترین ہستی! میری جان اس قبر پر سے صدقے ہو جس کے ساکن آپ ہیں، جس میں پارسائی اور سخاوت اور کرم ہے۔)

اِمام نوویؒ کتاب الأذکار، باب الأذکار فی الإستسقاء میں ذات کے توسل کے جواز پر اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے ایسا آدمی ہو جس کا زہد و تقویٰ مشہور ہے تو اس کی ذات کے وسیلہ سے بارش طلب کیا کرو اور یوں دعا مانگا کرو:

"اے اللہ! ہم تیرے فلاں مقبول بندے کے وسیلہ سے بارش اور شفاعت طلب کرتے ہیں۔ جس طرح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش طلب فرمائی[1] اور امام بخاری نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت معاویہ وغیرہ[2] سے اہل خیر و تقویٰ کے وسیلہ سے بارش کرنا ثابت ہے۔"[3]

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نوویؒ نے کتاب الاذکار صفحہ ۱۷۲ پر نقل کیا ہے کہ

---

(۱) بخاری، الصحیح، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ۱: ۳۴۲، رقم: ۹۶۳

(۲) ابن سعد، الطبقات الکبری، ۷: ۴۴۴

(۳) نووی، کتاب الأذکار، باب الأذکار فی الإستسقاء: ۱۴۰

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سوگیا۔ ایک شخص نے انہیں کہا:

اُذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ يَامُحَمَّد، فَكَأَنَّمَا نَشَطَ مِنْ عِقَالٍ. (۱)

''اس ہستی کو یاد کرو، جو تمہیں انسانوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ انہوں نے کہا: یا محمد! (وہ اسی وقت صحیح ہوگئے) گویا وہ قید سے آزاد کر دیئے گئے ہوں۔''

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص کا پاؤں سوگیا۔ آپ نے اسے فرمایا: اس ہستی کو یاد کرو جو تمہیں سب انسانوں سے زیادہ محبوب ہو، اس نے کہا: یا محمد ﷺ! تو اس کا پاؤں صحیح ہوگیا۔ (۲)

۳۵۔ امام کمال الدین ابن ہمام حنفیؒ (۶۸۱ھ)

امام کمال الدین ابن ہمام حنفیؒ فتح القدیر میں بیان کرتے ہیں کہ سائل اللہ ﷻ کی بارگاہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے اپنی حاجت پیش کرے، پھر حضور اقدس ﷺ سے شفاعت کی درخواست کرے اور اس طرح عرض کرے:

يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللهِ. (۳)

''یا رسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں اور یا رسول اللہ! میں آپ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ بناتا ہوں۔''

---

(۱) نووی، کتاب الأذکار: ۲۷۱

(۲) نووی، کتاب الأذکار: ۲۷۱

(۳) ابن ہمام حنفی، فتح القدیر، ۲: ۳۳۷

۳٦۔ امام عبد اللہ بن محمود النسفی (۷۱۰ھ)

امام ابو البرکات عبد اللہ بن محمود النسفی ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں احناف کے معروف فقیہ اور مفسر ہیں۔ آپ تفسیر مدارك التنزيل وحقائق التاويل کے علاوہ منار الأنوار اور كنز الدقائق جیسی علمی و فنی کتب کے مصنف بھی ہیں۔ آپ اپنی تفسیر میں آیت ﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِه﴾[1] کے تحت یہود کا آپ ﷺ سے توسل کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہود جب اپنے دشمنوں سے لڑتے تو آپ کے وسیلہ سے اللہ کے حضور یہ دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ، انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ نَجِدُ نَعْتَهُ فِي التوراة، ويقولون لأعدائهم المشركين: قد أظل زمان نبي يخرج بتصديق ما قلنا فنقتلكم معه قتل عاد و إرم.[2]

''اے اللہ! ہماری اُس نبی کے وسیلہ سے مدد فرما جو آخری زمانہ میں مبعوث ہو گا اور جس کی صفات ہم تورات میں پاتے ہیں۔ (وہ یہود) اپنے مشرکین دشمنوں سے کہتے تھے عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ نبی اُس بات کی تصدیق کرتا

---

(۱) القرآن، البقرة، ۲: ۸۹

(۲) ۱۔ نسفی، مدارك التنزيل و حقائق التاويل، ۱: ٦۷

۲۔ فيروز آبادی، تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ۱۳

۳۔ طبری، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱: ۳۲۵

۴۔ قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۲: ۲۷

۵۔ رازی، التفسير الكبير، ۳: ۱۸۰

٦۔ زمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ۱: ۱٦۴

ہوا تشریف لائے گا جو بیان کرتے ہیں۔ پھر ہم اُس کے ساتھ مل کر تمھیں قومِ عاد و ثمود کی طرح قتل کریں گے۔''

امام نسفیؒ سورہ فاتحہ کی آیت **إياك نعبد وإياك نستعين** [۱] کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وقدمت العبادة على الاستعانة لأنَّ تقديم الوسيلة قبل طلب الحاجة أقرب إلى الإجابة. [۲]

''(مذکورہ آیت میں) عبادت کو اِستعانت پر مقدم رکھا گیا ہے کیونکہ حاجت طلب کرنے سے قبل (عبادت کا) وسیلہ پیش کرنا قبولیتِ دعا کے لیے بہتر ہے۔''

امام نسفیؒ سورہ الاعراف کی آیت ﴿وَقَالُوْا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدَانَا لِهٰذَا﴾ [۳] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَ قَالُوْا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدَانَا لِهٰذَا لما هو وسيلة إلى هذا الفوز العظيم وهو الإيمان. [۴]

''اور وہ کہیں گے: سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں یہاں تک پہنچا دیا۔ (یہاں هذا سے مراد ایمان ہے یعنی) اُس اِیمان کے طفیل جو اِس عظیم کامیابی کا وسیلہ ہے۔''

---

(۱) القرآن، الفاتحة، ۱: ۴

(۲) نسفی، مدارك التنزيل و حقائق التأويل، ۱: ۱۰

(۳) القرآن، الاعراف، ۷: ۴۳

(۴) نسفی، مدارك التنزيل و حقائق التأويل، ۱: ۴۴۳

۳۷۔ اِمام کمال الدین زملکانی (۷۲۷ھ)

اِمام کمال الدین زملکانیؒ علم کے سمندر تھے۔ مختلف علوم وفنون میں کامل دسترس کے ساتھ ساتھ انتہائی دقیقہ سنج اور پختہ فکر کے مالک تھے۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ (۱۳۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ مدحِ مصطفیٰ ﷺ میں ان کا بہت ہی فصیح و بلیغ قصیدہ میری نظر سے گزرا ہے جس میں انہوں نے منکرین توسل و استمداد کا رد کرتے ہوئے فرمایا ہے:

يَا صَاحِبَ الْجَاهِ عِنْدَ خَالِقِهِ
مَا رَدَّ جَاهَكَ إِلَّا كُلُّ أَفَّاكٍ

(اے محبوب کریم! جو اپنے خالق و مالک کے ہاں عظیم جاہ و مرتبہ کے مالک ہیں۔ آپ کے اس خدا داد منصب و مقام کا انکار صرف بہتان تراش اور افتراء پرواز لوگوں نے ہی کیا ہے۔)

أَنْتَ الْوَجِيْهُ عَلٰى رَغْمِ الْعَدا أَبَدًا
أَنْتَ الشَّفِيْعُ لِفَتَّاكٍ وَّ نَسَّاكٍ

(آپ اعداء اور بدخواہ لوگوں کی مرضی کے برعکس اﷲ ﷻ کے ہاں بہت ہی وجیہ اور مقرب ترین ہیں اور آپ ہی ظلم و تعدی کے شکار اور عبادت گزار لوگوں کے شفیع ہیں۔)

ولا حظيت بجاهِ الْمُصْطَفٰى أَبَدًا
وَمَن أَعَانَكَ فِي الدُّنْيَا وَوَالاكَ (۱)

((اے منکر!) تجھے پیارے مصطفیٰ ﷺ کے جاہ و مرتبت کا قطعاً کوئی فائدہ نصیب نہ ہو اور نہ دنیا میں تیرے معاونین اور محبوں کو۔)

(۱) نبهاني، شواهد الحق في الاستغاثة بسيد الخلق: ۲۸۹

۳۸۔ علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ)

علامہ ابن تیمیہؒ نے مسئلہ توسّل پر اپنی کتاب ’’قاعدة جليلة في التوسُّل والوسيلة‘‘ میں اللہ پاک کے اِرشاد ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾[1] کے تحت کلام کرتے ہوئے لکھا ہے:

فابتغاء الوسيلة إلى الله ﷻ إنّما يكون لمن توسّل إلى الله بالإيمان بمحمد و أتباعه، و هذا التوسّل بالإيمان به و بطاعته فرض على كل أحد في كل حال باطناً و ظاهراً في حياة رسول الله ﷺ و بعد موته في مشهده و مغيبه لا يسقط التوسّل بالإيمان به و بطاعته عن أحد من الخلق في حال من الأحوال بعد قيام الحجّة عليه ولا بعذر من الأعذار ولا طريق إلى كرامة الله ورحمته والنجاة من هوانه و عذابه إلا بالتوسّل به وبطاعته و هو ﷺ شفيع الخلائق، صاحب المقام المحمود الذي يغبطه به الأولون والآخرون فهو أعظم الشفعاء قدراً و أعلاهم جاهاً عند الله، وقال تعالى عن موسى: ﴿وكان عند الله وجيها﴾[2] وقال عن المسيح: ﴿وجيها في الدنيا والآخرة﴾[3] و محمد ﷺ أعظم جاهاً من الأنبياء والمرسلين، ولكن شفاعته ودعاؤه إنما ينتفع به من شفع له الرسول ودعا له فمن دعا له الرسول وشفع له توسّل إلى الله بشفاعته ودعائه كما كان أصحابه يتوسلون إلى الله بدعائه و

(۱) القرآن، المائدة، ۵: ۳۵

(۲) القرآن، الاحزاب، ۳۳: ۶۹

(۳) القرآن، آل عمران، ۳: ۴۵

شفاعته وكما يتوسّل الناس يوم القيامة إلى الله تعالى بدعائه وشفاعته ﷺ تسليماً.[1]

’’اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا صرف حضور نبی اکرم ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کی اتباع کی وجہ سے ہے۔ اور آپ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ پر ایمان کی وجہ سے یہ توسُّل ہر ایک پر ہر حال میں ظاہراً و باطناً اور آپ ﷺ کی حیات میں اور وفات کے بعد موجودگی وغیبوبت میں فرض ہے۔ حجت قائم ہونے کے بعد کسی بھی حال میں کسی بھی فردِ بشر سے آپ ﷺ پر ایمان و اطاعت کی وجہ اور کسی بھی عذر کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ اور اللہ عزوجل کی رحمت تک پہنچنے کے لئے اور اس کے عذاب سے بچنے کے لئے صرف اور صرف آپ ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کی اطاعت کو وسیلہ بنانے کا راستہ ہے۔ کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ مخلوق کی شفاعت کرنے والے اور صاحبِ مقامِ محمود ہیں کہ جن پر اوّلین و آخرین سب رشک کریں گے۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کا مقام و مرتبہ اللہ عزوجل کے دربار میں سب سے عظیم ہے اور تمام شافعین (شفاعت کرنے والوں) کے مقابلہ میں سب سے بلند ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿اور اللہ کے نزدیک وہ بڑے باوقار (اور آبرو والے) تھے۔﴾ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿وہ دنیا اور آخرت (دونوں) میں قدر و منزلت والا ہوگا۔﴾ جبکہ حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء علیهم السلام سے عظیم المرتبت ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی شفاعت و دعا سے صرف اسی شخص کو نفع ملے گا جس کے لئے آپ ﷺ شفاعت و دعا فرمائیں گے۔ پھر جس کے لئے آپ ﷺ شفاعت و دعا فرمائیں گے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کی شفاعت و دعا کو

(١) ابن تيمية، قاعدة جليلة فی التوسُّل والوسيلة: ٥، ٦

وسیلہ بنائے گا جیسا کہ صحابہ کرام ﷺ بنایا کرتے تھے۔‘‘

ایک مرتبہ علامہ ابن تیمیہؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل کرنا جائز ہے یا نہیں، تو انہوں نے اسے جائز قرار دیا۔ الفتاوی الکبری کی عبارت درج ذیل ہے:

سئل شيخ الإسلام رحمه الله: هل يجوز التوسّل بالنبي ﷺ أم لا؟ فأجاب: الحمد لله، أما التوسّل بالإيمان به ومحبته وطاعته والصّلاة والسّلام عليه وبدعائه وشفاعته ونحو ذلك مما هو من أفعاله وأفعال العباد المأمور بها في حقّه فهو مشروع باتفاق المسلمين.(1)

’’علامہ ابن تیمیہ سے سوال کیا گیا: کیا حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ تو انہوں نے کہا: الحمد لله! حضور نبی اکرم ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی محبت، آپ ﷺ پر صلوۃ وسلام، آپ ﷺ کی دعا و شفاعت اور اسی طرح آپ ﷺ کے افعال اور حضور نبی اکرم ﷺ کے حق میں بندوں کے وہ احکام جو ان پر واجب قرار دیے گئے ہیں، کو وسیلہ بنانا باتفاق المسلمین مشروع ہے۔‘‘

علامہ ابن تیمیہ مزید بیان کرتے ہیں:

’’اور صحابہ کرام ﷺ آپ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ میں آپ ﷺ سے توسُّل کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے وصالِ مبارک کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس ﷺ سے بھی توسُّل کیا (۲) جس طرح وہ آپ ﷺ سے

---

(۱) ابن تيمية، الفتاوى الكبرى، ۱: ۱۴۰

(۲) بخاری، الصحيح، أبواب الإستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ۱: ۳۴۲، رقم: ۹۶۳

توسُّل کیا کرتے تھے۔‘‘(۱)

شیخ ابن تیمیہ مزید لکھتے ہیں:

فنقول: قول السّائل لله تعالیٰ: أسألك بحقّ فلان وفلان من الملائكة والأنبياء والصّالحين وغيرهم أو بجاه فلان أو بحرمة فلان يقتضى أن هَؤلاء لهم عند الله جاه وهَذا صحيح فان هَؤلاء لهم عند الله منزلة وجاه وحرمة يقتضى أن يرفع الله درجاتهم ويعظّم أقدارهم ويقبل شفاعتهم إذا شفعوا، مع أنه ﷻ قال: من ذا الذى يشفع عنده إلا بإذنه. (۲)

’’ہم یہ کہتے ہیں کہ جب اللہ ﷯ سے دعا کرنے والا یہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے فلاں کے حق اور فلاں فرشتے، انبیاء اور صالحین وغیرہم کے حق میں سوال کرتا ہوں یا فلاں کی حرمت اور فلاں کی وجاہت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں، اس دعا کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے نزدیک ان مقربین کی وجاہت ہو، اور یہ دعا صحیح ہے۔ کیوں کہ اللہ ﷻ کے نزدیک ان مقربین کی وجاہت اور حرمت ہے جس کا یہ تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی قدر افزائی کرے اور جب یہ شفاعت کریں تو ان کی شفاعت قبول کرے، حالانکہ اللہ ﷻ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کون اس سے شفاعت کر سکتا ہے۔‘‘

علامہ ابن تیمیہ حدیثِ توسل - **يا محمد إني أتوجه بك إلى ربك في حاجتي** - کی شرح میں بیان کرتے ہیں:

---

(۱) ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، ۱: ۱۴۰

(۲) ابن تيمية، مجموع فتاوى، ۱: ۲۱۱

وكذلك ممّا يشرع التوسّل به ﷺ في الدّعاء كما في الحديث أنّ النبي ﷺ علّم شخصاً أن يقول: اللّهم، إنّي أسألك وأتوجه إليك بنبيّك محمد ﷺ نبيّ الرحمة، يا محمد، إني أتوجّه بك إلى ربّك في حاجتي ليقضيها فشفعه فيّ. [1] وقال في موضع آخر: وأما التوسّل بالنبي ﷺ ففيه حديث في السنن: أن أعرابياً أتى النبيّ ﷺ فقال: يارسول الله، إني أصبت في بصري فادع الله لي، فقال له النبيّ ﷺ: توضّأ وصل ركعتين ثم قل: اللّهم، أسألك وأتوجّه إليك بنبيّك محمد. يا محمد إنّي أشفع بك في ردّ بصري. اللّهم، شفع نبيك فيّ، وقال: فإن كانت لك حاجة فمثل ذلك، فردّ الله بصره. [2]

علامہ ابن تیمیہ واسطۂ رسالت کے حوالے سے الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں لکھتے ہیں:

وبالجملة فينبغى للعاقل أن يعلم أن قيام دين الله فى الأرض إنّما هو بواسطة المرسلين صلوٰة الله وسلامه عليهم أجمعين، فلولا الرسل لما عُبِد الله وَحْدَه لا شريك لهُ ولما عَلِم الناس أكثر ما يستحقه سبحانه من الأسماء الحسنٰى والصفات العلى، ولا كانت له شريعة فى الأرض. [3]

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح،أبواب الدعوات، باب ما جاء فی دعاء الضيف، ۵: ۵۶۹، رقم: ۳۵۷۸

(۲) مانع الحميرى، التأمُّل في حقيقة التوسل: ۳۲۲

(۳) ابن تیمیة، الصارم المسلول على شاتم الرسول: ۲۴۹

''خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ایک صاحب عقل وخرد شخص کو معلوم ہونا چاہیے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے دین کا قیام صرف رسولوں کے واسطہ ہی سے ہے۔ اگر رسول نہ آتے تو اللہ وحدہٗ لا شریک کی عبادت نہ کی جاتی اور نہ ہی لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا کیا ہیں جن کا وہ مستحق ہے اور نہ ہی اس کی شریعت زمین پر قائم ہوتی۔''

۳۹۔ علامہ احمد بن عبد الطیف الشرجی الحنفی (۳۵ےھ)

علامہ شرجی (۱) نے لکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ چار رکعت اس طریق سے پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص دس مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص بیس مرتبہ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص، تیس مرتبہ چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص چالیس مرتبہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس طرح دعا مانگے تو اس کی دعا قبول ہوگی:

اَللّٰهُمَ، بِنُوْرِكَ وَجَلَالِكَ وَبِحَقِّ هَذا الاسم الأعظم وبحق نبيّكَ محمد ﷺ اَسْأَلُكَ أَنْ تقضى حاجتى وتبلغنى سوئى. (۲)

''اے اللہ میں تیری بارگاہ میں تیرے نور، تیرے جلال، اس اسمِ اعظم اور تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو میری حاجت کو پورا فرما دے اور میرے مقصود کو قریب کر دے۔''

---

(۱) علامہ شرجیؒ ان اکابر علماء میں سے ہیں جو نواب صدیق حسن خاں بھوپالی جیسے غیر مقلدین کے نزدیک بھی مستند ہیں۔ بھوپالی صاحب نے اپنی کتاب الدار والدواء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(۲) کتاب الفوائد فی الصلاۃ و العوائد: ۷۹

۴۰۔ امام ابن الحاج الفاسی (۷۳۷ھ)

امام ابن الحاج الفاسیؒ کا شمار اگرچہ علماء متشدّ دین میں ہوتا ہے اس کے باوجود وہ اپنی کتاب المدخل میں آدابِ زیارت اور آپ ﷺ سے توسل و استعانت کے بارے میں شرح و بسط سے بیان کرتے ہیں۔ذیل میں ان کی کتاب سے چند اِقتباسات درج کیے جاتے ہیں:

ثم يتوسّل بأهل تلك المقابر أعنى بالصّالحين منهم فى قضاء حوائجه و مغفرة ذنوبه ثم يدعوا لنفسه ولوالديه ولمشائخه ولأقاربه ولأهل تلك المقابر ولأموات المسلمين ولأحيائهم و ذريتهم إلى يوم الدّين ولمن غاب عنه من إخوانه و يجأر إلى الله تعالى بالدّعاء عندهم و بكثر التوسّل بهم إلى الله تعالى لأنّه سبحانه إجتباهم وشرّفهم وكرّمهم فكما نفع بهم فى الدّنيا ففى الآخرة أكثر فمن أراد حاجة فليذهب إليهم و يتوسّل بهم فإنّهم الواسطة بين الله تعالى و خلقه.

وقد تقرر فى الشّرع و علم ما لله تعالى بهم من الاعتناء و ذلك كثير مشهور، وما زال النّاس من العلماء والأكابر كابرًا عن كابر مشرقا ومغربا يتبرّكون بزيارة قبورهم ويجدون بركة ذلك حسًا و معنى.(۱)

''پھر اپنی حاجتوں کے برآنے اور گناہوں کی مغفرت میں اَولیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے۔ پھر اپنے لیے، والدین، مشائخ اور اَقرباء کے لیے ان اہلِ قبور

(۱) ابن الحاج، المدخل، ۱: ۲۴۹

کے لیے اور زندہ و مردہ عام مسلمانوں اور قیامت تک آنے والی ان کی اولادوں کے لیے اور جو بھائی غائب ہیں، ان سب کے لیے دعا کرے۔اور ان اولیاء کرام کے پاس کھڑا ہوکر عاجزانہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور کثرت سے ان کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ اللہ ﷻ نے انہیں منتخب فرما لیا اور انہیں شرافت و کرامت سے نوازا ہے۔ جس طرح دنیا میں ان کے ذریعے نفع عطا فرمایا ہے، آخرت میں اس سے بھی زیادہ نفع ہے۔ جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے، تو وہ ان حضرات کے پاس جائے اور ان کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔

’’شریعت میں ثابت اور معلوم ہے کہ اللہ جل جلالہ ان حضرات کی کتنی عزت افزائی فرماتا ہے۔ یہ امر بکثرت ہے اور مشہور ہے کہ علمائے مشرق ومغرب کے عظیم اکابر مزارات اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں اور حسی اور معنوی طور پر اس کی برکت پاتے رہے ہیں۔‘‘

اِمام ابن الحاج الفاسی شیخ امام ابو عبداللّٰہ بن النعمان رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اولیاء کرام کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا ہمارے علماء محققین، ائمہ دین کا معمول ہے۔ شیخ امام ابوعبداللہ بن النعمان رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

تحقق لذوی البصائر والاعتبار أن زيارة قبور الصّالحين محبوبة لأجل التبرّك مع الاعتبار فإنّ بركة الصّالحين جارية بعد مماتهم كما كانت فی حياتهم والدعاء عند قبور الصّالحين والتشفّع بهم معمول به عند علمائنا المحققين من أئمة الدّين.(۱)

(۱) ابن الحاج، المدخل، ۱: ۲۴۹

''اربابِ بصیرت و اعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیائے کرام کے مزارات کی زیارت برکت اور عبرت حاصل کرنے کے لیے محبوب ہے، کیونکہ اولیائے کرام کی برکت ان کی (ظاہری) زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری ہے، اولیائے کرام کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا ہمارے علماء محققین، ائمہ دین کا معمول ہے۔''

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اپنی حاجتوں کے برآنے اور گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں انبیائے کرام علیہم السلام کا وسیلہ پیش کرے۔ان کی بدولت امداد کی درخواست کرے اور اپنی حاجتیں ان سے طلب کرے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے دعا مقبول ہوگی۔ وہ فرماتے ہیں:

وأما عظيم جناب الأنبياء والرّسل صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين فيأتى إليهم الزائر ويتعين عليه قصدهم من الأماكن البعيدة، فإذا جاء إليهم فليتصف بالذل والانكسار والمسكنة والفقر والحاجة والاضطرار والخضوع، ويحضر قلبه و خاطره إليهم و إلى مشاهدتهم بعين قلبه لا بعين بصره، لأنّهم لايبلون ولا يتغيرون ثم يثنى على الله تعالى بما هو أهله، ثم يصلّى عليهم و يرضى عن أصحابهم ثم يترحّم على التابعين لهم بإحسان إلى يوم الدّين ثم يتوسّل إلى الله تعالى بهم فى قضاء مآربه و مغفرة ذنوبه و يستغيث بهم و يطلب حوائجه منهم و يجزم الإجابة ببركتهم و يقوى حسن ظنّه فى ذلك فإنّهم باب الله المفتوح.

وجرت سنته سبحانه وتعالى فى قضاء الحوائج على أيديهم وبسببهم ومن عجز عن الوصول إليهم فليرسل بالسلام عليهم و يذكر ما

يحتاج إليه من حوائجه و مغفرة ذنوبه و سر عيوبه إلى غير ذلك فإنّهم السادات الكرام، والكرام لا يردّون من سألهم ولا من توسّل بهم ولا من قصدهم ولا من لجأً إليهم. (١)

”زائر انبیاء و رُسل علیہم السلام کی عظیم بارگاہ میں حاضر ہو اور اس پر لازم ہے کہ دور دراز سے ان کا قصد کرے۔ جب ان کی بارگاہ میں حاضر ہو تو عاجزی، انکساری، فقر و فاقہ، حاجت و اضطرار اور فروتنی سے متصف ہو۔ اپنے دل اور خیال کو ان کی بارگاہ میں حاضر کرے اور سر کی آنکھ سے نہیں، دل کی آنکھ سے ان کی زیارت کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ میں بوسیدگی اور تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد و ثناء کرے، انبیائے کرام پر درود بھیجے، ان کے اصحاب کے لیے رضائے الٰہی کی دعا کرے اور قیامت تک اصحاب کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لیے دعائے رحمت کرے۔ پھر اپنی حاجتوں کے برآنے اور گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیائے کرام کا وسیلہ پیش کرے، ان کی بدولت امداد کی درخواست کرے اور اپنی حاجتیں ان سے طلب کرے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے دعا مقبول ہو گی اور اس سلسلے میں تمام تر حسن ظن سے کام لے، کیونکہ یہ حضرات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں۔

”اللہ عزوجل کی عادت کریمہ یہ رہی ہے کہ وہ ان کے سبب اور ان کے ہاتھوں پر حاجتیں بر لاتا ہے۔ جو شخص ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے، وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجتوں اور گناہوں کی مغفرت اور عیوب کی پوشیدگی وغیرہ کا ذکر کرے۔ کیونکہ یہ حضرات سادات کرام ہیں اور کریم حضرات سوال کرنے والے، وسیلہ پکڑنے والے، قصد کرنے اور پناہ لینے کو رد نہیں کرتے۔“

(١) ابن الحاج، المدخل، ١: ٢٥١، ٢٥٢

حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل اور اس کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

وأما فی زیارة سیّد الأولین والآخرین صلوات الله علیه وسلامه فکلّ ما ذکر یزید علیه أضعافه، أعنی فی الانکسار والذل والمسکنة لأنه الشافع المشفع الذی لا ترد شفاعته ولا یخیب من قصده ولا من نزل بساحته ولا من استعان أو استغاث به إذ أنّه علیه الصلوة والسلام قطب دائرة الکمال وعروس مملکتالله. (۱)

''حضور سید الاولین والآخرین ﷺ کی زیارت میں عاجزی، انکساری اور مسکنت میں کئی گنا اضافہ کرے۔ آپ ﷺ وہ مقبول الشفاعت شفیع ہیں جن کی شفاعت رد نہیں کی جاتی۔ آپ کا قصد کرنے والا، آپ کے دربار میں حاضر ہونے والا اور آپ سے استعانت و استغاثہ کرنے والا محروم نہیں لوٹایا جاتا، کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ دائرہ کمال کے قطب اور ملک الٰہی کے دولہا ہیں''

مزید فرماتے ہیں کہ مشاہدہ و آثار اس امر پر شاہد ہیں کہ آپ ﷺ سے توسل و استمداد کرنے والا کبھی محروم نہیں کیا جاتا۔ لکھتے ہیں:

فمن توسّل به أو استغاث به أو طلب حوائجه منه فلا یردّ ولا یخیب لما شهدت به المعاینة والآثار ویحتاج إلی الأدب الکلی فی زیارته علیه الصلوة والسلام وقد قال علماءنا رحمة الله علیهم إنّ الزائر یشعر نفسه بأنّه واقف بین یدیه علیه الصلوة والسّلام کما هو فی حیاته إذ لا فرق بین موته وحیاته أعنی فی

(۱) ابن الحاج، المدخل، ۱: ۲۵۲

مشاهدته لأمته، معرفته بأحوالهم ونيّاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلی لا خفاء فيه. (۱)

’’جو شخص آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑتا ہے۔ آپ ﷺ کے ذریعے مدد طلب کرتا ہے یا اپنی حاجتیں طلب کرتا ہے، وہ محروم نہیں کیا جاتا۔ مشاہدہ اور آثار اس پر شاہد ہیں۔ آپ ﷺ کی زیارت میں کامل اَدب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماءؒ فرماتے ہیں کہ زائر یوں محسوس کرے کہ میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوں جیسے کہ آپ کی حیات ظاہری میں تھا، کیونکہ آپ کی موت اور حیات میں فرق نہیں ہے۔ آپ ﷺ اُمت کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور ان کے احوال، نیتوں، ارادوں اور خیالات کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور یہ آپ ﷺ کے نزدیک ظاہر ہے، اس میں کوئی اِخفا نہیں ہے۔‘‘

۴۱۔ امام خازن الشافعی (۷۴۱ھ)

امام خازنؒ آٹھویں صدی ھجری کے عظیم مفسر ہیں۔ وہ اپنی تفسیر **لباب التأویل فی معانی التنزیل** میں زیرِ آیت -**فَاَنسَاهُ الشَّیطٰنُ**(۲) بیان کرتے ہیں کہ مصائب و آلام کے وقت اللہ کی مخلوق سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

الإِستِعَانَةُ بِالمَخلوقِ فِی دَفعِ الضَّرَرِ جَائز.(۳)

---

(۱) ابن الحاج، المدخل، ۱: ۲۵۲

(۲) یوسف، ۱۲: ۴۲

(۳) خازن، لباب التأویل فی معانی التنزیل، ۱: ۲۱

''دکھ اور تکلیف دور کرنے کے لیے اللہ کی مخلوق سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔''

۴۲۔ علامہ ابن قیم جوزیہ (۷۵۱ھ)

علامہ ابن قیم جوزیہ علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد تھے۔ آپ ایک عظیم حنبلی فقیہ ہیں۔ آپ اپنی کتاب **طریق الهجرتین وباب السعادتین** میں انبیاء علیہم السلام کو واسطہ اور وسیلہ قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

ويكفي في فضلهم (أي: الأنبياء) وشرفهم أن الله سبحانه وتعالى اختصّهم بوحيه، وجعلهم أمناء على رسالته، وواسطة بينه وبين عباده وخصّهم بأنواع كراماته، فمنهم من اتّخذه خليلًا، ومنهم من كلّمه تكليماً، ومنهم من رفعه مكاناً عليّاً على سائرهم درجات، ولم يجعل لعباده وصولًا إليه إلا من طريقهم، ولا دخولًا إلى جنّته إلا خلفهم، ولم يكرم أحداً منهم بكرامة إلا على أيديهم، فهم أقرب الخلق إليه وسيلة، وأرفعهم عنده درجة، وأحبّهم إليه، وأكرمهم عليه، وبالجملة فخير الدنيا والآخرة إنّما ناله العباد على أيديهم، وبهم عرف الله، وبهم عبد وأطيع، وبهم حصلت محابه تعالى في الأرض.(۱)

''انبیاء علیہم السلام کے فضل و شرف کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں اپنی وحی کے ساتھ مختص کیا ہے، اپنی رسالت کے ساتھ امین بنایا ہے، اور

(۱) ابن قیم، طریق الهجرتین و باب السّعادتین، ۱: ۵۱۵

اِنہیں اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان واسطہ بنایا ہے۔ انہیں اپنی انواع و اقسام کی کرامات کے ساتھ خاص کیا ہے پس ان میں سے وہ بھی ہے جسے اللہ نے اپنا خلیل بنایا ہے اور ان میں سے وہ بھی ہے جس کے ساتھ اللہ عزوجل ہمکلام ہوا ہے اور ان میں سے وہ بھی ہے جسے اللہ جل جلالہ نے ان سب پر درجات کے اعتبار سے بلند مقام سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے اپنے تک پہنچنے کا سوائے ان کے کوئی راستہ نہیں بنایا اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہو سکتے ہیں مگر ان کے پیچھے چل کر۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو اپنی عزت و تکریم سے نہیں نوازتا مگر ان (انبیاء کرام) کے ہاتھوں، اور وہ وسیلہ کے اعتبار سے تمام مخلوق سے بڑھ کر اس کی بارگاہ میں قرب والے ہیں اور اس کے ہاں درجہ کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر ہیں۔ وہ سب سے زیادہ اس کو محبوب اور سب سے زیادہ معزز ہیں۔ المختصر یہ کہ لوگوں نے دنیا و آخرت کی خیرات ان کے ہاتھوں حاصل کی ہے اور انہی کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جانا گیا اور انہی کے ذریعہ اس کی عبادت اور اطاعت ہوئی اور انہی کے ذریعے اس دنیا پر اللہ تعالیٰ کی محبتوں کا حصول ممکن ہوا۔''

علامہ ابن قیم اپنی کتاب زاد المعاد فی هدی خير العباد میں لکھتے ہیں:

لا سبيل إلى السعادة والفلاح لا فی الدنيا ولا فی الآخرة إلا على أيدی الرّسل ولا ينال رضاء الله البتة إلا على أيديهم.(۱)

''دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح رُسل گرامی کے ہاتھوں ہی مل سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کی بدولت میسر آسکتی ہے۔''

علامۃ ابن قیم هداية الحيارى فی أجوبة اليهود والنصارى (الجامع

(۱) ابن القيم، زاد المعاد فی هدی خير العباد، ۱: ۲۸

الفرید) میں لکھتے ہیں:

عن ابن عباس رضي الله عنهما كانت يهود خيبر تقاتل غطفان فلما إلتقوا هزمت يهود خيبر فعادت اليهود بهذا الدّعاء فقالت: اللهم! إنا نسألك بحق محمد النبی الأمی الذی و عدتنا أن تخرجه لنا فی آخر الزمان إلا نصرتنا عليهم، قال فكانوا إذا التقوا دعوا بهذا الدعاء فهزموا غطفان فلما بعث النبیﷺ كفروا به فأنزل الله ﷻ ﴿وَكَانُوا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُونَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ﴾[۱] يعنى بك يا محمد.[۲]

''خیبر کے یہودی غطفان قبیلے سے برسر پیکار رہا کرتے تھے۔ جب دونوں کا آمنا سامنا ہوا تو یہودی شکست کھا گئے۔ پھر انہوں نے یہ دعا پڑھتے ہوئے دوبارہ حملہ کیا: **اللّهم إنّا نسألك بحقّ محمد النّبى الأمى الّذى وعدتّنا أن تخرجه لنا فی آخر الزمان إلا نصرتنا عليهم** ''(الٰہی!) اگر قبیلہ

(۱) القرآن، البقرة، ۲: ۸۹

(۲) ۱۔ ابن قیم، ہدایة الحیاری فی أجوبة الیہود والنصاری (الجامع الفرید): ۴۹۳

۲۔ فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۳

۳۔ نسفی، مدارك التنزیل و حقائق التأویل، ۱: ۶۷

۴۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱: ۳۲۵

۵۔ قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۲: ۲۷

۶۔ رازی، التفسیر الکبیر، ۳: ۱۸۰

۷۔ زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۱: ۱۶۴

غطفان پر تو نے ہماری مدد و نصرت نہ فرمائی تو ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس نبی اُمی ﷺ کے وسیلہ سے جنہیں تو نے آخری زمانہ میں ہمارے لیے بھیجنے کا ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔‘‘ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بھی وہ دشمن کے سامنے آئے تو انہوں نے یہی دعا پڑھی اور غطفان (قبیلہ) کو شکست دی۔ لیکن جب حضور نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے (آپ ﷺ کا) انکار کیا۔ اس پر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ’’حالانکہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ اور ان پر اترنے والی کتاب قرآن کے وسیلے سے) کافروں پر فتحیابی (کی دعا) مانگتے تھے۔‘‘ یعنی اے محمد! آپ کے وسیلہ سے (فتح کی دعا مانگا کرتے تھے)۔‘‘

۴۳۔ اِمام تقی الدین السبکی (۷۵۶ھ)

علامہ تقی الدین سبکی نے شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام میں بالتفصیل توسُّل کے جواز پر بحث کی ہے اور بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل، اِستعانت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست جائز اور مستحسن ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

اعلم أنّه يجوز ويحسن التوسّل والاستعانة والتشفّع بالنّبيّ ﷺ إلى ربّه سبحانه وتعالى، وجواز ذاك وحسنه من الأمور المعلومة لكلّ ذي دين، المعروف من فعل الأنبياء والمرسلين، وسيرة السّلف الصّالحين والعلماء.(۱)

(۱) سبکی، شفاء السقام في زيارة خير الأنام: ۱۶۱

’’(اے طالبِ حق!) تو جان لے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل، اِستعانت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست جائز اور مستحسن ہے۔ اس کا جواز اور حسن اُن اُمور میں سے ہے جو ہر مومن کو معلوم ہے اور اَنبیاء و مرسلین، سلف صالحین، علماء اور عامۃ المسلمین کا طریقہ ہے۔‘‘

علامہ سبکیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل ہر حال میں جائز ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

وأقول: إنّ التوسّل بالنّبيّ ﷺ جائز في كل حال، قبل خلقه وبعد خلقه، في مدة حياته في الدّنيا وبعد موته في مدّة البرزخ، وبعد البعث في عرصات القيامة والجنّة.(۱)

’’اور میں یہ کہتا ہوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل، آپکی تخلیق سے قبل اور تخلیق کے بعد، آپ کی دنیوی زندگی میں اور وصال کے بعد برزخی زندگی میں، اور موت کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے یعنی قیامِ قیامت اور دخولِ جنت کے وقت، ہر حال میں جائز ہے۔‘‘

علامہ تقی الدین سبکیؒ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے طلبِ باراں والی روایت کے ذیل میں صالحین سے توسُّل کے جواز پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكذالك يجوزُ مثل هذا، التوسّل بِسائرِ الصالحينَ، و هذا شئ لا ينكر مسلم، بل مُتَدَيِّن بملةٍ من الملِلِ.(۲)

’’اور اسی طرح اس (واقعہ) سے تمام صالحین سے توسُّل کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اِس کا مسلمان اِنکار نہیں کرتے بلکہ سابقہ امتوں میں سے کسی بھی دین دار امت نے اس کا انکار نہیں کیا۔‘‘

---

(۱) سبکی، شفاء السقام في زيارة خير الأنام: ۱۶۱

(۲) سبکی، شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام: ۱۲۸

۴۴۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر (۷۷۴ھ)

اِمام ابن کثیرؒ نے تفسیر القرآن العظیم میں سورۃ النساء کی آیت وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّاباً رَّحِيْماً[۱] کی تفسیر میں مسئلہ توسُّل کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے عتبی کی روایت پر کوئی اعتراض نہیں کیا جس میں ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے روضۂ مبارک پر شفاعت کی درخواست لے کر آیا تھا۔ حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يُرشِد ﷻ العصاة والمذنبين إذا وقع منهم الخطاء والعصيان أن يأتوا إلى الرسول ﷺ، فيستغفروا الله عنده ويسألوه أن يغفرلهم فإنّهم إذا فعلوا ذالك تاب الله عليهم ورحمهم وغفرلهم، و لهذا قال: ﴿لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ وقد ذكر جماعة منهم الشيخ أبو منصور الصباغ فى كتابه الشّامل الحكاية المشهورة عن العتبى، قال: كنتُ جالسًا عند قبر النبى ﷺ فجاء أعرابى، فقال: السّلام عليك يا رسول الله! سمعتُ يقول: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْآ أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾[۱] وقد جئتك مستغفراً لذنبى مستشفعًا بك إلى ربى. ثم أنشأ يقولُ:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْآكَمُ
نَفْسِى الْفِدَآءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَ فِيْهِ الْجُوْدُ وَ الْكَرَمُ

(۱) النساء، ۴: ۶۴

ثم انصرف الأعرابی فغلبتنی عینی، فرأیت النبیﷺ فی النوم، فقال: یا عتبی الحق الأعرابی، فبشّره أنّ اللہ قد غفرله. [1]

''(اِس آیتِ کریمہ میں) اللہ عزّوجلّ عاصیوں اور خطا کاروں کو ارشاد فرماتا ہے کہ جب اِن سے گناہ سرزد ہو جائیں تو انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر خدا تعالیٰ سے اِستغفار کرنا چاہیے اور خود رسول ﷺ سے بھی عرض کرنا چاہیے کہ آپ ہمارے لئے دعا کیجئے۔ جب وہ ایسا کرینگے تو یقیناً اللہ عزّوجلّ ان کی طرف رجوع فرمائے گا۔ انہیں بخش دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا۔ ابو منصور صباغ نے اپنی کتاب میں جس میں مشہور قصے لکھے ہیں، ذکر کیا ہے کہ عتبی کا بیان ہے: ''میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تربتِ مبارکہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اُس نے کہا **السلام علیکم یا رسول اللہ!** میں نے قرآن کریم کی آیت ﴿اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اوراللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان

(۱) ۱۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۵۱۹

اعرابی کا مذکورہ بالا مشہور واقعہ درج ذیل کتب میں بھی بیان کیا گیا ہے:

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۹۵، ۴۹۶، رقم: ۴۱۷۸

۳۔ابن قدامة، المغنی، ۳: ۵۵۷

۴۔ نووی، کتاب الأذکار: ۹۲، ۹۳

۵۔ ابن عساکر، تاریخ ابن عساکر بحوالہ شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام: ۴۶

۶۔ ہیتمی، الجوہر المنظم: ۵۱

پاتے ﷺ سنی اور آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ کے سامنے اپنے گناہوں کا استغفار کروں اور آپ کی شفاعت طلب کروں۔''

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

(جن جن کی ہڈیاں میدانوں میں دفن کی گئی ہیں اور ان کی خوشبو سے وہ میدان اور ٹیلے مہک اُٹھے ہیں، اے ان تمام میں سے بہترین ہستی ! میری جان اس قبر پر سے صدقے ہو جس کا ساکن تو ہے جس میں پارسائی اور سخاوت اور کرم ہے۔)

پھر اعرابی تو لوٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی، میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: عتبی ! جا، اس اعرابی کو خوش خبری سنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے گناہ معاف فرما دیئے۔''

امام ابن کثیرؒ نے **البداية والنهاية** میں حضرت آدم علیہ السلام کا حضور نبی اکرم ﷺ کو وسیلہ بنانے کا واقعہ ذکر کیا ہے اور اس روایت کے موضوع وغیرہ ہونے کا کوئی حکم نہیں لگایا[1] انہوں نے **البداية والنهاية** میں اس آدمی کا واقعہ بھی بیان کیا ہے جو نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر آ کر بارش کے لیے آپ ﷺ کو وسیلہ بناتا ہے، اور اس روایت کو صحیح کہا ہے۔[2] اس کے علاوہ اسی کتاب میں انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جنگ یمامہ میں مسلمانوں کا جنگی نعرہ 'یَا مُحَمَّدَاہُ' (اے محمد! مدد فرمایئے) تھا۔[3]

امام ابن کثیرؒ **تفسير القرآن العظيم** میں بیان کرتے ہیں کہ یہود اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے توسل سے اللہ عزوجل سے مدد طلب کرتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

---

(۱) ابن كثير، البداية والنهاية، ۱: ۱۳۱

(۲) ابن كثير، البداية والنهاية، ۵: ۱۶۷

(۳) ابن كثير، البداية والنهاية، ۵: ۳۰

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أى و قد كانوا من قبل مجىء هذا الرسول ﷺ بهذا الكتاب يستنصرون بمجيئه على أعدائهم من المشركين إذا قاتلوهم يقولون: سيبعث نبى فى آخر الزمان. نقتلكم معه قتل عاد وإرم كما قال محمد بن إسحاق عن عاصم بن عمرو عن قتادة الأنصارى عن أشياخ منهم قال فينا والله وفيهم يعنى فى الأنصار و فى اليهود الذين كانوا جيرانهم. نزلت هذه القصة يعنى وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ(١) قالوا كنا قد علوناهم قهراً دهراً فى الجاهلية. و نحن أهل شرك و هم أهل كتاب. و هم يقولون: إن نبياً سيبعث الآن نتبعه قد أظل زمانه نقتلكم معه قتل عاد و إرم فلما بعث اللّٰه رسوله من قريش اتبعناه و كفروا به.(٢)

''حالانکہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ اور ان پر

(١) القرآن، البقرة، ٢:٨٩

(٢) ١۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ١:٢٥

٢۔ ابن قيم، هداية الحيارى فى أجوبة اليهود والنصارى (الجامع الفريد): ٤٩٣

٣۔ فيروز آبادى، تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ١٣

٤۔ نسفى، مدارك التنزيل و حقائق التأويل، ١:٦٧

٥۔ طبرى، جامع البيان فى تفسير القرآن، ١:٣٢٥

٦۔ قرطبى، الجامع لأحكام القرآن، ٢:٢٧

اُترنے والی کتاب قرآن کے وسیلے سے) کافروں پر فتحیابی (کی دعا) مانگتے تھے۔یعنی وہ(یہود) اِس رسول کو اس کتاب(یعنی قرآن) کے ساتھ آنے سے قبل اپنے مشرک دشمنوں پر آپ ﷺ کی آمد کے توسل سے مدد طلب کرتے تھے۔ جب کبھی یہودیوں اور عرب کے مشرکین کے درمیان لڑائی ہوتی تو یہود کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایک عظیم الشان پیغمبر تشریف لانے والے ہیں۔ پھر ہم اُس کے ساتھ مل کر تمھیں قومِ عاد وثمود کی طرح قتل کریں گے۔ محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت انصار اور یہود جو کہ ایک دوسرے کے ہمسائے تھے، کے بارے میں نازل ہوئی(ترجمہ:''اور جب ان کے پاس اﷲ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن) آئی جو اس کتاب (تورات) کی (اصلاً) تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس موجود تھی، حالانکہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ اور ان پر اترنے والی کتاب 'قرآن' کے وسیلے سے) کافروں پر فتحیابی (کی دعا) مانگتے تھے، سو جب ان کے پاس وہی نبی (حضرت محمد ﷺ اپنے اوپر نازل ہونے والی کتاب 'قرآن' کے ساتھ) تشریف لے آیا جسے وہ (پہلے ہی سے) پہچانتے تھے تو اسی کے منکر ہو گئے'')۔ انصار کہتے ہیں کہ ہم دورِ جاہلیت میں ان یہود پر قوت و طاقت میں غالب تھے۔ ہم مشرک تھے اور وہ اہلِ کتاب۔ وہ ہم سے کہا کرتے تھے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ نبی اُس بات کی تصدیق کرتا ہوا تشریف لائے گا جو ہم بیان کرتے ہیں۔ پھر ہم اُس کے ساتھ مل کر تمھیں قومِ عاد وثمود کی طرح قتل کریں گے۔ پھر جب اﷲ نے اپنا رسول قریش میں سے مبعوث فرمایا تو ہم نے اس کی اتباع کی جب کہ یہود نے اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیا''

اِمام ابن کثیرؒ البدایة والنهایه میں آیت وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ

يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ[۱] کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ابن جریر رحمہ اللہ نے اس تابوت کے بارے میں کہا ہے کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اس کی برکت اور وسیلہ سے ان کی مدد کی جاتی تھی۔ امام ابن کثیرؒ بیان کرتے ہیں:

وكانوا إذا قاتلوا أحدا من الأعداء يكون معهم تابوت ...... فكانوا ينصرون ببركته وبما جعل الله فيه من السكينة والبقية مما ترك آل موسی و آل هارون فلمّا كان في بعض حروبهم مع أهل غزة وعسقلان غلبوهم وقهروهم على أخذه فانتزعوه من أيديهم.[۲]

''جب وہ لوگ کسی دشمن سے قتال کرتے تو اس تابوت کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اس کی برکت سے اور جو سکینہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس تابوت میں آل موسیٰ و آل ہارون کی نشانیوں کی صورت میں رکھا تھا، کے وسیلہ سے ان کی مدد کی جاتی تھی۔ چنانچہ اس تابوت کو بعض جنگوں میں جو اہل غزہ وعسقلان سے ہوئیں اپنے ساتھ لے کر گئے۔ اہل غزہ وعسقلان ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے تابوت سکینہ کے حصول کے لیے ان پر سختی کی لہٰذا وہ تابوت ان کے ہاتھوں سے چھین لیا گیا۔''

امام ابن کثیرؒ بیان کرتے ہیں کہ عہد فاروقی میں ۱۸ھ میں شدید قحط واقع ہوا۔ اس سال کو عام الرمادۃ کہتے ہیں۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے ان کی قوم نے کہا کہ بکری ذبح کیجئے۔ فرمایا: بکریوں میں کچھ نہیں رہا، اصرار بڑھا تو انہوں نے بکری ذبح کی، جب اس کی کھال اتاری تو نیچے سے سرخ ہڈی نکلی یہ دیکھ کر حضرت بلال مزنی رضی اللہ عنہ نے فریاد کی:

''یا محمداہ! رات ہوئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(۱) البقرہ، ۲: ۲۴۸

(۲) ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۲: ۵

انہیں فرما رہے ہیں کہ تمہیں زندگی مبارک ہو۔"(۱)

جنگِ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی، جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ حالتِ جنگ میں ایک وقت نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے پاؤں اکھڑنے لگے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے، انہوں نے یہ حالت دیکھی:

نَادَى بِشِعَارِ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ شِعَارُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَا مُحَمَّدَاهُ.(۲)

"انہوں نے مسلمانوں کے شعار کے ساتھ ندا کی۔ اس دن مسلمانوں کی علامت تھی: يَا مُحَمَّدَاهُ۔"

۴۵۔ امام نور الدین ابوبکر ہیثمی (۸۰۷ھ)

اِمام ہیثمی **مجمع الزوائد و منبع الفوئد** میں شریح بن عبید سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابدال کے وسیلے سے اہلِ شام بارش سے سیراب کیے جاتے ہیں۔ دشمنوں پر فتح حاصل کرتے ہیں اور ان کے وسیلے سے عذاب ختم کیا جاتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

ذكر أهل الشّام عند على بن أبى طالب رضی اللہ عنہ و هو بالعراق، فقالوا: العنهم يا أمير المومنين، قال: لا إنّى سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول: الأبدال يكونون بالشام و هم أربعون رجلاً، كلما مات رجل، أبدل الله مكانه رجلا يسقى بهم الغيث و ينتصربهم على الأعداء، و يصرف عن أهل الشام بهم العذاب.(۳)

(۱) ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۷: ۹۱

(۲) ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۷: ۹۱

(۳) ۱۔ ہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوئد، ۱۰: ۶۲

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۲

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اہلِ شام کا ذکر کیا گیا۔ اس وقت آپ عراق میں تھے۔ لوگوں نے کہا: یا امیر المؤمنین! اہلِ شام پر آپ لعنت بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: شام میں چالیس ابدال ہونگے، ان میں سے جب بھی کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے کو ابدال بنادیتے ہیں۔ ان کی وجہ سے اہل شام بارش سے سیراب کیے جاتے ہیں، دشمنوں پر ان کو ابدال کے وسیلے سے فتح عطا کی جاتی اور اہل شام سے ان کے وسیلے سے عذاب ختم کیا جاتا ہے۔‘‘

حافظ نور الدین ابو بکر ہیثمیؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے مخلوق کی حاجت روائی فرماتا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

إن لله خلقًا خلقهم لحوائج الناس، تفزع الناس إليهم فی حوائجهم أولئك الآمنون من عذاب الله. (۱)

’’بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق کی حاجت روائی کیلئے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لے آتے ہیں۔ یہ کے وہ بندے ہیں جو عذابِ الٰہی سے مامون ہیں۔‘‘

امام ابو بکر ہیثمیؒ **مجمع الزوائد ومنبع الفوئد** میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا اور اپنے سے ما قبل انبیا علیہم السلام سے توسل کرنا بیان کیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

(۱) ہیثمی، مجمع الزوائد و منبع الفوئد، ۸: ۱۹۲

لما ماتت فاطمه بنت أسد بن هاشم أمّ عليؓ (إلى أن قال) فلما فرغ دخل رسول الله ﷺ فاضطجع فيه فقال الله الذی يحيی ويميت وهو حی لا يموت اغفر لأمی فاطمه بنت أسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخله بحق نبيك والأنبياء الذين من قبلی فإنّك أرحم الرّاحمين وكبّر عليها أربعاً وأدخلوها اللحد هو والعباس وأبو بكر الصديقؓ. (١)

’’حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی ؓ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی لحد کھودنے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ ان کی لحد میں لیٹ گئے۔ پھر فرمایا: اے اللہ ﷻ جو زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ خود ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات ہے، اسے موت نہیں آئے گی، (اے اللہ!) تو میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کو سوالات کے موقع پر جوابات تلقین فرمادے اور اپنے نبی (محمد ﷺ) اور ان انبیاء کے وسیلہ سے جو مجھ سے پہلے تھے، ان کی قبر کو وسیع فرمادے، بیشک تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ (اور پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے) چار مرتبہ تکبیر کہی (یعنی نمازِ جنازہ

---

(١) ١۔ ہیثمی، مجمع الزوائد و منبع الفوئد، ٩: ٢٥٧-٢٥٦
٢۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ٢٤: ٣٥١، رقم: ٨٧١
٣۔ طبرانی، المجعم الأوسط، ١: ٣-١٥٢، رقم: ١٩١
٤۔ أبو نعیم، حلیة الأولیاء، ٣: ١٢١
٥۔ ابن جوزی، العلل المتناہیة، ١: ٩-٢٦٨، رقم: ٤٣٣
٦۔ سمهودی، وفاء الوفا باخبار دار المصطفٰی ﷺ، ٣: ٨٩٩
٧۔ ألبانی، التوسل، أنواعه وأحكامه: ١٠٢

پڑھائی)، اور پھر آپ ﷺ نے، حضرت عباس اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے ان کو لحد میں اُتار دیا۔‘‘

۴۶۔ علامہ عبدالرحمٰن بن خلدونؒ (۸۰۸ھ)

اِمام احمد بن محمد المقری التلمسانیؒ اپنی کتاب **نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب** میں بیان کرتے ہیں کہ معروف مؤرّخ ابن خلدون اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور اپنی اِلتجا پیش کرنے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کو وسیلہ بناتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

يا سيّد الرّسل الكرم! ضراعة
تقضى منى نفسى وتذهب حوبي
هب لى شفاعتك الّتى أرجو بها
صفحاً جميلاً عن قبيح ذنوبى(۱)

(اے سرورِ رسولانِ کرام! اللہ ﷻ کے حضور ایک اِلتجا پیش کر دیجیے جو میری دلی مراد بر لائے اور میرے گناہ بخش دے۔ اپنی شفاعت سے نوازیئے۔ جس کے ذریعے مجھے اُمید ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ میرے بدترین گناہوں کو معاف فرما دے گا۔)

۴۷۔ علامہ شمس الدین محمد بن جزری الشافعی (۸۳۳ھ)

امام محمد بن جزریؒ **الحِصنُ الحَصِين** میں آدابِ دعا کے ذیل میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور اَنبیاء و صالحین کا وسیلہ پیش کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

(۱) مقری تلمسانی، نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب، ٦: ١٨٢

وتوسّل الى الله بأنبياء والصّالحين.(١)

”(سائل دعا کے وقت) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین کا وسیلہ پیش کرے۔“

شیخ ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) مذکورہ عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال المؤلف: وهو من المندوبات ففی صحيح البخاری فی الاستسقاء ...... حديث عمر: اللّهم، إنا كنّا نتوسّل إليك بنبيّنا ﷺ وتسقينا، وإنّا نتوسّل إليك بعمّ نبيّنا فاسقنا فيسقون(٢) ولحديث عثمان بن حنيف(٣) فی شان الأعمی. رواه الحاكم فی مستدركه علی الصحيح وقال: صحيح علی شرط الشيخين.(٤)

---

(١) جزری، الحِصنُ الحَصِين: ٣٤

(١) ١۔ بخاری، الصحيح، أبواب الإستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الإستسقاء إذا قحطوا، ١: ٣٤٢، رقم: ٩٦٣

٢۔ حاكم، المستدرك علی الصحيحين، ٣: ٣٣٤

٣۔ عينی، عمدة القاری شرح صحيح البخاری، ٧: ٣٠

٤۔ زرقانی، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، ١١: ١٥٢

(٢) ١۔ ابن ماجه، السنن، أبواب إقامة الصلاة، باب ما جاء فی صلاة الحاجة، ١: ٤٤١، رقم: ١٣٨٥

٢۔ أحمد بن حنبل، المسند، ٤: ١٣٨

٣۔ بيهقی، دلائل النبوة، ٦: ١٦٦، ١٦٧

(٣) حاكم، المستدرك، ١: ٧٠٧، رقم: ١٩٣٠

(٤) ملا علی قاری، الحرز الثّمين: ١٧٦

''مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ توسل کا یہ عمل مستحبات میں سے ہے۔ صحیح بخاری کے ابواب الإستسقاء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو (اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ) تو بارش نازل فرماتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا محترم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم پر بارش نازل فرما، پھر ان پر بارش ہو جاتی۔ اسی طرح نابینا صحابی کی حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کا ذکر ہے جس کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔''

امام محمد بن جزری رجالِ غیب سے مدد طلب کرنے کے حوالہ سے مزید فرماتے ہیں:

إذا انفلتت دابّة أحدكم فليناد: أعينوا يا عباد الله، رحمكم الله. وَإِنْ أَرَادَ عَونًا فَلْيَقُل: يَا عِبَادَ اللهِ، اَعِينُونِي، يَا عِبَادَ اللهِ، اَعِينُونِي، يَا عِبَادَ اللهِ! اَعِينُونِي. وقد جرّب ذالك. (۱)

''جب کسی آدمی کی سواری گم ہو جائے تو وہ ندا کرے: اے اللہ کے بندو! مدد کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اور جب مدد لینا چاہے تو کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اور یہ ایک آزمودہ بات ہے۔''

لفظ ''عباد اللّٰه'' کے ذیل میں ملا علی قاریؒ الحرز الثمین فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوِالْمُسْلِمُوْنَ مِنَ الْجِنِّ أَو رِجَالُ الْغَيْبِ الْمُسَمُّونَ بِأَبدَالٍ.(۲)

---

(۱) جزری، الحصن الحصین:۲۲

(۲) ملا علی قاری، الحرز الثمین: ۲۰۲

''یعنی عباد اللہ سے یا تو فرشتے یا مسلمان جنّ یا رِجالِ غیب یعنی اَبدال مراد ہیں۔''

پھر فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حسنٌ يَحتاجُ إِلَيْهِ الْمُسَافِرُوْنَ وَأَنَّهُ مُجَرَّبٌ.[1]

''یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس حدیث کی سخت ضرورت ہے اور یہ عمل مجرب ہے۔''

۴۸۔ شیخ الاسلام شہاب الدین رملی (۸۴۴ھ)

شیخ شہاب الدین رملی معروف شافعی فقیہ ہیں۔ آپ نے **شرح منهاج الوصول إلى علم الأُصول، شرح ملحة الإعراب،** اور **شرح صحيح البخارى** جیسی بلند پایہ کتب تصنیف کیں۔ حسن العدوی الحمزاوی نے **مشارق الأنوار** میں آپ کے عقیدہ سے متعلق لکھا ہے:

سئل شيخ الإسلام الرملى عمّا يقع من العامة عند الشّدائد ياشيخ فلان ونحو ذلك، فهل للمشائخ إغاثة بعد موتهم؟ فأجاب بأنّ الإستغاثة بالأولياء والأنبياء والصّالحين والعلماء جائزة، فإنّ لهم إغاثة بعد موتهم كحياتهم، فإنّ معجزات الأنبياء كرامة للأولياء.[2]

''شیخ الاسلام رملی سے پوچھا گیا کہ عوام الناس جو مصیبتوں کے وقت ''یا شیخ فلاں'' وغیرہ کہتے ہیں، کیا مشائخ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں؟ انہوں نے

---

(۱) ملا علی قاری، الحرز الثمین: ۲۰۲

(۲) حسن العدوی الحمزاوی، مشارق الأنوار: ۵۹

فرمایا: اولیاء، انبیاء، صالحین اور علماء سے استغاثہ جائز ہے کیونکہ وہ وصال کے بعد ویسے ہی امداد فرماتے ہیں جیسے اپنی حیات میں امداد فرماتے تھے، اس لیے کہ انبیاء کے معجزے اولیاء کی کرامتیں ہیں۔‘‘

۴۹۔ امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے **الإصابة فی تمییز الصحابة**[۱] اور **فتح الباری بشرح صحیح البخاری** میں اس آدمی کا واقعہ ذکر کیا ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ انور پر توسُّل کے لیے حاضر ہوا۔ حدیثِ عمر رضی اللہ عنہ **اللَّهمَّ إِنَّا كنّا نَتوسَّلُ إِليكَ بنبِّينا فتسقِينا، وَ إِنَّا نتوسَّلُ إِليكَ بعَمِّ نبيِّنا فاسقِنا. قال: فيُسقَونَ**[۲] کے ذیل میں امام بیہقی کے حوالے سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جاء رجل أعرابی إلی النّبيﷺ فقال: يا رسول الله، أتيناك وما لنا بعيريئط، ولا صبی يغط. ثم أنشده شعراً يقول فيه:

وليس لنا إلا إليك فرارنا
وأين فرار الناس إلا إلی الرسل[۳]

’’ایک اعرابی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوے درآنحالیکہ نہ ہمارے پاس کوئی اُونٹ تھا کہ جو دوڑتا ہوا آتا اور نہ کوئی بچہ تھا جو بلبلاتا ہوا آتا۔ پھر اُس نے یہ شعر پڑھا: ’’ہماری آپ کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں اور (ہدایت کے طالب) لوگ انبیا کے علاوہ بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں!‘‘

(۱) ابن حجر عسقلانی، الإصابة فی تمییز الصحابة، ۳: ۴۸۴
(۲) بخاری، الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب ذکر عباس بن عبد المطلب، ۳: ۱۳۶۰، رقم: ۳۵۰۷
(۳) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۲: ۴۹۵، ۴۹۶

علامہ ابن حجر عسقلانی اسی حدیث کے ذیل میں توسل بالنبی کا ایک اور واقعہ نقل کرتے ہوئے مصنف ابن أبی شیبۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

عن مالك الدار وكان خازن عمر ﷛. قال أصاب الناس قحط في زمن عمر فجاء رجل إلى قبر النبي ﷺ فقال: يا رسول الله! استسق لأمتك فإنّهم قد هلكوا، فأتى الرّجل في المنام. فقيل له: إئت عمر، فأقرئه السّلام وأخبره أنكم مسقيون. وقل له: عليك الكيس، عليك الكيس، فأتى عمر فأخبره فبكى عمر ثم قال: يا ربّ! لا آلو إلا ما عجزت عنه. (۱)

’’مالک دار جو حضرت عمر ﷛ کے خازن تھے، نے فرمایا: لوگ حضرت عمر ﷛ کے زمانے میں قحط میں مبتلا ہوگئے تو ایک شخص (حضرت بلال بن حارث ﷛) حضور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ انور پر حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی اُمت ہلاک ہوا چاہتی ہے، آپ اس کے لیے بارش کی دعا فرمائیں۔ اس صحابی کو خواب میں کہا گیا کہ عمر کو جا کر سلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ تمہیں بارش عطا کی جائے گی، اور یہ بھی کہو کہ (اُمورِ خلافت ادا کرنے میں مزید) بیدار مغزی سے کام لو۔ اس صحابی نے حضرت عمر ﷛ کو اطلاع دی، تو آپ رو پڑے، اور عرض کیا: اے میرے رب! جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے، میں اس میں کوتاہی نہیں کرتا۔‘‘

امام ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں کہ جب عہدِ فاروقی میں حضرت عباس ﷛ کو طلبِ باراں کے لیے اللہ ﷻ کے حضور وسیلہ بنایا گیا تو حضرت عباس ﷛ نے یہ دعا فرمائی:

---

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۲: ۴۹۵، ۴۹۶

اللّهم، إنّه لم ينزل بلاء إلا بذنب ولم يكشف إلا بتوبة، وقد توجّه القوم بی إلیك لمكانی من نبیّك، وهذه أیدینا إلیك بالذّنوب ونواصینا إلیك بالتّوبة فاسقنا الغیث. (۱)

’’اے اللہ! گناہ ہی کی وجہ سے بلاء (وتکلیف) نازل ہوتی ہے اور صرف توبہ ہی اس بلاء کو اٹھاتی ہے۔ لوگوں نے مجھے تیری بارگاہ میں اس تعلق کی وجہ سے جو میرا تیرے نبی ﷺ کے ساتھ ہے، وسیلہ بنایا ہے۔ ہمارے یہ ہاتھ گناہوں میں لتھڑے ہوئے تیرے سامنے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ جھکی ہوئی ہیں۔ پس ہم کو بارش عطا فرما دے۔‘‘

علامہ تقی الدین سبکی اس واقعہ کے تناظر میں صالحین سے توسُّل کے جواز پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكذالك یجوزُ مثل هذا، التوسّل بِسائرِ الصّالحینَ، وهذا شیء لا ینكر مسلم، بل مُتَدَیِّن بملّةٍ من المِللِ. (۲)

’’اور اسی طرح اس (واقعہ) سے تمام صالحین سے توسُّل کا جواز ثابت ہوتا ہے یہ ایسی چیز ہے جس کا نہ تو کسی مسلمان نے انکار کیا ہے اور نہ ہی سابقہ اُمتوں میں سے کسی اُمت کے دین دار شخص نے کیا ہے۔‘‘

امام ابن حجر عسقلانی مذکورہ روایت کے ذیل میں فتح الباری بشرح صحیح البخاری میں اہلِ خیر، صالحین اور اہلِ بیتِ نبوی کے وسیلہ سے شفاعت طلب کرنے کے اِستحباب پر مزید لکھتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۲: ۴۹۷
۲۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام: ۳۸
۳۔ زرقانی، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، ۱۱: ۱۵۲

(۲) سبکی، شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام: ۳۸

ويستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع بأهل الخير والصلاح وأهل بيت النبوة، وفيه فضل العباس وفضل عمر لتواضعه للعباس ومعرفته بحقه.(۱)

''حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے یہ نکتہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ اہلِ خیر، صالحین اور اہلِ بیتِ نبوی کے وسیلہ سے شفاعت طلب کرنا مستحب ہے۔ اس کے علاوہ اس واقعہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباسؓ کی تواضع کرنا اور ان کے مقام و مرتبہ کو پہچاننا بھی ثابت ہوتا ہے۔''

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی ''**المجموعة النبهانية**''میں نقل کرتے ہیں کہ علامہ ابن حجر عسقلانی بارگاہ رسالت میں اپنا منظوم کلام پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

يا سيدی يا رسول الله قد شرفت
قصائدی بمديح قد رصفا
مدحتك اليوم أرجو الفضل منك غدا
من الشفاعة فالحظنی بها طرفا
بكم توسل يرجو العفو عن زلل
من خوفه جفنه الهامی لقد ذرفا(۲)

(میرے آقا! اے اللہ کے رسول! آپ کی مدح میں کہے ہوئے میرے قصیدے شرافت والے ہو گئے ہیں۔ آج میں نے آپ کی نعت کہی اور کل مجھے آپ سے شفاعت کی امید ہے، وہاں مجھے بھی نظر میں رکھئے۔ بندہ گناہ گار نے آپ کا وسیلہ پکڑا ہے، اسے امید ہے کہ لغزشیں معاف فرمادی جائیں گی، خوف کے سبب اس کی پلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔)

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحيح البخاری، ۲: ۴۹۷

(۲) نبهانی، المجموعة النبهانية، ۲: ۳۹۱

۵۰۔ علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ)

علامہ بدر الدین عینی **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری** میں حضرت ابوطالب کے **قصیدۃ لامیۃ** کے اس شعر:

وأبیضُ یُسْتَسقَی الغمامُ بوجهِهِ
ثِمالُ الیَتَامیٰ عِصمةٌ لِلأرامِلِ

(وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرہ انور کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے فریادرس ہیں۔)

کی تشریح کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل کے جواز پر یوں رقم طراز ہیں:

أنّ معنی قول أبي طالب هذا في الحقيقة توسّل إلی اللہ ﷻ بنبيّه لأنّه حضر استسقاء عبد المطّلب و النّبيّ ﷺ معه فيکون استسقاء الناس الغمام في ذلك الوقت ببرکة وجهه الکريم. [1]

''حضرت ابوطالب کے قول کا معنی دراصل یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں اس کے نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کیا جائے کیونکہ آپ (یعنی ابو طالب) عبدالمطلب کے استسقاء کے وقت حاضر تھے اور حضور نبی کریم ﷺ بھی آپ کے ساتھ تھے تو لوگوں کا اس وقت بارش مانگنا آپ ﷺ کے کریم چہرہ کی برکت کے طفیل تھا۔''

قابلِ غور بات یہ ہے کہ یہ شعر سن کر حضور نبی اکرم ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک کھل اٹھا۔ اگر یہ شعر **یستسقی الغمام**

---

(۱) عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ۷: ۳۰

بوجهه کہنا حرام یا شرک ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس سے منع فرما دیتے اور اسے سن کر فرحت و اِنبساط کا اِظہار نہ کرتے۔

علامہ بدر الدین عینیؒ مزید نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو ان کے ساتھ منبر پر تشریف فرما تھے، ان الفاظ میں اللہ جل جلالہ کے حضور دعا کی:

اَللّٰهم، لم ينزل بلاء إلا بذنب ولم يكشف إلا بتوبة وقد توجّه بی القوم إليك لمكانی من نبيّك. (۱)

”اے اللہ! بلا گناہوں کے سبب ہی نازل ہوتی ہے اور توبہ ہی سے دور ہوتی ہے، یہ لوگ میرے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ میرا تعلق تیرے نبی سے ہے۔“

۵۱۔ امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ)

علامہ سیوطی نے حضرت آدم علیہ السلام کی حضور ﷺ سے توسُّل والی روایت **الدر المنثور فی التفسير بالمأثور** اور **الخصائص الكبرى** کے علاوہ **الرياض الأنيقة فی شرح أسماء خير الخليقة** میں بھی بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام سیوطی **الدر المنثور فی التفسير بالمأثور** میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ عینی، عمدة القاری شرح صحيح البخاری، ۷: ۳۲
۲۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری بشرح صحيح البخاری، ۲: ۴۹۷
۳۔ سبکی، شفاء السقام فی زيارة خير الأنام: ۱۲۸
۴۔ قسطلانی، المواهب اللدنية، ۴: ۲۷۷
۵۔ زرقانی، شرح الزرقانی على المواهب اللدنية، ۱۱: ۱۵۲

لمّا أذنب آدم بالذّنب الّذي أذنبه رفع رأسه إلى السّماء فقال: أسألك بحق محمد إلا غفرت لي فأوحى الله إليه ومن محمد؟ فقال: تبارك اسمك لما خلقتني رفعت رأسي إلى عرشك فإذا فيه مكتوب لا إله إلا الله محمد رسول الله فعلمت أنّه ليس أحد أعظم عندك قدراً ممّن جعلت اسمه مع اسمك فأوحى الله إليه: ياآدم! إنّه آخر النّبيّين من ذريتك ولولا هو ما خلقتك. (۱)

”جب حضرت آدم علیہ السلام سے (اجتہادی) خطاء ہوگئی تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اورعرض کیا: اے رب! اگر تو نے مجھے نہ بخشا تو میں تجھ سے بواسطہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سوال کرتا ہوں (کہ تو مجھے بخش دے) اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی اور فرمایا: اے آدم! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: اے بابرکت نام والے! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا تو میں نے سر اٹھا کر تیرے عرش کی طرف دیکھا تو عرش کے پایوں پر **لا إله الا الله محمد رسول الله** لکھا ہوا تھا، سو میں نے جان لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے مبارک نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے آدم (تم نے سچ کہا وہ مجھے

(۱) ۱۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۵۸
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبری، ۱:۶
۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۷۲، رقم: ۴۲۲۸
۴۔ بیہقی، دلائل النبوة، ۵: ۴۸۹
۵۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۶: ۳۱۴، رقم: ۶۵۰۲
۶۔ ابن جوزی، الوفاء بأحوال المصطفی: ۳۳

مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے) وہ تیری اولاد میں سے تمام انبیاء میں سے آخری نبی ہے اور اگر وہ (محمد ﷺ) نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔‘‘

علامہ سیوطیؒ آیت وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ[1] کے ذیل میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أنّ يهود كانوا يستفتحون على الأوس والخزرج برسول الله ﷺ قبل مبعثه فلمّا بعثه الله من العرب كفروا به و جحدوا ما كانوا يقولون فيه فقال لهم معاذ بن جبل و بشر بن البراء بن معرور أخو بني سلمة: يا معشر يهود، ا تّقوا الله و أسلموا فقد كنتم تستفتحون علينا بمحمد ﷺ و نحن أهل شرك و تخبروننا أنّه مبعوث وتصفونه لنا بصفته.[2]

’’یہود حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل اَوس اور خزرج پر فتح حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کے توسل سے دعائیں کرتے تھے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو خطۂ عرب سے مبعوث کیا تو اُنہوں نے (حسداً) آپ ﷺ کا

(۱) القرآن، البقرة، ۲: ۸۹

(۲) ۱۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۲۱۷

۲۔ فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۳

۳۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱: ۳۲۵

۴۔ آجرّی، کتاب الشریعة: ۴۴۶

۵۔ شربینی، تفسیر السراج المنیر، ۱: ۷۶

۶۔ نسفی، مدارك التنزیل و حقائق التاویل، ۱: ۶۷

۷۔ زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۱: ۱۶۴

اِنکار کر دیا اور اُس بات سے مکر گئے جس کا وہ خود اِقرار کرتے تھے۔ ان یہودیوں سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور بنوسلمہ کے بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے کہا: اے طبقۂ یہود! اللہ جل جلالہ سے ڈرو اور اِسلام قبول کر لو (وہ وقت یاد کرو) جب تم ہم پر فتحیابی کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے دعائیں کرتے تھے حالانکہ اس وقت ہم مشرک تھے اور تم ہمیں بتاتے تھے کہ وہ نبی عنقریب مبعوث ہوگا اور تم ہمیں اس کی صفات بیان کرتے تھے۔''

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ہی سے اِس روایت کو بعض الفاظ کے تغیر کے ساتھ اِمام سیوطیؒ یوں نقل کرتے ہیں:

كان يهود أهل المدينة قبل قدوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إذا قاتلوا من يليهم من مشركی العرب من أسد و غطفان و جُهَينة وعُذرَة يستفتحون عليهم و يستنصرون يدعون عليهم باسم نبی الله، فيقولون: اللّهم، ربنا، انصرنا عليهم باسم نبيّك و بكتابك الذی تنزّل عليه الّذی وعدتّنا أنك باعثه فی آخر الزّمان. (۱)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودِ مدینہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (اس دنیا میں) تشریف آوری سے قبل جب مشرکینِ عرب میں سے اَسد، غطفان، جہینہ اور عذرہ سے جنگ کرتے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے صدقے اس پر فتح و نصرت حاصل کرنے کی دعا کرتے، اور کہتے: اے اللہ، ہمارے رب! اپنے اس نبی کے اسم گرامی اور ان پر نازل ہونے والی کتاب کے وسیلے سے ہمیں نصرت عطا فرما، جن کی آخری زمانے میں بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔''

---

(۱) سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۱: ۸۸

۵۲۔ علامہ نور الدین علی بن احمد السمہودی (۹۱۱ھ)

علامہ نور الدین سمہودی اپنی کتاب **وفاء الوفا بأخبار دار المصطفٰی ﷺ** میں بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خود اپنے اور اپنے سے ماقبل انبیا کے وسیلہ سے فاطمہ بنت اسد (اُم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت طلب کی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

لمّا ماتت فاطمة بنت أسد، اُمّ علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ أمر رسول اللہ ﷺ بحفر قبرھا، ثم ضطجع فیه وقال:اللہ الذی یحي ویمیت وھو حیّ لا یموت، اِغفر لأمی فاطمة بنت أسد ووسّع علیھا مدخلھا بحقّ نبیك والأنبیاء الذین من قبلی فإنّك أرحم الرّحمین.(۱)

’’جب حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنھا وصال کر گئیں تو حضور سید عالم ﷺ نے (حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنھما اور ایک سیاہ فارم غلام کو) قبر کھودنے کا حکم دیا۔ پھر اس قبر میں لیٹ گئے اور یہ دعا مانگی: اللہ عزوجل زندگی اور موت دیتا ہے، وہ زندہ ہے، اس کے لیے موت نہیں، (اے اللہ) میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش

---

(۱) ۱۔ سمہودی، وفاء الوفا بأخبار دار المصطفٰی ﷺ، ۳: ۸۹۹
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد و منبع الفوئد، ۹: ۲۵۶، ۲۵۷
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۳۵۱، رقم: ۸۷۱
۴۔ أبو نعیم، حلیة الأولیاء، ۳: ۱۲۱
۵۔ ابن جوزی، العلل المتناھیة، ۱: ۹۔۲۶۸، رقم: ۴۳۳
۶۔ البانی، التوسل،أنواعه وأحکامه: ۱۰۲

دے۔ اپنے نبی اور مجھ سے پہلے نبیوں کے طفیل اس کی قبر کو وسیع فرما، بیشک تو سب سے بڑا رحم والا ہے۔‘‘

اس حدیث سے حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات اور اور دیگر انبیاء کے وصال کے بعد بارگاہ الٰہی میں وسیلہ پیش کرنا ثابت ہوتا ہے۔

علامہ نور الدین سمہودی (م ۹۱۱ھ) مزید فرماتے ہیں:

وقد يكون التوسل به ﷺ بطلب ذلك الأمر بمعنى أنه ﷺ قادر على التسبب فيه بسؤاله وشفاعته إلى ربّه فيعود إلى طلب دعائه وإن اختلفت العبارة ومنه قول القائل له أسألك مرافقتك في الجنّة[۱] ...... الحديث، ولا يقصد به إلا كونه ﷺ سببًا و شافعًا.[۲]

’’حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ ایک چیز آپ سے طلب کی جاتی ہے، مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ بارگاہ الٰہی میں دعا اور شفاعت کے ذریعے سبب بننے پر قادر ہیں، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ سے دعا کی درخواست کی، اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ اسی قسم سے صحابی (حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ) کی درخواست ہے: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ (میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کی درخواست کرتا ہوں)۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ آپ اس مقصد کے لیے سبب اور سفارش بنیں۔‘‘

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الصلاة، باب فضل السجود، ۱: ۳۵۳، رقم:۴۸۹

(۲) سمهودی، وفاء الوفا باخبار دار المصطفٰی ﷺ، ۴: ۱۳۷۴

۵۳۔ اِمام ابوالعباس شہاب الدین القَسطلانی (۹۱۱ھ)

اَحادیثِ مبارکہ میں اس امر کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء، اَولیاء اللہ اور مقربین کی برکت سے بارانِ رحمت ہوتی ہے اور مسلمانوں کو فتح و نصرت نصیب ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانی **المواهب اللدنية بالمنح المحمدية** میں ان کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

فإذا عرضت الحاجة من أمر العامّة ابتهل فيها: النقباء، ثم النجباء، ثم الأبدال، ثم الأخيار، ثم العمد، فإن أجيبوا و إلا ابتهل الغوث، فلا يتم مسألته حتى تجاب دعوتهُ.[1]

’’جب عام لوگ کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو سب سے پہلے نقباء دعا کرتے ہیں، پھر باری باری نجباء، ابدال، اخیار اور پھر عمد کی باری آتی ہے، اگر ان کی دعا قبول ہوجائے تو فبہا، وگرنہ غوث دعا کرتا ہے، اور مطالبہ ختم ہونے سے پہلے ہی اس کی دعا قبول کرلی جاتی ہے۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا اس پر خاص فضل وکرم ہے۔)‘‘

امام قَسطلانی **المواهب اللدنية** میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنی خطاء کی معافی طلب کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لما اقترف آدم الخطيئة، قال: يا ربّ، أسألك بحقّ محمد لما غفرت لی، فقال الله عزوجل: يا اٰدم! وكيف عرفت محمداً ولم

(۱) ۱۔ قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۲: ۴۲۶

۲۔ زرقانی، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، ۷: ۴۸۷

أخلقه؟ قال لأنّك يا ربّ، لمّا خلقتنی بیدك و نفخت فیّ من روحك رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله، فعلمت أنّك لم تضف الی إسمك الا احبّ الخلق إليك فقال الله ﷻ: صدقت یا اٰدم انّه لأحبّ الخلق الیّ وإذا سألتنی بحقّه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك. (۱)

''جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطاء ہوگئی تو انہوں نے کہا: اے رب! میں تجھ سے بہ حق محمد ﷺ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد (ﷺ) کو کیسے جانا حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کیونکہ اے ربّ! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر **لا اله الا الله محمد رسول الله** لکھا ہوا تھا، سو میں نے جان لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہو گا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: اے آدم تم نے سچ کہا وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور کیونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے سوال کیا ہے اس لیے میں نے تم کو بخش دیا اور اگر محمد ﷺ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔''

---

(۱) ۱۔ قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱: ۸۲

۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۶: ۳۱۴، رقم: ۶۵۰۲

۳۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۵۸

۴۔ بیهقی، دلائل النبوة، ۵: ۴۸۹

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبری، ۱: ۶

۵۴۔ علامہ ابن الحجر المکی الہیتمی (۹۷۴ھ)

علامہ ابن حجر مکیؒ فقہا ومحدّثین میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے **الفتاویٰ الحدیثیۃ** میں ابو عبداللہ قریشی کے بیان کردہ مشاہدہ و تجربہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ صاحبانِ خدا بعد از وصال بھی زندوں کی طرح مدد فرماتے ہیں اور ان کی فیوض و برکات میں کوئی فرق نہیں آتا۔ وہ حضرت ابو عبداللہ قرشیؒ سے منسوب یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ شدید قحط سالی نے مصر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ دعا و استغفار کے باوجود مصیبت جوں کی توں تھی۔ حضرت ابو عبد اللہ قرشی فرماتے ہیں:

فسافرت إلى الشّام، فلما وصلت إلى قريب ضريح الخليل عليه وعلى نبينا أفضل الصلاة والسلام تلقانى، فقلت: يا رسول الله! اجعل ضيافتى عندك الدّعآء لأهل مصر، فدعا لهم، ففرج الله عنهم.(۱)

’’میں نے ملک شام کی طرف سفر کیا۔ جب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مزار مبارک کے نزدیک پہنچا، تو آپ مجھے آگے سے ملے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں مہمان کی حیثیت سے آیا ہوں، میری ضیافت یوں کریں کہ اہل مصر کے لیے دعا فرمادیں۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا فرمائی، چنانچہ اللہ پاک نے ان سے قحط دور فرمادیا۔‘‘

علامہ ابن حجر ہیتمی مزید بیان کرتے ہیں کہ اس نادر الوقوع تذکرے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے بالمشافہ ملاقات کا جو حال بیان ہوا ہے اس کی وضاحت حضرت امام یافعی (م ۱۳۶۷ء) نے یوں فرمائی ہے:

---

(۱) ابن حجر مکیؒ، الفتاویٰ الحدیثیۃ: ۲۵۵، ۲۵۶

فقوله: تلقانی الخلیل، قول حق لا ینکره إلا جاهل بمعرفة ما یرد علیهم من الأحوال التی یشاهدون فیها ملکوت السموات و الأرض و ینظرون الانبیاء أحیاء غیر أموات.[۱]

''حضرت ابو عبداللہ قرشیؒ کا یہ کہنا کہ حضرت خلیل علیہ السلام مجھے ملے بالکل برحق ہے۔ اس کا انکار وہی جاہل کرسکتا ہے جو اولیاء کرام کے احوال و مقامات سے بے خبر ہو۔ کیونکہ یہ لوگ زمین و آسمان کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بالکل زندہ حالت میں دیکھتے ہیں۔''

اس کے علاوہ علامہ ابن حجر ہیتمی نے توسُّل کے موضوع پر ایک خاص رسالہ 'الجوهر المنظم' بھی تحریر کیا ہے۔ اس میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسُّل کو حسن قرار دیا ہے۔[۲]

ابن حجر مکی الصواعق المحرقة لأخوان الضلال والزندقة میں بیان کیا ہے کہ امام شافعی اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اٰلُ النَّبِيِّ ذَرِيْعَتِي وَهُمْ إليه وَسِيْلَتِي
اَرْجُوْا بِهِمْ أُعْطَىٰ غَدًا بِيَدِ الْيُمْنِ صَحِيْفَتِي[۳]

''آلِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اللہ کے دربار میں) میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ ان کے وسیلے سے کل بروزِ قیامت میرا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔''

---

(۱) ابن حجر مکی، الفتاوى الحديثية: ۲۵۶

(۲) ابن حجر ہیتمی، الجوهر المنظم: ۶۱

(۳) ابن حجر ہیتمی، الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: ۱۸۰

۵۵۔ شیخ شمس الدین خطیب الشربینی (۹۷۷ھ)

شیخ شمس الدین خطیب الشربینی مصر کے معروف شافعی فقیہ ہیں۔ وہ تفسیر السراج المنیر میں حضور ﷺ کی آمد سے قبل یہود کا آپ ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کے بارے میں لکھتے ہیں:

﴿وكانوا﴾ أي اليهود ﴿من قبل﴾ أي من قبل مجيئه ﴿يستفتحون﴾ أى يستنصرون ﴿على الذين كفروا﴾ أى مشركى العرب إذا قابلوهم، يقولون: اَللّٰهُمَّ! انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِىْ نَجِدُ نَعْتَهٗ فى التّوراة، ويقولون لأعدائهم المشركين: قد أظلّ زمان نبي يخرج بتصديق ما قلنا فنقتلكم معه قتل عاد وإرم.(1)

''وہ یہود آپ ﷺ کی آمد سے قبل آپ ﷺ کے وسیلہ سے کافروں یعنی مشرکینِ عرب پر مدد و نصرت طلب کرتے تھے۔ جب وہ ان سے لڑتے تو اللہ ﷻ سے یوں دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِىْ نَجِدُ نَعْتَهٗ فى التّوراة (اے اللہ! آخری زمانے میں بھیجے جانے

---

(۱) ۱۔ شربینی، تفسیر السراج المنیر، ۱: ۷۶
۲۔ فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۳
۳۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱: ۳۲۵
۴۔ زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۱: ۲۹۴
۵۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۲۱۷
۶۔ آجرّی، کتاب الشریعة: ۴۴۶
۷۔ نسفی، مدارک التنزیل و حقائق التأویل، ۱: ۶۷

والے جس نبی کی صفت ہم (اپنی کتاب) تورات میں پاتے ہیں، ان کے وسیلہ سے ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما)۔ (وہ یہود) اپنے مشرکین دشمنوں سے کہتے تھے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ نبی اُس بات کی تصدیق کرتا ہوا تشریف لائے گا جو ہم بیان کرتے ہیں۔ پھر ہم اُس کے ساتھ مل کر تمھیں قومِ عاد و اِرم کی طرح قتل کریں گے۔''

۵۶۔ شیخ ملا علی قاری حنفی (۱۰۱۴ھ)

امام محمد بن جزری (۸۳۳ھ) کے قول - وتوسّل الی الله بانبیاء والصّالحین[1] - کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری الحرز الثّمین میں لکھتے ہیں:

قال المؤلف: وهو من المندوبات ففی صحیح البخاری فی الاستسقاء ...... حدیث عمر: اللّهم! إنا کنّا نتوسّل إلیك نبیّنا صلی ﷺ وتسقینا، وإنّا نتوسّل إلیك بعمّ نبیّنا فاسقنا فیسقون[2] ولحدیث عثمان بن حنیف[3] فی شان الأعمی. رواه الحاکم فی مستدرکه علی الصحیح وقال صحیح علی شرط الشیخین،[4] ۔[5]

(۱) جزری، الحِصنُ الحَصِین مع تحفة الذّاکرین: ۳۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، أبواب الإستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الإستسقاء إذا قحطوا، ۱: ۳۴۲، رقم: ۹۶۳
۲۔ حاکم، المستدرك علی الصحیحین، ۳: ۳۳۴
۳۔ عینی، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ۷: ۳۰
۴۔ زرقانی، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، ۱۱: ۱۵۲

(۳) ۱۔ ابن ماجه، السنن، أبواب إقامة الصلاة، باب ما جاء فی صلاة الحاجة، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۳۸۵

←

’’مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ توسل کا یہ عمل مستحبات میں سے ہے۔ صحیح بخاری کے ابواب الإستسقاء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو (اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ) تو بارش نازل فرماتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا محترم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، تو ہم پر بارش نازل فرما، پھر ان پر بارش ہو جاتی۔ اسی طرح نابینا صحابی کی حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کا ذکر ہے جس کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا اور یہ کہا کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح غریب ہے اور ہم نے اس کو حصن میں ذکر کیا ہے۔‘‘

ملا علی قاری شرح مسند إمام أعظم میں بیان کرتے ہیں:

قِيْلَ: إذا تَحَيَّرْتُمْ فِيْ الْأُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ. (1)

’’کہا گیا ہے: جب تم مختلف امور میں حیران ہوجاؤ تو اہلِ قبور سے اِستعانت کرو۔‘‘

یعنی اہلِ قبور کے وسیلے سے دعا کرو، اللہ تعالیٰ مرادیں بر لائے گا۔

اِمام احمد بن حنبل المسند میں حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ ہیں کہ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

.... ۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۳۸

۳۔ بیهقی، دلائل النبوة، ۶: ۱۶۶، ۱۶۷

(۴) حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۷، رقم: ۱۹۳۰

(۵) ملا علی قاری، الحرز الثّمین: ۱۷۶

(۱) ملا علی قاری، شرح مسند إمام أعظم: ۱۴

الأبدال يكونون بالشّام وهم أربعون رجلًا كلّما مات رجلٌ أبدل الله مكانه رجلًا يُسقىٰ بهم الغيث ويُنتصر بهم على الأعداءِ ويُصرف عن أهل الشّام بهم العذابُ.(۱)

''ابدال شام میں ہوں گے، وہ چالیس مرد ہیں۔ جب ان میں ایک وفات پا جاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے۔ ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں۔ ان کے ذریعے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ ان کی وجہ سے شام والوں سے عذاب دور ہوتا ہے۔''

ملا علی قاریؒ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أی ببرکتهم أو بسبب وجودهم فیما بهم یدفع البلاء عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.(۲)

''اَبدالوں کی برکت اور ان میں ان کے وجود مسعود کے سبب بارشیں ہوتی ہیں دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے اُمت محمدیہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔''

نزهة الخاطر الفاتر فی ترجمة سیدی الشریف عبد القادر میں ملا علی قاریؒ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا:

مَنِ استَغَاثَ بِی فِی کُربَةٍ کُشِفَت عَنْهُ وَمَن نَادَانی بِإسمِی فی شِدَّةٍ فُرِجَت عَنهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِی اِلَی اللهِ فی حَاجَةٍ قُضِیَت.(۳)

(۱) احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۲

(۲) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ۱: ۴۶۰

(۳) ملا علی قاری، نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر: ۶۱

''جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت رفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔''

۵۷۔ حضرت مجدّد الف ثانی (۱۰۳۴ھ)

''مکتوبات امام ربانی'' مکتوب نمبر ۲۲۰ میں مرقوم ہے کہ حضرت مجدّد الف ثانی اپنی ایک الجھن کے بارے میں بڑے متردّد تھے مگر اسے حل کرنے کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی۔ اس اثناء میں ایک مدت بیت گئی اور معاملہ جوں کا توں رہا۔ اب یہ فکر دامن گیر رہنے لگی کہ کہیں قابلِ مواخذہ نہ ہو، اس لئے اس سے جلد خلاصی حاصل کرنی چاہئے۔ اس خیال نے طبیعت پر گرانی طاری کردی اور اس فکری ژولیدگی اور اضطراب سے نجات حاصل کرنے کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔ آگے ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

اتفاقا درین وقت گزر بر مزار عزیزے افتاد، ودرین معامله آں عزیز را ممد ومعاون خود کرد، درین اثنا عنایتِ خداوندی جل شانه در رسید، وحقیقت معامله را کما ینبغی وا نمود، و روحانیتِ حضرتِ رسالت خاتمیت علیه وعلی آله الصلوة و السلام که رحمتِ عالمیان است درین وقت حضور ارزانی فرمود، وتسلی خاطرِ حزین نمود۔(۱)

''اتفاقاً اس وقت ایک عزیز کے مزار مبارک کے قریب سے گزر ہوا، اور اس معاملہ میں اسے بھی اپنا مدد گار بنایا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی شامل حال ہوئی اور معاملے کی حقیقت کو اچھی طرح واضح کردیا۔ حضور رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین ﷺ کی روحانیت نے مہربانی فرمائی اور تشریف لاکر غمگین دل کو تسلی دی۔''

(۱) مکتوبات امام ربانی، ۳: ۱۴۹، مکتوب نمبر: ۲۲۰

۵۸۔ اِمام احمد بن محمد المقری التلمسانی (۱۰۴۰ھ)

اِمام احمد بن محمد المقری التلمسانی اپنی کتاب **نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب** میں بیان کرتے ہیں کہ معروف مؤرّخ ابن خلدون اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور اپنی اِلتجا پیش کرنے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **یا سیّد الرّسل الکرام** کہہ کر خطاب کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بناتے ہوئے عرض کرتا ہے:

یا سیّد الرّسل الکرم! ضراعة
تقضی منی نفسی وتذهب حوبي

هب لی شفاعتك الّتی أرجو بها
صفحاً جمیلاً عن قبیح ذنوبی(۱)

’’اے سرورِ رسل کرام! اللہ عزوجل کے حضور ایک اِلتجا پیش کر دیجیے جو میری دلی مراد بر لائے اور میرے گناہ بخش دے۔ اپنی شفاعت سے نوازیئے۔ جس کے ذریعے مجھے اُمید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرے بدترین گناہوں کو معاف فرما دے گا۔‘‘

۵۹۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اکابر اسلاف میں سے ہیں۔ ان کے اقوال کو تمام مکاتب فکر معتبر سمجھتے ہیں۔ آپ **أشعة اللمعات شرح مشکوٰة المصابیح** میں اَنبیاء کرام علیہم السلام اور اَولیاء عظام رحمھم اللہ تعالی سے توسل و استمداد کے جواز پر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولیت شعری چه مے خواهند ایشان باستمداد وامداد که ایں فرقه منکراند آنرا آنچه ما مے فهمیم از آں اینست که

---

(۱) مقری التلمسانی، نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب، ۶: ۱۸۲

داعی محتاج فقیر الی اللّٰه دعا مے کند و طلب مے کند حاجت خود را از جناب عزت وغناوے وتوسل مے کند بروحانیت ایں بندہ مقرب ومکرم در درگاہ عزت دے دے گوید خداوندا یرکت ایں بندہ تو کہ رحمت کردۂ بردے واکرام کردۂ او را وبلطف وکرمے کہ بوے داری برآوردہ گرداں حاجت مراکہ تو معطی کریمی یا ندامے کند ایں بندہ مکرم ومقرب را کہ اے بندہ خدا اے ولی وے شفاعت کن مراد بخواہ از خدا کہ بد ھد مسئول ومطلوب مرا وقضا کند حاجت مراپس معطی ومسئول ومامول پروردگار است تعالیٰ وتقدس ونیست ایں بندہ درمیان مگر وسیلہ ونیست قادر وفاعل ومتصرف در وجود مگر حق سبحانہ و اولیاء خدا فانی وھالک اند در فعل الٰہی وقدرت وسطوت وے ونیست ایشاں را فعل وقدرت وتصرف نہ اکنوں کہ درقبور اند ونددر آں ھنگام کہ زندہ بودند در دنیا۔[1]

’’کاش میری عقل ان لوگوں کے پاس ہوتی جو لوگ اولیاء اللہ سے استمداد اور ان کی امداد کا انکار کرتے ہیں، یہ اس کا کیا مطلب سمجھتے ہیں جو کچھ ہم سمجھتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ دعا کرنے والا اللہ کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ اس سے اپنی حاجت کو طلب کرتا ہے اور اسے اللہ کے ولی کا وسیلہ پیش کرتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! تو نے اپنے اس بندہ مکرم پر جو

(۱) عبدالحق محدث دہلوی، أشعة اللمعات شرح مشکوٰة المصابیح، ۳: ۴۰۱

رحمت فرمائی ہے اور اس پر جو لطف و کرم کیا ہے اس کے وسیلہ سے میری اس حاجت کو پورا فرما کہ تو دینے والا کریم ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس اللہ کے ولی کو ندا کرتا ہے اور اس کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ اے بندہ خدا اور اے اللہ کے ولی! میری شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ میرا سوال اور مطلوب مجھے عطا کرے اور میری حاجت برلائے، سو عطا کرنے والا اور حاجت کو پورا کرنے والا (ہر دو صورتوں میں) صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے اور قادر، فاعل اور اشیاء میں تصرف کرنے والا صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے فعل، سطوت، قدرت اور غلبہ میں فانی اور ہالک ہیں اور اِن کو اب قبر میں افعال پر (اُس جیسی) قدرت اور تصرف حاصل ہے اور نہ اس وقت قدرت اور تصرف حاصل تھا جب وہ زندہ تھے۔''

توسل و استمداد کے بالاتفاق جائز اور مستحسن و مستحب ہونے پر دلائل دیتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

اگر ایں معنی که در امداد واستمداد ذکر کردیم موجب شرك وتوجه بما سوائے حق باشد چنانکه منکر زعم میکند بس باید که منع کرده شود توسل وطلب دعا از صالحان و دوستانِ خدا در حالت حیات نیز وایں ممنوع نیست بلکه مستحب ومستحسن است باتفاق وشائع است دردین واگرمی گویند که ایشاں بعد از موت معزول شد ندو بیرون آورده شد ندا زان حالت وکرامت که بود ایشاں را درحالت حیات جیست برآں؟ یاگویند که مشغول و ممنوع شدند بآنچه عارض شداز آفات بعد از ممات پس ایں کلیه نیست و دلیل نیست بردوام

واستمرار آں تا روز قیامت تنہابت آنکه ایں کلیه بنا شد وفائده استمداد عام نباشد بلکه ممکن است که بعضے منجذب باشند بعالم قدس ومستہلک باشند درلاھوت حق چنانکه ایشاں را شعورے وتوجہے بعالم دنیا نمانده باشد وتصرفے و تدبیرے در وے نه چنانکه دریں عالم نیز از تفاوت حال مجذوباں ومتمکناں ظاھرمے گرد و نعم اگر زائران اعتقاد کنند که اھل قبور متصرف و مستبد وقادر اند بے توجه بحضرت حق والتجا بجانب تعالیٰ چنانکه عوام وجاھلان وغافلان اعتقاد دارند چنانکه می کنند آنچه حرام و مہنی عنه است دردین از تقبیل قبر و سجده آنرا ونماز بسوئے وے وجزآن ازاں چه نہی وتحذیر واقع شده است ایں اعتقاد و افعال ممنوع و حرام خواھد بود وفعل عوام اعتبار سے ندارد و خارج مبحث است و حاشا از عالم بشریعت و عارف باحکام دین که اعتقاد بکند ایں اعتقاد راد ایں فعل را بکند وآنچه مروی و محکی است از مشائخ اھل کشف ور استمداد از ارواح اکمل و استفاده ازاں خارج از حصراست و مذکور است در کتب ورسائل ایشاں و مشہور است میان ایشاں حاجت نیست که آنرا ذکر کنیم وشاید که منکر و متعصب سود نه که کند اور ککلمات ایشاں عافانا الله من ذالک۔(۱)

''اِمداد و اِستمداد کا جو معنی میں نے ذکر کیا ہے اگر موجب شرک اور غیر اللہ کی

(۱) عبدالحق محدث دہلوی، أشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح، ۳: ۴۰۱، ۴۰۲

طرف توجہ کو مستلزم ہوتا جیسا کہ منکر کا زعم فاسد ہے تو چاہیے یہ تھا کہ صالحین سے طلب دعاء اور توسل زندگی میں بھی ناجائز ہوتا، حالانکہ یہ بجائے ممنوع ہونے کے بالاتفاق جائز اور مستحسن ومستحب ہے۔ اور اگر منکر یہ کہیں کہ موت کے بعد اَولیاء اللہ اپنے مرتبہ سے معزول ہو جاتے ہیں اور زندگی میں جو فضیلت وکرامت انہیں حاصل تھی وہ باقی نہیں رہی تو اس پر کیا دلیل ہے؟ اور اگر یوں کہیں کہ بعد موت کے وہ ایسی آفات و بلیات میں مبتلا ہوئے کہ انہیں دعا وغیرہ کی فرصت نہ رہی تو یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے اور نہ اس پر دلیل ہے کہ اولیاء کے لیے ابتلاء قیامت تک رہتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ جو کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر اہل قبر سے استمداد سود مند نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض اولیاء جذب واستغراق کی کیفیت میں ہوں اور عالم لاہوت کے مشاہدہ میں اس طرح منہمک ہوں کہ اس دنیا کے حالات کی طرف توجہ اور شعور نہ رہے۔ پس اس دنیا میں تصرف نہ کریں جیسا کہ دنیا میں بھی اولیاء اللہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ ہاں اگر اولیاء اللہ کے حق میں زائرین کا یہ اعتقاد ہو کہ وہ مدد کرنے میں مستقل ہیں اور اللہ کی جانب میں توجہ کیے بغیر بطور خود ذاتی قدرت سے امداد کرتے ہیں، جیسے بعض جہلاء کا عقیدہ ہے کہ وہ قبر کو بوسہ دیتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یہ تمام افعال ممنوع اور حرام ہیں اور ناواقف عوام کے افعال کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور وہ خارج از بحث ہیں۔ عرفائے شریعت اور عالم باحکام دین ان تمام منکرات سے سخت بیزار ہیں۔ مشائخ اور اہل کشف سے ارواح کاملہ سے استفادہ کے بارے میں جو کچھ مروی ہے وہ حصر سے خارج ہے اور ان کی کتابوں میں مشہور اور مذکور ہے۔ حاجت نہیں کہ ہم اس کا ذکر کریں اور ممکن ہے کہ وہ منکر متعصب کو فائدہ نہ دے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بدعقیدگی سے محفوظ رکھے۔‘‘

آپ أشعة اللمعات میں توسل بعد از وصال کا تذکرہ کرتے ہوئے اِمام غزالی کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

''حجۃ الاسلام امام غزالی نے فرمایا: جن سے زندگی میں اِستمداد حاصل کی جاتی ہے ان سے بعد از وصال بھی استعانت کی جاتی ہے۔ مشائخ عظام میں سے بعض نے کہا ہے کہ میں نے چار حضرات کو دیکھا کہ وہ جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے اسی طرح اپنی قبروں میں بھی تصرف کرتے ہیں بلکہ اس بھی زیادہ: ایک شیخ معروف کرخیؒ اور دوسرے شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور ان کے علاوہ دو کا نام اور لیا۔ ان کا مقصود ان چار میں حصر کرنا نہیں تھا بلکہ محض اپنے مشاہدے کو بیان کرنا تھا۔''[۱]

۶۰۔ علامہ خیر الدین رملی حنفی (۱۰۸۱ھ)

صاحبِ دُرِّ مختار کے استاذ علامہ خیر الدین رملی اولیاء اللہ کے وسیلہ سے طلبِ حاجات پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

وأمّا قولهم: يا شيخ عبد القادر، فهو نداء وإذا أضيف إليه شيء إكرامًا لله فما الموجب لحرمته؟ (إلى أن قال) ووجه التكفير بأنه طلب شيء لله وهو جلّ وعلا غني عن كل شئ والكل محتاج إليه وهذا لا يختلج في خاطر أحد فإن ذكره تعالى للتعظيم كما في قوله تعالى ﴿فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾[۲] ومثله كثير.[۳]

(۱) عبدالحق محدث دہلوی، أشعة اللمعات شرح مشكوٰة المصابيح، ۱: ۷۱۵

(۲) الأنفال، ۸: ۴۱

(۳) خير الدين رملی، الفتاوى الخيرية، ۲: ۲۸۲

''عامة المسلمین کا ''یا شیخ عبد القادر'' کہنا ندا ہے، اور جب اس کے ساتھ شیئاً للّٰہ کا اضافہ کیا تو یہ اللہ ﷻ کی تعظیم و رضا کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے، اس کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے! اس کو کفر قرار دینے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے، حالانکہ اللہ جل جلالہ ہر شے سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ یہ مطلب کسی کے تصور میں بھی نہیں آتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تعظیم کے لیے ہے جیسے ارشاد ربانی ہے: ﴿تو اُس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے (ہے)﴾ اور اس کی مثالیں بہت ہیں۔''

۶۱۔ اِمام ابو عبد اللہ الزرقانی المالکی (۱۱۲۲ھ)

امام زرقانی نے شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية میں حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل کو ثابت کیا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ دعا کرنے والا جب کہے:

اَللّٰهم! إنّی استشفع بنبیّك یا نبی الرّحمة! إشفع لی عند ربّك. (۱)

''اے اللہ! میں تیرے پاس تیرے نبی کو شفیع لایا ہوں۔ اے نبی رحمت! اپنے رب کے پاس میری شفاعت کیجئے۔''

تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

علامہ زرقانیؒ کے علاوہ امام طبرانی،(۲) امام سیوطی،(۳) امام بیہقی،(۴) امام

(۱) ۱۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱: ۱۱۸۔۱۲۰

۲۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱۲: ۲۲۰۔۲۲۳

(۲) طبرانی، المعجم الأوسط، ۶: ۳۱۴، رقم: ۶۵۰۲

(۳) سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۵۸

(۴) بیہقی، دلائل النبوة، ۵: ۴۸۹

حاکم،(۱) علامہ ابن عساکر، علامہ ابن جوزی،(۲) علامہ قسطلانی،(۳) علامہ نبہانی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہم الرحمۃ جیسے جلیل المرتبت محدثین نے بھی اپنی اپنی کتب میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے اس طرح دعا کی۔

یَا رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِی. (۴)

''اے رب میں تجھ سے محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرما دے۔''

اس کے علاوہ علامہ زرقانی نے امام قسطلانی کی روایت کردہ حدیث یا رسول اللہ استسق لأمّتك فإنّهم قد هلكوا کی اپنی کتاب شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية میں تائید کی ہے۔(۵)

۶۲۔ علامہ اِسماعیل حقی حنفی (۱۱۳۷ھ)

علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں حضور ﷺ سے توسل کے جواز پر بیان کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿وكانوا من قبل﴾ أي من قبل مجيء محمد ﷺ ﴿يستفتحون على الذين كفروا﴾ أی يستنصرون به على مشركی العرب

(۱) حاکم، المستدرك، ۲: ۶۷۲، رقم: ۴۲۲۸

(۲) ابن جوزی، الوفاء بأحوال المصطفى: ۳۳

(۳) قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱: ۱۲

(۴) زرقانی، شرح العلامة الزرقانی على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱: ۶۲

(۵) زرقانی، شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱۱: ۱۵۰

وكفار مكة ويقولون: اَللّٰهُمَّ، انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ الَّذِیْ نَجِدُ نَعْتَهٗ فی التّوراة، ويقولون لأعدائهم: قد أظلّ زمان نبي يخرج بتصديق ما قلنا فنقتلكم معه قتل عاد وإرم.(۱)

’’وہ یہود آپ ﷺ کی آمد سے قبل آپ ﷺ کے وسیلہ سے کافروں یعنی مشرکینِ عرب اور کفارِ مکہ پر مدد و نصرت طلب کرتے تھے۔ (جب وہ ان سے لڑتے تو) یوں دعا کرتے: اے اللہ! آخری زمانے میں بھیجے جانے والے جس نبی کی صفت ہم (اپنی کتاب) تورات میں پاتے ہیں، ان کے وسیلہ سے ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما۔ (وہ یہود) اپنے مشرکین دشمنوں سے کہتے تھے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ نبی اُس بات کی تصدیق کرتا ہوا تشریف لائے گا جو ہم بیان کرتے ہیں۔ پھر ہم اُس کے ساتھ مل کر تمہیں قومِ عاد و اِرم کی طرح قتل کریں گے۔‘‘

۶۳۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھویؒ (۱۱۷۴ھ)

مخدوم محمد ھاشم ٹھٹھویؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے معاصر علما میں سے ہیں۔ آپ کا نام سرزمینِ ہند کے اصحابِ علم و دانش میں بہت نمایاں ہے۔ آپ کا تعلق

---

(۱) ۱۔ اسمعیل حقی، تفسیر روح البیان، ۱: ۱۷۹
۲۔ آلوسی، تفسیر روح المعانی، ۱: ۳۲۰
۳۔ شربینی، تفسیر السراج المنیر، ۱: ۷۶
۴۔ فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۳
۵۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱: ۳۲۵
۶۔ زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۱: ۱۶۴
۷۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۲۱۷
۸۔ نسفی، مدارک التنزیل وحقائق التأویل، ۱: ۶۷

باب الاسلام سندھ سے تھا۔ آپؒ ایک عظیم عالم، صوفی، مبلغ اور شاعر تھے۔ عشقِ رسالت مآب ﷺ آپ کا سرمایۂ حیات تھا۔ آپ اپنی کتاب **بذل القوة فی حوادث سنی النبوة** میں بارگاہ نبوی سے توسل واستمداد کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

أضاءَ بك الأكوانُ من كلّ جانِبٍ

فيا نورَ اللهِ نُوِّرْ سحامتِی

''آپ صلی اللہ علیک وسلم کے وسیلہ سے کائنات ہر طرف سے روشن ہے۔ پس اے اللہ کے نور! میری تاریکی کو بھی روشن فرما دیجئے۔''

الا يا رسولَ اللهِ يا كنزَ رحمَةٍ

يا من لديه دواءُ الداءِ والالمِ

''اے اللہ کے رسول! اے رحمت کے خزانے! اے وہ جن کے پاس ہر مرض اور درد کی دوا ہے!''

اُنظر لعين الشفاعة نحوَ مذنب

واسئلْ خلاصی من اللهِ ذی الكرمِ

''گنہگار کی طرف نظرِ شفاعت فرمائیے اور میرے لئے اللہ کریم (کے عذاب) سے چھٹکارا مانگیے۔''

فانّك مرجوٌّ وانتَ وسيلَةٌ

وقد سمَّاك ربِّی شافعَ الامِمِ

''بے شک آپ ہی اُمید کا مرکز و محور ہیں اور آپ ہی (ہمارا) **وسیلہ** ہیں اور رب تعالیٰ نے بھی آپ کا نام ''شافع الامم'' (اُمتوں کی شفاعت فرمانے والا) رکھا ہے۔''

كلتا يديك غياثٌ عمَّ نفعهما

حُزتَ الخلائقَ بالاحسانِ كالدِّيَمِ (۱)

''آپ کے دونوں ہاتھ سراسر مدد ہیں جن کا نفع عام ہے اور آپ نے تمام مخلوقات کو اپنے دائمی احسان کے ذریعے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔''

دوسرے مقام پر آپ ﷺ سے اپنے جذباتِ عشق کا اظہار کرتے ہوئے اور آپ ﷺ کو **وسیلتنا عند الالٰہ** قرار دیتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

اليك رسولَ الله يشتاق هاشمٌ

فانتَ شفيعُ المذنبينَ و رَاحمِ

''یا رسول اللہ! آپ ہی کی طرف ہاشم مشتاق ہوتا ہے اور آپ ہی گنہگاروں کے شفیع اور رحم فرمانے والے ہیں۔''

وسيلتنا عند الالٰه و حاتمٌ

و انتَ ختامُ المرسلين و خاتِمِ

''آپ ہی رب تعالیٰ کے ہاں ہمارا **وسیلہ** ہیں اور فیصلہ فرمانے والے ہیں اور آپ ہی آخری رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''

علوتَ مقامًا عاليًا و فخيما

صلُّوا عليه وسلِّموا تسليمًا(۲)

''آپ بلند مرتبہ اور عظیم الشان ہیں۔ (اے لوگو!) آپ پر خوب درود و سلام بھیجو۔''

---

(۱) مخدوم محمد هاشم ٹھٹھوی، بذل القوة فی حوادث سنی النبوة: ۸۴، ۸۸

(۲) مخدوم محمد هاشم ٹھٹھوی، قلمی نسخه دیوان مخدوم ہاشم:۴

٦۴۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۴ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ان اکابر اولیاء اور اسلاف میں سے ہیں جو اپنی خداداد بصیرت و معرفت کے باعث بہت سے باطنی حقائق کو نہ صرف بچشمِ سر دیکھتے تھے بلکہ انہیں اعلانیہ بیان بھی کردیتے تھے۔ آپ نے اپنے مشاہدات پر مشتمل فیوض الحرمین کے نام سے جو بے مثال کتاب تصنیف کی ہے اس میں حضور نبی اکرم ﷺ کو خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

فهی الواسطة بينه و بينها ورُوحه نبیّ الأنبياء، فإنّ أرواحهم إنّما أخذتِ العلوم والمعارف بواسطة روحه فكما أنّ النبّی ترجمان الحق فی قومه والواسطة بينه و بينهم، فكذلك روحه ﷺ ترجمان الحق فی الارواح والواسطة بينه وبينها وفی قوله عزّوجلّ من قائل فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا (۱) إشارة الى هٰذا المعنى.(۲)

”آپ ﷺ کی حقیقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور حقیقتوں کے درمیان واسطہ ہے اور (آپ ﷺ کی) روح مقدس نبی الانبیاء ہے، اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اَرواح نے علوم و معارف بواسطۂ روحِ اقدس ﷺ کے اخذ کئے ہیں، سو جیسا کہ نبی اپنی قوم میں ترجمانِ حق ہے اور اللہ عزوجل اور اپنی قوم کے درمیان واسطہ ہے سو اسی طرح روح اکرم ﷺ ارواح میں ترجمانِ حق ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور تمام روحوں کے درمیان واسطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا (پھر اس دن کیا

(۱) النساء، ۴: ۴۱

(۲) شاہ ولی اللہ، فیوض الحرمین: ۲۹٦

حال ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب!) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے)، میں اِشارہ اس معنی کی جانب ہے۔‘‘

’’فیوض الحرمین‘‘ کے نویں اور دسویں مشاہدے کا لُبِّ لباب اس طرح ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’ہم نے مدینہ منورہ میں حاضری دی تو حضور نبی اکرم ﷺ کی روح مبارک کو مثالی شکل میں حسی قوت یعنی آنکھوں سے واضح طور پر دیکھا اور اس روز یہ حقیقت ہم پر منکشف ہوئی کہ روحِ اَطہر کو بھی جسم کی طرح دیکھا جاسکتا ہے اور ہم پر یہ راز بھی کھلا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات بعد ممات کا کیا مفہوم و مطلب ہے۔‘‘

’’تیسرے روز حاضر ہوئے اور بارگاہِ اقدس میں درود سلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو حاضری دی۔‘‘

’’پھر نیازمندانہ عرض کیا: ’آقا ہم خیر و برکت اور فیضان کرم کے حصول کے لئے بڑی آرزوئیں لے کر حاضر ہوئے ہیں، ہمیں اپنی نگاہِ کرم سے نوازیں‘۔‘‘

اس سے آگے کے منظر کی یوں نقشہ کشی کرتے ہیں:

فانبسط إلیّ انبساطاً عظیمًا، حتی تخیلت کأن عطافة ردائه لفتنی و غشیتنی، ثم غطّنی غطّة و تبدّی لی و أظهر لی الأسرار وعرّفنی بنفسه، وأمدّنی إمدادًا عظیماً إجمالیاً وعرّفنی کیف أستمدّ به فی حوائجی.(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے بڑی ہی مسرت کا اظہار فرمایا، یہاں تک کہ میں نے خیال کیا گویا آپ ﷺ کی عنایت کی چادر نے مجھے لپیٹ لیا ہے اور

(۱) شاہ ولی الله، فیوض الحرمین:۸۲

ڈھانپ لیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے معانقہ فرمایا، اور میرے سامنے ظاہر ہوئے ،کئی بھید کھولے ، اور بذاتِ خود مجھے آگاہ فرمایا، اور اِجمالی طور پر میری بہت بڑی امداد کی، اور مجھے بتایا کہ میں اپنی ضروریات میں کس طرح آپ ﷺ سے مدد طلب کروں۔‘‘

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ قصیدۃ أطیب النغم کی شرح میں فرماتے ہیں:

’’پہلی فصل میں بطور تشبیب (یعنی بطورِ آغاز) زمانے کے وہ حوادث بیان کیے جاتے ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ کی روح انور سے استمداد ضروری ہے۔‘‘

اس کے بعد بحضور سرورِ کونین ﷺ عرض کرتے ہیں:

وصلی علیك الله یا خیر خلقه
ویا خیر مأمول ویا خیر واهب

ویا خیر من یرجی لکشف رزیة
و من جوده قد فاق جود السحائب

و أنت مجیری من هموم ملمة
إذا أنشب فی القلب شر المخالب(۱)

’’اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے، اے تمام مخلوق سے بہتر! اے بہترین امید! اور اے بہترین عطا فرمانے والے!

’’اور اے بہترین وہ ذات کہ مصیبت دور کرنے کی جن سے امید کی جاتی ہے اور جن کی سخاوت بادلوں سے بلند و بالا ہے۔‘‘

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، قصیدہ أطیب النغم: ۲۲

''آپ مصیبتوں کے وقت پناہ دینے والے ہیں، جب وہ اپنے بدترین پنجے دل میں گاڑ دیں۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضور ﷺ کو اللہ کی بارگاہ میں گنہگاروں کی شفاعت کا وسیلہ قرار دیتے ہوئے اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں:

هناك رسول اللّه ينحو لربّهِ
شفيعاً وفتّاحاً لباب المواهب
فيرجع مسروراً بنيل طلابه
أصاب من الرّحمٰن أعلى المراتب[1]

''اُس وقت اللہ کا رسول گنہگاروں کی شفاعت کے لیے اور بخششوں کے دروازوں کو کھولنے کے لیے بارگاہِ ایزدی میں حاضری کا قصد کرے گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد شاداں و فرحاں واپس تشریف لائیں گے اور اللہ کی بارگاہ سے آپ کو اعلیٰ مراتب عطا ہوئے ہوں گے''

۶۵۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۲۰۶ھ)

شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی رسائل الشيخ محمد بن عبدالوهاب القسم الخامس میں صفحہ ۱۲ پر توسل کے جواز اور اپنے اوپر لگائے الزامات سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

إِن سليمان بن سهيل افترى علي أموراً لم أقلها، ولم يأت أكثرها على بالي، فمنها: أنّي أكفّر من توسّل بالصّالحين وأنّي أكفّر

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، قصیدة أطيب النغم:

البوصيري لقوله: يا أكرم الخلق، وأني أحرق دلائل الخيرات. وجوابي عن هذه المسائل أن أقول: سبحانك هذا بهتان عظيم. (۱)-(۲)

''سلیمان بن سحیم نے بعض ایسے اُمور کے بارے میں مجھ پر اِفتراء باندھا ہے جو میں نے بیان نہیں کیے۔ اِن میں سے اکثر میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھے۔ اِن میں سے یہ ہے کہ جو صالحین سے توسل کرتا ہے میں اُس کی تکفیر کرتا ہوں اور میں اِمام بوصیری کی اُن کے شعر **یا أکرم الخلق** کی وجہ سے تکفیر کرتا ہوں اور یہ کہ میں **دلائل الخیرات** جلاتا ہوں۔ اِن تمام اِلزامات کے بارے میں میرا جواب یہ ہے کہ **سبحانك هذا بهتان عظيم**۔''

٦٦۔ علامہ احمد صاوی مالکی (۱۲۲۳ھ)

عمدۃ المفسرین علامہ احمد صاوی مالکی ہر اُمت کے لیے انبیا کو اور تمام انبیا کے لیے حضور ﷺ کو واسطہ قرار دیتے ہوئے **تفسیر صاوی** میں فرماتے ہیں:

فَالْأَنْبِيَاءُ وَسَائِط لِأُمَمِهِمْ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَوَاسِطَتُهُمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ. (۳)

''انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اُمتوں کے لئے ہر شے میں واسطہ ہیں اور انبیاء کا واسطہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔''

(۱) القرآن، النور، ۲۴: ۱٦

(۲) محمد بن عبد الوهاب نجدی، الرسالة الأولى، والحادية عشرة من رسائل الشيخ محمد بن عبدالوهاب القسم الخامس: ۱۲، ٦۴

(۳) صاوی، تفسیر صاوی، ۱: ۲۰۷

علامہ صاوی حضور ﷺ کو اَلْوَاسِطَةُ لِکُلِّ وَاسِطَةٍ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَهُوَ الْوَاسِطَةُ لِکُلِّ وَاسِطَةٍ حَتّٰى آدَمَ. (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ ہر واسطہ کا واسطہ ہیں یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کا بھی واسطہ ہیں۔''

۶۷۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (م ۱۲۲۵ھ)

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی التفسیر المظہری میں یہود کا آپ ﷺ کے وسیلہ سے مشرکینِ عرب پر فتح طلب کرنے کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

﴿وَكَانُوْا﴾ أی الیهود ﴿مِنْ قَبْلُ﴾ أی قبل مبعث النبی ﷺ ﴿يَسْتَفْتِحُوْنَ﴾ یستنصرون ﴿عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ أی علی مشركی العرب، ویقولون: اللّهم! انصرنا علیهم بالنّبی المبعوث فی آخر الزمان الّذی نجد صفته فی التّوراة وكانوا ینصرون و كانوا یقولون لأعدائهم من المشركین: قد أظلّ زمان نبي یخرج بتصدیق ما قلنا فنقتلكم معه قتل عاد وإرم و ثمود. (۲)

''وہ یہود آپ ﷺ کی آمد سے قبل آپ ﷺ کے وسیلہ سے کافروں یعنی

(۱) صاوی، تفسیر صاوی، ۱: ۲۲

(۲) ۱۔ پانی پتی، التفسیر المظہری، ۱: ۹۴

۲۔ فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۳

۳۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱: ۳۲۵

۴۔ زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۱: ۱۶۴

۵۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۱: ۲۱۷

۶۔ آجرّی، کتاب الشریعة: ۴۴۶

۷۔ نسفی، مدارک التنزیل و حقائق التأویل، ۱: ۶۷

مشرکینِ عرب پر مدد و نصرت طلب کرتے تھے۔ (جب وہ ان سے لڑتے تو) یوں دعا کرتے: اے اللہ! آخری زمانے میں بھیجے جانے والے جس نبی کی صفت ہم (اپنی کتاب) تورات میں پاتے ہیں، ان کے وسیلہ سے ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما۔ لہٰذا انہیں فتح عطا کی جاتی۔ (وہ یہود) اپنے مشرکین دشمنوں سے کہتے تھے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ نبی اُس بات کی تصدیق کرتا ہوا تشریف لائے گا جو ہم بیان کرتے ہیں۔ پھر ہم اُس کے ساتھ مل کر تمہیں قومِ عاد و ثمود اور اِرم کی طرح قتل کریں گے۔‘‘

۶۸۔ علامہ احمد بن محمد طحطاوی (۱۲۳۱ھ)

احناف کے معتبر عالم علامہ طحطاوی اپنی کتاب **حاشیۃ طحطاوی علی مراقی الفلاح** میں توسل کے آداب اور اس کی اہمیت کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ قضاء حاجات کا دار و مدار واسطہ اور وسیلہ پر ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

ذكر لبعض العارفين أنّ الأدب في التوسّل أن يتوسّل بالصّاحبين إلى رسول الله ﷺ ثم به إلى حضرة الحق ﷻ وتعاظمت اسماؤه فإنّ مراعاة لواسطة عليها مدار قضاء الحاجات.(۱)

’’بعض عرفاء نے بیان کیا ہے کہ توسل کے آداب سے مراد یہ ہے کہ (جب آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے مزار اقدس پر حاضری دے کر صلوٰۃ و سلام عرض کریں اور اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام عرض کریں تو پھر آپ کو یہ کرنا مناسب ہے کہ) ان دونوں خلفاء کو جناب رسول اللہ ﷺ کی جناب میں اور پھر آپ ﷺ کو بلند اور عظیم ناموں والے اللہ جل جلالہ کی جناب میں وسیلہ بنا کر دعا مانگیں کیونکہ واسطہ کی مراعات پر قضاء حاجات کا دار و مدار ہے۔‘‘

(۱) طحطاوی، حاشیۃ طحطاوی علی مراقی الفلاح، ۱: ۲۶۰

۶۹۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اُن اجل علما میں سے ہیں جنہیں تمام مکاتبِ فکر اپنے اکابرین میں تسلیم کرتے ہیں۔ وہ ''تفسیر عزیزی (۱: ۹)'' میں **اِیَّاكَ نستعين** کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> ''اس جگہ یہ اَمر جاننا ضروری ہے کہ مطلق اِستعانت غیر سے حرام نہیں، بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اس شخص پر بھروسہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ (حقیقی) حاجت روا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے (یعنی حقیقی حاجت روا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جانتے ہوئے) غیر سے استعانت کرے اور اس غیر کو مظہرِ عونِ اِلٰہی سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور روا ہے۔ انبیاء و اولیاء علیہم السلام نے اس طرح کی استعانت غیر کے ساتھ کی ہے۔ اور درحقیقت ایسی استعانت بالغیر نہیں بلکہ استعانت خدا کے ساتھ ہے۔''

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے کسی نے مسئلہ پوچھا:

کوئی صاحب باطن یا صاحب کشف کسی صاحب باطن یا صاحب کشف کی قبر کے پاس مراقبہ کرکے باطن سے کچھ حاصل کرسکتا ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا: ہاں حاصل کرسکتا ہے۔[1]

دوسرے مقام پر فتاویٰ عزیزی میں ہی زیارت قبور اور ان کے آداب کے بارے میں فرماتے ہیں:

> ''اور اگر منجملہ اولیاء اور صلحاء کے کسی بزرگ کی قبر کی زیارت کے لیے جائے تو چاہیے کہ اس بزرگ کے سینہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور اکیس مرتبہ چار

(۱) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی، ۱: ۲۶۰

ضرب سے یہ پڑھیں سُبُّوحُ قدوسٌ ربّنا وربُّ الملائکة والرُّوح اور سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَا تین مرتبہ پڑھے اور دل سے خطرات کو دور کر کے اور دل کو اس بزرگ کے سینے کے سامنے رکھے۔ تو اس بزرگ کی روح کی برکات زیارت کرنے والے کے دل میں پہنچیں گی۔'' (۱)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس آیہ شریفہ - وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ (۲)- کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ یہود آپ ﷺ کی آمد سے قبل اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے لیے آپ ﷺ کے وسیلہ سے اللہ کے حضور یوں اِلتجاء کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا إِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ أَحْمَدَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِ الَّذِى وَعَدْتَّنَا أَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِي اٰخِرِ الزَّمَان بِكِتَابِكَ الَّذِى تُنْزِلُ عَلَيْهِ آخِرَ مَا يَنْزِلُ أَنْ تَنْصُرَنَا عَلٰى أَعْدَائِنَا. (۳)

''اے اللہ، ہم تجھ سے اس نبی امی احمد ﷺ کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں جن کے بھیجنے کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کتاب کی برکت سے جو تو ان پر سب کتابوں سے بعد نازل فرمائے گا، تو ہمیں ہمارے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرما۔''

شاہ صاحب ''تفسیر عزیزی'' پارہ ۳۰ صفحہ ۵۰ پر اس جہانِ فانی سے وصال فرما جانے والے اولیاء وصلحاء سے استفادہ و استعانت سے متعلق فرماتے ہیں:

از اولیاء مدفونین ودیگر صلحا مومنین انتفاع واستفاده

---

(۱) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی، ۱: ۳۲۶

(۲) البقرۃ، ۲: ۸۹

(۳) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی: ۳۲۹

جاری است و آنہا را افادہ و اعانت نیز متصور بخلاف مردہ ہائے سوختہ کہ این چیزھا اصلاً نسبت بآنہار در اہل مذہب آنہا نیز واقع نیست۔

”وصال پانے والے اَولیاء اور دیگر صلحاء مومنین سے اِستفادہ اور اِستعانت جاری و ساری ہے۔ ان اولیاء وصلحاء سے افادہ اور امداد جائز ہے بخلاف ان مردوں کے جن کو جلایا دیا جاتا ہے، کیونکہ ان سے یہ اُمور ان کے مذہب میں بھی جائز نہیں ہیں۔“

اولیاء اللہ کا وفات کے بعد بھی دنیا میں تصرف کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

و بعضے از خواص اولیاء اللّٰہ را کہ آلاہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ انددریں حالت ہم تصرف در دنیا وادہ استغراق آنہا بہ جہت کمال وسعت مارك آنہا مانع توجہ بایں سمت نمے گردد و اویسیاں تحصیل کمالات باطنی از انہامے نما نیدد ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود ازنہامے طلبند و مے یا بند و زبان حال آنہا در آنوقت بہم مترنم بایں مقالات است۔ مصرعہ ”من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔“[۱]

”وہ خاص اولیاء اللہ جنہوں نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے، وفات کے بعد بھی دنیا میں تصرف کرنے کی طاقت پاتے ہیں۔ ان کا اُمور اُخروی میں مستغرق ہونا بسبب وسعت ادراک کے دنیا کی

(۱) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی، پارہ:۳۰، صفحہ:۳

طرف توجہ کرنے سے مانع نہیں ہوتا۔ اویسی سلسلہ کے حضرات اپنے باطنی کمالات ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور حاجت مندان سے حاجت طلب کرتے ہیں اور مراد پاتے ہیں۔ ان کی زبان حال اس وقت یوں گویا ہوتی ہے کہ ''من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن'' اگر تم بدن سے میری طرف بڑھو گے تو میں روح سے تمہاری طرف پیش قدمی کروں گا۔''

۷۰۔ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی (۱۲۴۲ھ)

شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی سیرتِ نبوی پر اپنی کتاب **مختصر سیرۃ الرسول** میں نقل کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو بکر اور خزاعہ کی جنگ اسلام سے پہلے چلی آ رہی تھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بنو بکر قریش کے حلیف بن گئے اور بنو خزاعہ نبی اکرم ﷺ کے، بعد ازاں بنو بکر نے صلح کا یہ موقع غنیمت جانا اور قریش کی مدد سے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار کی۔ عمر بن سالم خزاعی چالیس افراد کو ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ سے امداد حاصل کرنے کے لیے مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوئے۔

اس واقعہ کو امام طبرانی **المعجم الصغیر** میں راویت کرتے ہیں کہ اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

أنها سمعت رسول الله ﷺ يقول فی متوضئه ليلاً: لبيك لبيك (ثلاثا) نصرت نصرت (ثلاثا). قلت: يا رسول الله، سمعتك تقول فی متوضئك لبّيك لبّيك ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا، كأنّك تكلّم إنسانا، فهل كان معك أحد؟ فقال: هذا راجز بنی كعب يستصرخنی و يزعم أنّ قريشا أعانت عليهم بنی بكر. (إلی أن قالت) فأقمنا ثلاثا، ثم صلّی الصّبح بالنّاس، فسمعت الراجز ينشده:

يا ربّ إنّی ناشد محمدا
حلف أبینا و أبیه الأتلدا
إن قریشا أخلفوك الموعدا
ونقضوا میثاقك المؤكدا
وزعموا أن لست أدعو أحدا
فانصر هداك الله نصراً أیدا (۱)

''انہوں نے ایک رات وضو کرنے کی جگہ میں رسول اللہ ﷺ کو تین مرتبہ لَبَّیْكَ لَبَّیْك (میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں) اور تین مرتبہ نُصِرْتَ نُصِرْتَ (تمہاری امداد کی گئی، تمہاری امداد کی گئی) کہتے سنا۔ جب باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اپنی وضو کی جگہ میں تین مرتبہ لَبَّیْكَ لَبَّیْك اور تین مرتبہ نُصِرْتَ نُصِرْت فرماتے ہوئے سنا ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے ہوں، کیا وضو خانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ بنو کعب کا رجز خواں مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی امداد کی ہے، تین دن کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا۔''

(اِلٰہی میں محمد (ﷺ) کو اپنے اور آپ ﷺ کے باپ کا قدیم عہد یاد دلاتا ہوں۔ بلا شبہ قریش نے آپ ﷺ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کی خلاف ورزی کی ہے اور آپ ﷺ کے پختہ عہد کو توڑ دیا ہے۔ اور اس زعم میں مبتلا ہیں کہ میں اپنی مدد کے لیے کسی کو نہیں بلا سکتا، اللہ عزوجل آپ ﷺ کو توفیق دے کہ آپ ﷺ ہماری جاندار مدد فرمائیں۔)

(۱) عبد الله بن محمد بن عبدالوهاب، مختصر سیرة الرسول: ۳۳۳

یہ بھی صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے بارگاہ رسالت میں فریاد کی اور ان کی فریاد سنی گئی۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں:

وَإِنَّكَ أَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً
إِلَى اللهِ يَا ابْنَ الْأَكْرَمِيْنَ الْأَطَايِبِ
وَكُنْ لِيْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ
بِمُغْنٍ فَتِيْلًا عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ[۱]

(طیب ومکرم حضرات کے فرزند! آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام رسولوں سے زیادہ قریب وسیلہ ہیں۔ آپ اس دن میرے شفیع ہوں گے جس دن کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کو کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکے گا۔)

۱۷۔ شاہ اسمعیل دہلوی (۱۲۴۶ھ)

شاہ اسمعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں شیخ اور مرشد کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک رسائی کا وسیلہ اور ذریعہ قرار دیا ہے۔ وہ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ[۲] کے تحت وسیلہ سے مراد مرشد کی رہنمائی لیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

اهل سلوك ایں آیت را اشارت بسلوك می فهمند و وسیله مرشد را می دانند، پس تلاش مرشد بنا بر فلاح حقیقی و فوز تحقیقی پیش از مجاهده ضروری است، و سنتالله

(۱) عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی، مختصر سیرۃ الرسول: ۴۹

(۲) المائدۃ، ۵:۳۵

برهمین منوال جاریست، لهذا بدون مرشد راه یابی نادر است۔[۱]

''اہلِ سلوک نے اِس آیت میں وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے۔ حقیقی کامیابی و کامرانی کے حصول کے لئے مجاہدہ و ریاضت سے پہلے تلاشِ مرشد از حد ضروری ہے اور اللہ تعالی نے سالکانِ راہِ حق کے لئے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ اسی لئے مرشد کی راہنمائی کے بغیر اس راستے کا ملنا شاذ و نادر ہے۔''

صراط مستقیم میں دوسری ہدایت کے پہلے افادہ کے ذیل میں مولوی اسماعیل دہلوی بیان کرتا ہے:

''حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے شیخین پر بھی یک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت و غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے جاری ہیں۔ بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔''(۲)

شاہ اسمعیل دہلوی کی اس عبارت سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ سلطنت، امیری، ولایت اور غوثیت کے حصول کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسیلہ ہیں۔

۷۲۔ شاہ عبدالغنی دہلوی (ھ)

شاہ عبدالغنی دہلوی سنن ابن ماجہ کے حاشیہ مصباح الزجاجہ پر ایک حدیث شریف کی شرح میں آپ ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد توسل کے جواز پر یوں رقم طراز ہیں:

---

(۱) اسمعیل دہلوی، صراطِ مستقیم: ۵۸

(۲) اسمعیل دہلوی، صراط مستقیم، دوسری ہدایت: ۶۰

وَالْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰی جَوازِ التَّوَسُّلِ وَالْإِسْتَشْفَاعِ بِذَاتِهِ الْمُكَرَّمِ فِیْ حَيوٰتِهٖ وَ اَمَّا بَعْدَ مَمَاتِهٖ.(۱)

''حدیثِ مبارکہ آپ ﷺ کی زندگی اور آپ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے توسل اور استشفاع کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے''

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ: ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو اُس کے واسطے سے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ: اَعِزِّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذين الرجلين إليك بِأَبِیْ جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قال و كان أحبّهما إليه عمر.(۲)

''یا اللہ: ان دو آدمیوں ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو اُس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان دونوں میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ زیادہ محبوب تھے''

۷۳۔ شیخ محمد بن علی شوکانی (۱۲۵۰ھ)

قاضی شوکانی اپنی کتاب ''تحفة الذاکرین'' میں حدیثِ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ اور حدیثِ اِستسقاء سے حضور ﷺ اور صالحین سے توسل پر اِستدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أقول ومن التوسّل بالأنبياء ماأخرجه الترمذی(۳)، والنسائی(۴)،

(۱) شاہ عبدالغنی دہلوی، مصباح الزجاجہ برحاشیہ ابن ماجہ: ۱۰۰

(۲) ترمذی، جامع ترمذی، أبواب المناقب، مناقب عمر ابن الخطاب، ۵:۶۱۷، رقم: ۳۶۸۱

(۳) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الدعوات، باب فی دعاء الضیف، ۵: ۵۶۹، رقم: ۳۵۷۸

(۴) نسائی، عمل الیوم واللیلة: ۴۱۸، رقم: ۶۶۰

وابن ماجة[1] وابن خزيمة فی صحيحه والحاكم[2] وقال: صحيح علی شرط البخاری ومسلم من حديث عثمان بن حنيف رضی الله عنه أن أعمی أتی النّبیّ صلی الله علیه وآله وسلم فقال: يا رسول الله! أدع الله أن يكشف لی عن بصری. قال: أو أدعك. فقال: يا رسول الله! إنّی قد شقّ علیّ ذهاب بصری. قال: فانطلق فتوضأ فصل ركعتين، ثم قل: اللّهم! إنّی أسألك وأتوجّه إليك بمحمد نبی الرحمة ...... الحديث. وسيأتی هذا الحديث فی هذا الكتاب عند ذكر صلاة الحاجة وأما التوسّل بالصّالحين فمنه ما ثبت فی الصّحيح أن الصّحابة استسقوا بالعبّاس رضی الله عنه عمّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، وقال عمر رضی الله عنه: إنّا نتوسّل إليك بعمّ نبيّنا.[3]

’’میں کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ کے جواز پر وہ حدیث دلیل ہے جس کو امام ترمذیؒ، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔ امام حاکم نے اس کو روایت کر کے کہا: یہ حدیث امام بخاری اور امام

(۱) ابن ماجه، السنن، أبواب إقامة الصلاة، باب ما جاء فی صلاة الحاجة، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۳۸۵

(۲) ۱۔ حاكم، المستدرك، ۱: ۷۰۷، رقم: ۱۹۳۰
۲۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۶: ۲۰۹، ۲۱۰
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۳۸
۴۔ بيهقی، دلائل النبوة، ۶: ۱۶۶، ۱۶۷
۵۔ تهانوی، نشر الطيب، فصل نمبر، ۳۸

(۳) بخاری، الصحيح، ابواب الإستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الإستسقاء إذا قحطوا، ۱: ۳۴۲، رقم: ۹۶۳

مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری بصارت بحال کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یا میں رہنے دوں؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھ پر نابینائی بہت دشوار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو، پھر کہو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبیٔ رحمت کے وسیلہ سے میں تیری طرف متوجہ ہوں...... الحدیث۔ الحصن والحصین کے باب صلوٰۃ الحاجۃ میں اس حدیث کا ذکر آئے گا اور صالحین کے توسل کے جواز پر وہ حدیث دلیل ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے چچا محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کے لیے دعا کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! ہم تیرے نبی کے عم محترم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔‘‘

امام شوکانی حضور نبی اکرم ﷺ سے آپ کی زندگی اور آپ کے وصال کے بعد دونوں حالتوں میں توسل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب الدر النضید في إخلاص کلمة التوحید میں لکھتے ہیں:

إنّ التوسّل به ﷺ يكون في حياته وبعد موته، وفي حضرته ومغيبه، ولا يخفاك أنّه قد ثبت التوسّل به ﷺ في حياته وثبت التوسّل بغيره بعد موته بإجماع الصّحابة، إجماعاً سكوتياً لعدم إنكار أحد منهم على عمر رضي الله عنه في التوسّل بالعباس رضي الله عنه.(١)

’’حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل آپ ﷺ کی حیات میں بھی ہے اور وصال کے بعد بھی، آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ سے توسل ثابت ہے اور آپ کے

(١) ا۔ شوکانی، الدر النضید في إخلاص کلمة التوحید: ٦

وصال کے بعد دوسروں سے توسل باجماع صحابہ ثابت ہے۔ یہ اِجماعِ سکوتی تھا کیوں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کرنے پر کسی نے انکار نہیں کیا۔‘‘

شیخ عبد الرحمٰن مبارکپوری (۱۳۵۲ھ) تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی میں بیان کرتے ہیں کہ قاضی شوکانی توسل پراعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

ما يورده المانعون من التوسّل بالأنبياء والصّالحين من نحو قوله تعالىٰ: ﴿ما نعبدهم الا ليقرّبون إلى الله زلفى﴾[1] و نحو قوله تعالىٰ: ﴿فلا تدعوا مع الله احدا﴾ [2] و نحو قوله تعالىٰ: ﴿له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشيء﴾[3] ليس بوارد بل هو من الاستدلال بمحل النزاع بما هو اجنبى عنه فإن قولهم ﴿ما نعبدهم الا ليقرّبونا الى الله زلفىٰ﴾ مصرح بأنّهم عبدوهم لذلك والمتوسل بالعالم مثلاً لم يعبده بل علم أن له مزية عند الله بحمله العلم فتوسّل به لذلك و كذلك قوله: ﴿ولا تدعوا مع الله أحدا﴾ فإنّه نهى عن أن يدعى مع الله غيره كان يقول بالله و بفلان والمتوسّل بالعالم مثلاً لم يدع الا الله فانّما وقع منه التوسّل عليه بعمل صالح بعض عباده كما توسّل الثلاثة الذين انطبقت عليهم الصخرة بصالح أعمالهم و

(۱) القرآن، الزمر، ۳۹: ۳

(۲) القرآن، الجن، ۷۲: ۱۸

(۳) القرآن، الرعد، ۱۳: ۱۴

كذلك قوله والذين يدعون من دونه الآية فان هؤلاء دعوا من لا يستجيب لهم ولم يدعوا ربهم الذى يستجيب لهم والمتوسّل بالعالم مثلاً لم يدع إلا الله ولم يدع غيره دونه ولا دعا غيره مع. (۱)

’’انبیاء اور صالحین کے توسل سے منع کرنے والے قرآن مجید کی ان آیات سے استدلال کرتے ہیں:

۱۔ وہ (اپنی بُت پرستی کے جھوٹے جواز کے لئے یہ کہتے ہیں کہ) ہم اُن کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرّب بنا دیں۔

۲۔ سو اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش مت کیا کرو۔

۳۔ اسی کے لئے حق (یعنی توحید) کی دعوت ہے، اور وہ (کافر) لوگ جو اس کے سوا (معبودانِ باطلہ یعنی بتوں) کی عبادت کرتے ہیں، وہ انہیں کسی چیز کا جواب بھی نہیں دے سکتے۔

’’ان آیات سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ سورۂ زمر کی آیت نمبر ۳ میں یہ تصریح کہ مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا، بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس عالم کے علم کی وجہ سے اس کی اللہ کے نزدیک فضیلت اور وجاہت ہے وہ اس وجہ سے اس کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے۔ اسی طرح سورۃ الجن کی آیت نمبر ۱۸ میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرکے پکارنے (یا عبادت کرنے) سے منع کیا ہے، مثلاً کوئی شخص کہے: میں اللہ اور فلاں کی عبادت کرتا ہوں، اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور اللہ کے بعض

(۱) عبدالرحمن مبارکپوری، تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، ۴: ۲۸۳

نیک بندوں کے اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرتا ہے، جیسا کہ ایک غار میں تین شخص تھے اور اس غار کے منہ پر ایک چٹان گرگئی تو انہوں نے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا کی۔ اسی طرح سورہ رعد کی آیت نمبر ۱۴ میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو ان لوگوں کو (معبود سمجھ کر) پکارتے تھے جو ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے اور اپنے رب کو نہیں پکارتے تھے جو ان کی دعا قبول کرتا ہے اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے، وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور کسی اور سے دعا نہیں کرتا، اللہ کے بغیر نہ اللہ کے ساتھ۔"

۷۴۔ علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ)

علامہ آلوسی کے نزدیک حضور ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی عزت و وجاہت کے وسیلہ سے اللہ عزوجل سے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

أنا لا أرى بأسا فی التوسّل الی الله تعالیٰ بجاه النبیﷺ حیًا ومیتًا، ویراد من الجاه معنی یرجع إلی صفة من صفاته تعالیٰ مثل أن یراد به المحبّة التّامة المستدعیة عدم رده وقبول شفاعته فیکون معنی قول القائل إلٰهی أتوسّل بجاه نبیّك ﷺ أن تقضی لی حاجتی إلٰهی اجعل محبتك له وسیلة فی قضاء حاجتی ولا فرق بین هٰذا وقولك: إلٰهی أتوسل برحمتك أن تفعل كذا إذ معناه أیضا الٰهی اجعل رحمتك وسیلة فی فعل كذا بل لا أری باسًا أیضاً بالأقسام علی الله تعالیٰ بجاهه ﷺ بهٰذا المعنی والكلام فی الحرمة كالكلام فی الجاه ولا یجری ذلك فی التوسّل والإقسام بالذّات البحث نعم لم یعهد التوسّل بالجاه

والحرمة عن أحد من الصّحابة ﷺ ولعلّ ذلك كان تحاشيا منهم عما يخشى أن يعلق منه فى أذهان النّاس إذ ذالك وهم قريبو عهد بالتوسل بالأصنام شيء ثم اقتدى بهم من خلفهم من الائمّة الطّاهرين وقد ترك رسول الله ﷺ هدم الكعبة وتأسيسها على قواعد ابراهيم لكون القوم حديثى عهد بكفر كما ثبت ذلك فى الصّحيح وهذا الّذى ذكرته إنّما هو لرفع الحرج من دعوى تضليلهم كما يزعمه البعض فى التوسّل بجاه عريض الجاه ﷺ لا للميل الى أن الدّعاء كذلك أفضل من استعمال الأدعية المأثورة التى جاء بها الكتاب وصرحت عليه الصحابة الكرام ﷺ وتلقاه من بعد هم بالقبول أفضل وأجمع وأنفع وأسلم.(١)

”حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی عزت اور وجاہت کے وسیلہ سے اللہ عزوجل سے دعا کرنے میں میرے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ کی وجاہت سے یہاں اللہ عزوجل کی ایک صفت مراد ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ سے وہ کامل محبت جس کا یہ تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی دعا کو مسترد نہ فرمائے اور آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے۔ جب کوئی شخص دعا میں کہتا ہے: ”اللہ! میں تیرے نبی ﷺ کی وجاہت کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو میری حاجت کو پورا فرما۔“ تو اس دعا کا یہ معنی ہے: ”اللہ! میں اپنی اس حاجت کے پورا ہونے میں تیری محبت کو وسیلہ بناتا ہوں اور اس دعا میں اور تمہارے اس قول میں کوئی فرق نہیں ہے کہ ”اے اللہ میں تیری رحمت کو وسیلہ بناتا ہوں کہ تو میرا یہ کام کر دے“ بلکہ میں

(١) آلوسى، روح المعاني فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ٦: ٢٨

یہ کہنا بھی جائز سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص یہ کہے کہ ''اللہ! میں تجھ کو نبی ﷺ کی وجاہت کی قسم دیتا ہوں کہ تو یہ کام کر دے۔'' وجاہت اور حرمت کے ساتھ سوال کرنے میں ایک جیسی بحث ہے، توسل اور ذاتِ محض کی قسم دینے میں یہ بحث جاری نہیں ہوگی، ہاں وجاہت اور حرمت کے وسیلہ سے دعا کرنا کسی صحابی سے منقول نہیں ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ صحابہ وسیلہ کے ساتھ دعا کرنے سے اس لیے اجتناب کرتے تھے کہ لوگوں کے ذہنوں میں کوئی بدعقیدگی جگہ نہ پکڑے، کیونکہ ان کا زمانہ بتوں کے ساتھ توسل کرنے کے قریب تھا۔ اس کے بعد ائمہ طاہرین نے بھی صحابہ کی اقتداء میں وسیلہ کے ساتھ دعا نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ کعبہ کی اس وقت کی عمارت کو منہدم کر کے بناء ابراہیم پر اس کو دوبارہ تعمیر کرنا چاہتے تھے، لیکن چونکہ آپ کی قوم تازہ تازہ کفر سے نکلی تھی، اس لیے آپ نے فتنہ پیدا ہونے کے خدشہ سے اپنے ارادہ کو ترک فرما دیا جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے، میں نے وجاہت سے توسل اور قسم دینے کا جواز اور اس کی توجیہ اس لیے بیان کی تا کہ عام مسلمانوں کو اس دعا میں حرج نہ ہو، کیونکہ بعض لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی وجاہت کے وسیلہ سے دعا کرنے پر گمراہی کا حکم لگانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس تقریر سے میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ اس طرح وسیلہ سے دعا کرنا ان دعاؤں سے افضل ہے، جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں اور جن دعاؤں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کاربند رہے اور تابعین نے جس طریقہ کو اپنایا یقیناً دعا کا یہی طریقہ زیادہ اچھا، زیادہ جامع، زیادہ نفع آور اور زیادہ سلامتی والا ہے۔''

علامہ آلوسی آیت **وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ**(۱) کے ذیل میں بیان کرتے ہیں کہ یہود آپ ﷺ کے توسل سے اللہ کے حضور دعائیں کرتے تھے۔ وہ اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

(۱) البقرة، ۲: ۸۹

نزلت في بني قُرَيظَه والنَّضِير كانوا يستفتحون على الأوْس والخَزْرَجْ برسول الله ﷺ قبل مبعثه. قاله ابن عباس وقتاده. والمعنی يطلبون من الله تعالیٰ أن ينصرهم به على المشركين، كما روی السُّدِّیّ أنّهم كانوا إذا اشتدّ الحرب بينهم وبين المشركين أخرجوا التوراة ووضعوا أيديهم على موضع ذكر النبی ﷺ، وقالوا: اللّهم، إنّا نسألك بحق نبيّك الّذی وعدتّنا أن تبعثه فی آخر الزّمان أن تنصرنا اليوم على عدونا، فيُنصَرون.(۱)

''یہ آیت بنی قریظہ اور بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی جو اوس اور خزرج پر حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے وسیلے سے فتح یابی کی دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی بات کو بیان کیا ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے کہ اس نبی کے وسیلے سے مشرکین کے خلاف ان کی نصرت فرمائے جیسا کہ السُّدِّی نے بیان کیا ہے کہ جب ان (یہود) کے اور مشرکین کے درمیان لڑائی زوروں پر آجاتی تو وہ تورات کھول کر اس مقام پر جہاں حضور نبی

(۱) ۱۔ آلوسی، تفسير روح المعانی، ۱: ۳۲۰
۲۔ فيروز آبادی، تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ۱۳
۳۔ طبری، جامع البيان فی تفسير القرآن، ۱: ۳۲۵
۴۔ زمخشری، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ۱: ۱۶۴
۵۔ آجرّی، كتاب الشريعة: ۴۴۶
۶۔ نسفی، مدارك التنزيل و حقائق التأويل، ۱: ۶۷
۷۔ پانی پتی، التفسير المظهری، ۱: ۹۴

اکرم ﷺ کا ذکر ہوتا ہاتھ رکھ دیتے اور دعا کرتے: اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اس نبی کے صدقے دعا کرتے ہیں جنہیں تو نے آخری زمانے میں مبعوث فرمانے کا ہم سے وعدہ کیا ہے، آج ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری نصرت فرما۔) پس (اس دعا کی برکت سے) ان کی مدد کی جاتی۔''

علامہ سید محمود آلوسی مقربین و صالحین کو وسیلہ بنانے اوران سے روحانی استمداد کے امکان و جواز کے باب میں سورۃ النازعات کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

ولذا قيل ...... إذا تحيرتم في الأمور فاستعينوا من أصحاب القبور أى أصحاب النفوس الفاضلة المتوفين، و لا شكّ فى أنّه يحصل لزائرهم مدد روحانى ببركتهم وكثيرا ما تنحل عقد الأمور بإنامل التوسُّل إلى الله تعالى بحرمتهم.[1]

''اسی لیے کہا گیا ہے کہ جب تمہیں مشکلات پیش آئیں تو اہل مزارات سے مدد طلب کیا کرو۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ان محبوب ومقبول بندوں سے جو نفوسِ قدسیہ کے مالک ہیں اور وصال فرما گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص ان کے مزارات پر حاضری دے، اسے ان کی برکت سے روحانی مدد حاصل ہوتی ہے۔ بسا اوقات اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کی حرمت کا وسیلہ پیش کرنے سے مشکلات کی گرہیں کھل جاتی ہیں۔''

پھر فرماتے ہیں:

وقيل: إقسام بالنّفوس حال سلوكها و تطهير ظاهرها و باطنها

---

(۱) آلوسی، روح المعاني فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ۳۰: ۲۷، ۲۸

بالإجتهاد فی العبادة، والترقی فی المعارف الإلهية ......فتسبّح فی مراتب الإرتقاء، فتسبق إلی الکمالات حتی تصير من المکملات للنفوس الناقصة.(۱)

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان جملوں میں ان پاک سرشت لوگوں کی قسم اٹھائی گئی ہے، جو میدانِ سلوک میں قدم رکھتے ہیں۔ عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے ظاہر و باطن کو پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور معرفتِ خداوندی حاصل کرلیتے ہیں۔ (ان قدسی صفت لوگوں پر ان جملوں کا انطباق یوں ہوگا کہ) یہ حضرات خود کو نفسانی خواہشات سے روکتے ہوئے عالم قدس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے کمالات کی حدوں تک پہنچ جاتے ہیں، تا آنکہ یہ ناقص و ناکارہ لوگوں کو کامل و کارآمد اور مقبول بنانے کے قابل بن جاتے ہیں۔''

۷۵۔ مولوی قاسم نانوتوی (۱۲۹۷ھ)

بانی دارالعوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی اپنے قصائد قاسمی میں حضور نبی اکرم ﷺ سے استمداد و استعانت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسمِ بے کس کا کوئی حامیٔ کار
ثنا کر اس کی، اگر حق سے کچھ لیا چاہے
تو اس سے کہ اگر ش سے ہے کچھ درکار
یہ ہے اِجابتِ حق کو تیری دعا کا لحاظ
قضا مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار(۱)

(۱) آلوسی، روح المعاني فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ۳۰: ۲۸

(۲) قاسم نانوتوی، قصائد قاسمی: ۵، ۷، ۸

۷۶۔ علامہ حسن العدوی الحمزاوی (۱۳۰۳ھ)

علامہ حسن العدوی الحمزاویؒ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے ہر حال میں توسل و اِستغاثہ جائز اور ثابت شدہ امر ہے۔ وہ مشارق الأنوار میں لکھتے ہیں:

ثمّ إنّ كلا من الاستغاثه والتوسّل والتشفّع والتوجّه بالنبیﷺ كما ذكره فی تحقيقی النصرة واقع فی كل حال، قبل خلقه و بعد خلقه فی مدة حياته فی الدنياﷺ و بعد موته فی مدة البرزخ و بعد البعث فی عرصات القيامة.[1]

’’توسل و اِستغاثہ، شفاعت اور توجہ میں سے تمام اُمور جیسا کہ کتاب تحقیق النصرۃ میں مذکور ہے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ہر حال میں ثابت ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے، ولادتِ مبارکہ کے بعد، دنیا میں آپ ﷺ کی زندگی میں، وصال کے بعد عالمِ برزخ کی مدت میں اور دوبارہ جی اُٹھنے کے بعد میدانِ قیامت میں جائز اور واقع ہے۔‘‘

حسن العدوی حمزاوی نے مشارق الأنوار میں شیخ شہاب الدین رملی کے عقیدہ سے متعلق لکھا ہے:

سئل شيخ الإسلام الرملی عما يقع من العامة عند الشّدائد يا شيخ فلان و نحو ذلك فهل للمشائخ إغاثة بعد موتهم؟ فأجاب بأنّ الاستغاثة بالأولياء و الأنبياء والصّالحين والعلماء جائزة فإنّ لهم إغاثة بعد موتهم كحياتهم فإنّ معجزات الأنبياء كرامة للأولياء.[2]

---

(۱) حسن العدوی الحمزاوی، مشارق الأنوار: ۵۹

(۲) حسن العدوی الحمزاوی، مشارق الأنوار: ۵۹

''شیخ الاسلام رملیؒ سے پوچھا گیا کہ عوام الناس جو مصیبتوں کے وقت یا شیخ فلاں وغیرہ کہتے ہیں، کیا مشائخ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اولیاء، انبیاء، صالحین اور علماء سے استغاثہ جائز ہے کیونکہ وہ وصال کے بعد بھی امداد فرماتے ہیں، جیسے اپنی حیات میں امداد فرماتے تھے، اس لیے کہ انبیاء کے معجزے اولیاء کی کرامتیں ہیں۔''

۷۷۔ مفتی احمد بن زینی دحلان الشافعی المکی (۱۳۰۴ھ)

مفتی احمد بن زینی دحلان فرماتے ہیں:

اَلتَّوَسُّلُ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ.(۱)

''اہل سنت کا توسل (کے جواز پر) پر اِجماع ہے۔''

۷۸۔ علامہ ابن عابدین شامی (۱۳۰۶ھ)

علامہ ابن عابدین شامیؒ اُن اکابر علماء اور فقہا میں سے ہیں جن کی ذہانت و فطانت اور فقہی مہارت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ **ردّ المحتار علی درّ المختار** ان کا عظیم علمی و تحقیقی کارنامہ ہے۔ جب علامہ شامیؒ نے اتنے بڑے علمی و فقہی کام کی تکمیل کا ارادہ کیا تو اپنی دماغی قابلیت اور صلاحیت پر بھروسہ کرنے کی بجائے بارگاہِ ایزدی میں حضور نبی اکرم ﷺ کا وسیلۂ جلیلہ پیش کیا۔ آپؒ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں حضور نبی اکرم ﷺ، مقربینِ اِلٰہی اور حضرت امام اعظمؒ کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا:

و إنّی أسأله تعالی متوسّلاً إلیه بنبیّه المکرم ﷺ، و بأهل طاعته من کلّ ذی مقام عَلِیٍّ معظم، و بقدوتنا الإمام الأعظم، أن یسهل علیّ ذلك من إنعامه، و یعیننی علی إکماله و إتمامه.(۲)

---

(۱) زینی دحلان، الدرر السنیة: ۴۰

(۲) ابن عابدین شامی، رد المحتار علی درالمختار، ۱: ۴

’’میں حضور نبی اکرم ﷺ کو اور عالی مرتبت فرمانبردار بندوں کو اور خاص طور پر ہادی برحق امام اعظمؒ کو وسیلہ بنا کر اللہ ﷻ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ وہ اپنے احسان سے مجھ پر یہ مشکل آسان کردے، اور اس کے اکمال و اتمام کے لیے میری مدد فرمائے۔‘‘

حضور تاجدارِ کائنات ﷺ کے توسل اور ان مقدس ہستیوں کی برکت سے آپ نے قانونِ اسلامی کے موضوع پر اتنی معرکۃ الآرا اور ضخیم کتاب تصنیف کی جو اتنی مستند تصور کی جاتی ہے کہ شہرت وقبولیت میں کوئی کتاب آج تک اس کے درجے کو نہیں پہنچ سکی۔

۷۹۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی (۱۳۰۷ھ)

نواب وحید الزمان توسل بالنبی ﷺ کے شرک نہ ہونے کی دلیل دیتے ہوئے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علامہ بھوپالی یا سیدی یا عروتی ووسیلتی کے الفاظ سے حضور نبیٔ اکرم ﷺ سے توسل کرتے تھے۔ نواب وحید الزمان حاشیۃ ھدیۃ المھدی میں لکھتے ہیں:

و قد إستغاث صاحب جامع البیان (النواب صدیق حسن البوفالی) فی تفسیره بالنّبی، فلو کان مطلق الاستغاثة بغیر اللہ شرکاً لزم کون صاحب جامع البیان مشرکاً، فکیف یعتمد علی تفسیره؟ مع أنّ أهل الحدیث کافّة قد قبلوا تفسیره. وقال العلامة السید (صدیق حسن) فی قصیدة طویلة:

یا سیدی یا عروتی ووسیلتی
یا عدتی فی شدة ورخاء
قد جئت بابك ضارعاً متضرعاً
متأوها بتنفس صعداء

ما لی وراءك مستغاث فارحمن
یا رحمة للعالمین بکائی[1]

''صاحب جامع البیان (نواب صدیق حسن خان بھوپالی) نے اپنی تفسیر کی ابتداء میں حضور نبی اکرم ﷺ سے امداد طلب کی ہے، اگر غیر اللہ سے مطلق استغاثہ شرک ہو تو لازم آئے گا کہ صاحب جامع البیان مشرک ہوئے، پھر ان کی تفسیر پر اعتماد کیسے کیا جائے گا؟ حالانکہ تمام اہلِ حدیث نے ان کی تفسیر کو قبول کیا ہے۔ سید علامہ صدیق حسن خان بھوپالی نے ایک طویل قصیدے میں کہا ہے:

۱۔ اے میرے آقا! میرے سہارے، میرے وسیلے، سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے!

۲۔ میں آپ کے دروازے پر حاضر ہوا ہوں، اس حال میں کہ میں ذلیل ہوں گڑگڑا رہا ہوں، غم زدہ ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔

۳۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے، جس سے مدد مانگی جائے، اے رحمۃ للعالمین! میری آہ و بکا پر رحم فرمائیے۔''

نواب صدیق حسن خان بھوپالی حدیثِ ربیعہ بن کعب - فقال لی سل فقلت أسألك مرافقتك فی الجنة......الخ [2] - کی شرح کرتے ہوئے مسک الختام شرح بلوغ المرام میں لکھتے ہیں:

''(اس حدیث میں) مطلقاً فرمایا کہ مانگو اور کسی خاص مقصد کی تعیین نہیں فرمائی،

(۱) وحید الزمان، حاشیة ہدیة المهدی: ۲۰

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصلوة، باب فضل السجود والحث علیها، ۱: ۳۵۳، رقم: ۴۸۹

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس اور آپ ﷺ کی ہمتِ کرم سے وابستہ ہیں، جو کچھ چاہیں اور جسے چاہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔"(۱)

۸۰۔ شیخ رشید احمد گنگوہی (۱۳۲۳ھ)

شیخ رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات میں أَعِينُونی يَا عِبَادَ الله کے الفاظ سے توسل کرنے کے جواز پر لکھتے ہیں:

"اور بعض روایات میں جو آیا ہے أَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللهِ(۲) (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) تو فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے استعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔"(۳)

شیخ رشید احمد گنگوہی کی اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ بوقتِ مجبوری غیر اللہ سے توسل و استمداد جائز ہے۔ وہ فتاویٰ رشیدیۃ کے صفحہ نمبر ۱۲۳ پر توسل کے جواز پر لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں یہ عرض کرنا کہ بحرمتِ فلاں میرا کام کردے یہ باتفاق جائز ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

اِستعانت کے تین معنی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرے کہ بحرمتِ فلاں میرا یہ کام کردے یہ باتفاق جائز ہے خواہ عند القبر ہو خواہ دور سے، اس میں کسی کو کلام نہیں۔ دوسرے یہ کہ صاحبِ قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے۔ بعض روایات میں جو آیا ہے

---

(۱) بھوپالی، مسک الختام شرح بلوغ المرام، ۱: ۲۸۶

(۲) جزری، الحِصنُ الحَصِين: ۲۲

(۳) رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیۃ، کتاب البدعات، ۱: ۹۹

أعينونی عباد اللہ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے تو وہ اس باب سے نہیں ہے۔ اس سے حجت جواز پر لانا جہل ہے۔ معنی حدیث سے تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جاکر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کر کہ حق تعالیٰ میرا کام کردے اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں۔ سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہ ہے۔ اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیلِ جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارتِ قبر مبارک کے شفاعت و مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے۔‘‘

۸۱۔ شیخ وحید الزمان (۱۳۲۷ھ)

معروف غیر مقلد عالم شیخ وحید الزمان هدية المهدی من فقه المحمدی میں توسل بعد از وصال پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إذا ثبت التوسّل بغير الله فأی دليل يخصّه بالأحياء وليس فی أثر عمر ما يدلّ على منع التوسّل بالنبیّ وهو إنّما توسّل بالعبّاس (۱) لإشراكه فی الدّعاء مع النّاس والأنبياء أحياء فی قبورهم وكذا الشهداء والصالحون وقد ادّعی ابن عطاء على شيخنا ابن تيمية ثم لم يثبت منها شيئاً غير هذا أنّه يقول لا تجوز الاستعانة

(۱) بخاری، الصحيح، أبواب الإستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الإستسقاء إذا قحطوا، ۱: ۳۴۲، رقم: ۹۶۳

بمعنى العبادة من رسول الله ﷺ نعم يجوز التوسّل به ﷺ وقد علم عثمان بن حنيف ﷺ بعد وفاة رسول الله ﷺ رجلًا كان يختلف إلى عثمان ﷺ فلا يلتفت إليه دعاء وفيه الّلهم انّى أسألك وأتوجّه إليك بنبينا محمّد ﷺ نبىّ الرحمة ...... إلى آخره.[1] أخرجه البيهقى بإسناد متصل ورجاله ثقات وليت شعرى إذا جاز التوسّل إلى الله بالأعمال الصالحة بنصّ من الكتاب والسنة فيقاس عليها التوسّل بالصّالحين أيضًا قال الجزرى فى الحِصن فى آداب الدعاء منها أن يتوسّل إلى الله تعالى بالأنبياء والصّالحين من عباده وورد فى حديث اٰخر يامحمّد إنّى أتوجّه بك إلى ربّى قال السيد: إنّه حديث حسن لا موضوع وقد صحّحه التّرمذى الحافظ وورد فى حديث الدّعاء بمحمّد نبيّك ويموسٰى ذكره ابن الأثير فى النّهاية والفتنى فى المجمع وروى الحاكم والطبرانى والبيهقى حديث دعاء اٰدم و فيه يا رب أسألك بحق محمّد و أخرجه ابن المنذر وفيه اللّهم إنى اسألك بجاه محمّد عندك وكرامةً عليك، قال السبكى

(۱) ۱۔ طبرانى، المعجم الكبير، ۹:۳۱، رقم: ۸۳۱۱
۲۔طبرانى، المعجم الصغير، ۱:۱۸۳-۱۸۴
۳۔ بيهقى، دلائل النبوة، ۶:۱۶۷-۱۶۸
۴۔منذرى، الترغيب و الترهيب، ۱:۴۷۳-۴۷۴
۵۔سبكى، شفاء السقام فى زيارة خير الأنام، : ۱۲۵
۶۔ہيثمى، مجمع الزوائد، ۲: ۲۷۹

يحسن التوسّل والاستغاثة والتشفّع زاد القسطلانی و التضرّع والتجوّه والتوجّه بالنّبیّ إلی ربه ولم ینکر ذلک أحد من السّلف والخلف حتی جاء ابن تیمیة فأنکره.[1]

’’جب دعا میں غیر اللہ کے وسیلہ کا جواز ثابت ہے تو اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کیا دلیل ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کی تھی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ممانعت پر دلیل نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اس لیے دعا کی تاکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک کریں۔ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اسی طرح شہداء اور صالحین بھی زندہ ہیں۔ ابن عطاء نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ کے خلاف دعویٰ کیا پھر اس کے سوا اور کچھ ثابت نہیں کیا کہ بطور عبادت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو آپ کے وسیلہ سے دعا کرنے کی تعلیم دی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ اس دعا میں یہ الفاظ تھے: **اللّٰهم إنی أسألک وأتوجّه إلیک بنبیّنا محمّد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **نبی الرحمة الی آخره** ’’اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔‘‘ اس حدیث کو امام بیہقی نے سند متصل کے ساتھ ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔ کاش میری عقل ان منکرین کے پاس ہوتی! جب کتاب اور سنت کی تصریح سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے تو صالحین کے وسیلہ کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا اور امام جزریؒ

---

(۱) وحید الزمان، هدیة المهدی من فقه المحمدی: ۴۹۔۴۷

نے اپنی کتاب الحِصنُ الحَصِین کے باب آدابِ دعا میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا چاہیے۔ ایک اور حدیث میں ہے: **یامحمد إنی أتوجّه بك إلى ربّی** (یا محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں) سید نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے موضوع نہیں ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، ایک حدیث میں ہے **الدعاء بمحمد نبیّك ویموسٰی** 'میں تیرے نبی محمد ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں' اس کو علامہ ابن اثیر نے نہایہ میں اور علامہ طاہر پٹنی نے **مجمع بحار الأنوار** میں ذکر کیا ہے، اور امام حاکم، امام طبرانی اور امام بیہقی نے ایک حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام کی اس دعا کو روایت کیا ہے: **یا رب أسألك بحق محمد** ''اے اللہ! میں تجھ سے بحق محمد ﷺ سوال کرتا ہوں'' اور ابن منذر نے روایت کیا ہے **اللّٰهم إنی أسألك بجاه محمّد عندك وكرامةً علیك** (اے اللہ تیرے نزدیک محمد ﷺ کی جو وجاہت اور عزت ہے میں اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں)۔ علامہ سبکیؒ نے کہا ہے کہ وسیلہ پیش کرنا، مدد طلب کرنا اور شفاعت طلب کرنا مستحسن ہے۔ علامہ قسطلانیؒ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کے وسیلہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہوکر آہ و زاری کرنے کا متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تھا حتی کہ ابن تیمیہ آیا اور اس نے انکار کیا۔''

مجازی نسبت پر گفتگو کرتے ہوئے نواب صاحب لکھتے ہیں:

وكما فی قوله تعالى ﴿وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ﴾[1] فأسند الخلق والابراء إلى عیسى مجازاً فلو طلب أحد من عیسى روح

(۱) المائدة، ۵: ۱۱۰

الله أن يحي ميتاً بإذن الله فلا يكون شركاً أكبر وكذلك لو طلب أحد من ولى حى أو من روح نبى أو صالح أن يهب له الأولاد أو يشفيه من مرض أو يدفع عنه سوء بإذن الله وأمره فهذا لا يكون شركا أكبر.(۱)

''اور جیسا کہ اللہ ﷻ کے اس ارشاد ﴿اور جب تم میرے حکم سے مٹی کے گارے سے پرندے کی شکل کی مانند (مورتی) بناتے تھے پھرتم اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ (مورتی) میرے حکم سے پرندہ بن جاتی تھی اور جب تم مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں (یعنی برص زدہ مریضوں) کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے﴾ میں پیدا کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازاً کی گئی ہے، پس اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کرے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اذن سے مردے کو زندہ کریں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص زندہ ولی سے یا نبی یا ولی کی روح سے یہ درخواست کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اسے اولاد دیں یا اس کی بیماری دور کر دیں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا۔''

۸۲۔ مولانا خلیل احمد سہارن پوری (۱۳۴۶ھ)

مولوی خلیل احمد سہارن پوری حسّام الحرمین کے رد میں لکھے گئے اپنے رسالہ المهند على المفند میں عقائد علمائے دیو بند بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء، صلحاء، اَولیاء، شہداء اور صدیقین رحمهم الله عليهم کا توسل ان کی حیات میں یا بعد از وفات جائز ہے۔ علمائے عرب نے ان سے سوال کیا کہ:

(۱) وحيد الزمان، حاشية هدية المهدى: ۴۹

١۔ هل للرجل أن يتوسّل فی دعواته بالنبي ﷺ بعد الوفاة أم لا؟

٢۔ أيجوز التوسّل عندكم بالسّلف الصالحين من الأنبياء والصديقين والشهداء وأولياء ربّ العلمين أم لا؟

١۔ کیا وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ سے توسل دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟

٢۔ تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے یا نا جائز؟

ان سوالات کے جواب دیتے ہوئے مولوی خلیل احمد سہارن پوری اپنے رسالہ المهند علی المفند میں لکھتے ہیں:

عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسّل فی الدعوات بالأنبياء والصّالحين من الأولياء والشهداء والصديقين فی حيوتهم وبعد وفاتهم بأن يقول فی دعائه الّلهم إنی أتوسّل إليك بفلان أن تجيب دعوتی و تقضی حاجتی إلی غير ذلك كما صرّح به شيخنا و مولانا الشاه محمد إسحق الدهلوی ثم المهاجر المكی ثم بينه فی فتاواه شيخنا و مولانا رشيد احمد الگنگوهی رحمة الله عليهما و فی هذا الزمان شائعة مستفيضة بأيدی الناس و هذه المسئلة مذكورة علی صفحة ٩٣ من الجلد الأول منها فليراجع إليها من شاء.[١]

”ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیهم السلام،

---

(١) خليل احمد سهارن پوری، المهند علی المفند: ٣١

صلحاء، اَولیاء، شہداء اور صدیقین رحمة الله علیهم أجمعین کا توسل جائز ہے، ان کی حیات میں اور بعد از وفات۔ بایں طور کہ دعا کرنے والا کہے: یا اللہ میں تیری بارگاہ میں فلاں بزرگ کا دسیلہ پیش کرتا ہوں کہ تو میری دعا کو قبول اور میری حاجت کو پورا فرما۔ یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔ چنانچہ اس کی تصریح ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم مہاجر مکی نے فرمائی ہے۔ پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکورہ ہے۔ جس کا جی چاہیے دیکھ لے۔''

۸۳۔ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱۳۵۰ھ)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے شواهد الحق فی الإستغاثة بسید الخلق میں امام احمد بن حنبلؒ کے امام شافعیؒ کو وسیلہ بنانے کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے:

إنّ الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالی دعا الله تعالی متوسّلًا بالإمام الشافعي فتعجّب منه ابنه عبد الله فقال الامام أحمد: إنّ الشّافعي کالشّمس للنّاس وکالعافیة للبدن. (۱)

''امام احمد بن حنبلؒ اللہ عزوجل سے دعا کرتے ہوئے حضرت امام شافعیؒ کو وسیلہ بنایا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے عبداللہ کو تعجب ہوا تو امام احمدؒ بن حنبل نے فرمایا: امام شافعیؒ لوگوں کے لیے آفتاب اور بدن کے لیے صحت کی مانند تھے۔''

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے شواهد الحق میں اِمام کمال الدین زملکانیؒ کا ایک بہت ہی فصیح و بلیغ قصیدہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے منکرین توسل و

(۱) نبهانی، شواهد الحق فی الاستغاثة بسید الخلق: ۱۴۶

استمداد کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

يَا صَاحِبَ الْجَاهِ عِنْدَ خَالِقِهٖ
مَا رَدّ جَاهَكَ إِلَّا كُلُّ أَفَّاكٍ

(اے محبوب کریم! جو اپنے خالق و مالک کے ہاں عظیم جاہ و مرتبہ کے مالک ہیں آپ ﷺ کے اس خدا داد منصب و مقام کا انکار صرف بہتان تراش اور افتراء پرداز لوگوں نے ہی کیا ہے۔)

اَنْتَ الْوَجِيْهُ عَلٰى رَغْمِ الأعداء أَبَدًا
أَنْتَ الشَّفِيْعُ لِفَتَّاكٍ وَّ نَسَّاكٍ

(آپ اعداء اور بدخواہ لوگوں کی مرضی کے برعکس اللہ ﷻ کے ہاں بہت ہی وجیہ اور مقرب ترین ہیں اور آپ ہی ظلم و تعدی کے شکار اور عبادت گزار لوگوں کے شفیع ہیں۔)

يَا فِرْقَةَ الزَّيْغِ لَا لَقِيْتِ صَالِحَةً
وَلَا شَفَى اللّٰهُ يَوْمًا قَلْبَ مَرْضَاكٍ

(اے زیغ و کجروی کا شکار گروہ! اللہ کرے تمہیں کبھی نیکی نصیب نہ ہو اور کسی دن بھی اللہ تعالیٰ تمہارے قلبی مرض کو دور نہ کرے۔)

و لا حظيت بجاهِ الْمُصْطَفَى أَبَدًا
وَ مَن اَعَانَكِ فِى الدُّنْيَا وَ وَالاكِ(۱)

(تجھے پیارے مصطفیٰ ﷺ کے جاہ و مرتبت کا قطعاً کوئی فائدہ نصیب نہ ہو اور نہ دنیا میں تیرے معاونین اور محبوں کو۔)

(۱) نبهانی، شواهد الحق فی الاستغاثة بسيد الخلق:۲۸۹

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی **المجموعة النبهانية** میں نقل کرتے ہیں کہ علامہ ابن حجر عسقلانی بارگاہ رسالت میں اپنا منظوم کلام پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

يا سيدى يا رسول الله قد شرفت
قصائدى بمديح قد رصفا

(میرے آقا! اے اللہ کے رسول! آپ کی مدح میں کہے ہوئے میرے قصیدے شرافت والے ہو گئے ہیں۔)

مدحتك اليوم أرجو الفضل منك غدا
من الشفاعة فالحظنى بها طرفا

(آج میں نے آپ کی نعت کہی اور کل مجھے آپ سے شفاعت کی امید ہے، وہاں مجھے بھی نظر میں رکھئے۔)

بكم توسل يرجو العفو عن زلل
من خوفه جفنه الهامى لقد ذرفا(۱)

(بندہ گناہ گار نے آپ کا وسیلہ پکڑا ہے، اسے امید ہے کہ لغزشیں معاف فرما دی جائیں گی، خوف کے سبب اس کی پلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔)

۸۴۔ مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری (۱۳۵۳ھ)

علامہ مبارکپوری **تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی** میں حضور نبی اکرم ﷺ سے آپ کی حیات طیبہ میں اور بعد از وصال دونوں حالتوں میں توسل کے جواز پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(۱) نبهانى، المجموعة النبهانية، ۲: ۳۹۱

أنّهم كانوا يتوسّلون بالنّبي في حياته في الاستسقاء ثم توسّل بعمّه العباس بعد موته و توسّلهم هو استسقاؤهم بحيث يدعو و يدعون معه فيكون هو وسيلتهم إلى الله تعالى والنّبي كان في مثل هذا شافعًا وداعيًا لهم والقول الثاني أنّ التوسّل به يكون في حياته و بعد موته و في حضرته و مغيبه ولا يخفاك أنّه قد ثبت التوسّل به في حياته و ثبت التوسّل بغيره بعد موته بإجماع الصّحابة إجماعا سكوتيا لعدم إنكار أحد منهم على عمر رضي الله عنه في توسّله بالعباس رضي الله عنه و عندي أنّه لا وجه لتخصيص جواز التوسّل بالنّبي. [1]

''بے شک (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں بارش کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا گیا اور ان کے توسل سے بارش طلب کی گئی۔ اُن کا اِستسقاء یہ ہوتا تھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کے ساتھ دعا فرماتے۔ پس اس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور ان کا وسیلہ ہوتے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کے کام میں ان کی سفارش کرنے والے اور ان کے حق میں دعا فرمانے والے ہوتے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل آپ کی حیات ظاہری اور وصالِ مبارک کے بعد اور آپ کی موجودگی اور عدم موجودگی میں ہوسکتا ہے اور یہ چیز آپ سے مخفی نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں آپ سے توسل ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرما جانے کے بعد آپ کے غیر سے توسل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماعِ سکوتی سے ثابت ہے کیونکہ جب حضرت

---

(۱) مبارکپوری، تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، ۱۰: ۲۶

عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل پکڑا تو اِن میں سے کسی نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انکار نہ کیا۔ میرے نزدیک توسل کے جواز کو فقط حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں (یعنی دیگر اولیاء و صالحین سے بھی توسل ہوسکتا ہے)۔‘‘

مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری علامہ ابن تیمیہ کے حوالے سے توسل کے جواز پر یوں بیان کرتے ہیں:

’’علامہ ابن تیمیہ اپنے رسالہ ’’التوسّل والوسیلة‘‘ میں لکھتے ہیں کہ صحابہ، مہاجرین اور انصار کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعا صحیح اور اہل علم کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی، یہ وہ دعا ہے جسے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے برقرار رکھا اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا۔ یہ واضح ترین اِجماعِ اِقراری ہے۔ ایسی ہی دعا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مانگی تھی۔‘‘(۱)

مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری نے تحفة الأحوذی میں توسل کے جواز پر مختلف علماء کے اِقتباسات نقل کیے ہیں۔ شیخ شوکانی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حدیث عثمان بن حنیف توسل کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ علامہ مبارکپوری لکھتے ہیں:

و قال الشوکانی فی تحفة الذاکرین و فی الحدیث دلیل علی جواز التوسّل برسول الله إلی الله عزوجل مع إعتقاد أن الفاعل هو الله سبحانه وتعالی و أنه المعطی المانع ما شاء کان و ما یشاء لم یکن.(۲)

’’علامہ شوکانی اپنی کتاب تحفة الذاکرین میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث

(۱) مبارکپوری، تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، ۴: ۲۸۲
(۲) مبارکپوری، تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، ۱۰: ۲۵

میں حضور نبی اکرم ﷺ کے توسل سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک رسائی کا جواز ہے مگر اس اِعتقاد کے ساتھ کہ فاعلِ حقیقی اللہ عزوجل ہے اور وہی عطا کرنے والا اور روکنے والا ہے۔ وہ جو چاہتا، ہوتا ہے اور وہ جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے۔‘‘

شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری بیان کرتے ہیں کہ قاضی شوکانی توسل پر اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ما یورده المانعون من التوسّل بالأنبیاء والصّالحین من نحو قوله تعالیٰ ﴿ما نعبدهم إلا لیقرّبون إلی الله زلفی﴾(۱) و نحو قوله تعالیٰ ﴿فلا تدعوا مع الله أحدا﴾(۲) و نحو قوله تعالیٰ ﴿له دعوة الحق والذین یدعون من دونه لا یستجیبون لهم بشیء﴾(۳) لیس بوارد بل هو من الاستدلال بمحل النزاع بما هو أجنبی عنه فإن قولهم ﴿ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفیٰ﴾ مصرّح بأنّهم عبدوهم لذلك والمتوسل بالعالم مثلاً لم یعبده بل علم أن له مزیة عند الله بحمله العلم فتوسّل به لذلك و کذلك قوله ﴿ولا تدعوا مع الله أحدا﴾ فإنّه نهی عن أن یدعی مع الله غیره کان یقول بالله و بفلان والمتوسّل بالعالم مثلاً لم یدع إلا الله فإنّما وقع منه التوسّل علیه بعمل صالح بعض عباده کما توسّل الثلاثة الذین انطبقت علیهم الصخرة بصالح أعمالهم و کذلك قوله والذین یدعون من دونه الایة فان هؤلاء دعوا من لا

(۱) القرآن، الزمر، ۳۹: ۳

(۲) القرآن، الجن، ۷۲: ۱۸

(۳) القرآن، الرعد، ۱۳: ۱۴

يستجيب لهم ولم يدعوا ربهم الذى يستجيب لهم والمتوسّل بالعالم مثلًا لم يدع إلا الله ولم يدع غيره دونه ولا دعا غيره معه.(۱)

’’انبیاء اور صالحین کے توسل سے منع کرنے والے قرآن مجید کی ان آیات سے استدلال کرتے ہیں:

ا۔ وہ (اپنی بُت پرستی کے جھوٹے جواز کے لئے یہ کہتے ہیں کہ) ہم اُن کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرّب بنا دیں۔

۲۔ سو اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش مت کیا کرو۔

۳۔ اسی کے لئے حق (یعنی توحید) کی دعوت ہے، اور وہ (کافر) لوگ جو اس کے سوا (معبودانِ باطلہ یعنی بتوں) کی عبادت کرتے ہیں، وہ انہیں کسی چیز کا جواب بھی نہیں دے سکتے۔

’’ان آیات سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ سورۂ زمر کی آیت نمبر ۳ میں یہ تصریح کہ مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا، بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس عالم کے علم کی وجہ سے اس کی اللہ کے نزدیک فضیلت اور وجاہت ہے وہ اس وجہ سے اس کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے۔ اسی طرح سورۃ الجن کی آیت نمبر ۱۸ میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرکے پکارنے (یا عبادت کرنے) سے منع کیا ہے، مثلاً کوئی شخص کہے: میں اللہ اور فلاں کی عبادت کرتا ہوں، اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور اللہ کے بعض نیک بندوں کے اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرتا ہے، جیسا کہ ایک غار میں تین

(۱) عبدالرحمن مبارکپوری، تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، ۴: ۲۸۳

شخص تھے اور اس غار کے منہ پر ایک چٹان گرگئی تو انہوں نے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا کی۔ اسی طرح سورہ رعد کی آیت نمبر۱۴ میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو ان لوگوں کو (معبود سمجھ کر) پکارتے تھے جو ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے اور اپنے رب کو نہیں پکارتے تھے جو ان کی دعا قبول کرتا ہے اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے، وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور کسی اور سے دعا نہیں کرتا، اللہ کے بغیر نہ اللہ کے ساتھ۔''

۸۵۔ مولانا اشرف علی تھانوی (۱۳۶۲ھ)

مولانا اشرف علی تھانوی نے نشر الطّیب فی ذکر النّبی الحبیب کی اُنتسویں فصل کا عنوان ہی ''**دعا کے وقت آپ ﷺ کے ذریعے توسل حاصل کرنا**'' رکھا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ توسل دعا کے اَقرب الی الاجابت ہونے کا باعث ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ بعض لوگوں نے اس مسئلہ میں کچھ اختلاف بھی کیا ہے مگر جمہور اس کے جواز کے قائل ہیں۔ تھانوی صاحب توسل کے جواز پر اپنے اس مؤقف کی تائید میں حدیثِ مبارکہ کا حوالہ دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''پہلی روایت **سنن ابن ماجه، باب صلوة الحاجة** میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے اللہ عزوجل مجھ کو عافیت دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے (صبر کرتے ہوئے) اس کو ملتوی رکھو اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کردوں۔ اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمد (ﷺ) نبیُ رحمت کے، اے محمد (ﷺ) میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ

پوری ہو۔ اے اللہ آپ ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما(۱)۔ (۲)‘‘

تھانوی صاحب اس حدیث سے دعا کے ساتھ ساتھ ذوات و اشخاص کے توسل کے جواز پر اِستدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اس سے توسل صراحۃً ثابت ہوا اور چونکہ آپ ﷺ کا اس کے لیے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں (لہٰذا) اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔ حاصل توسل فی الدعاء کا یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا موردِ رحمت ہے اور موردِ رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجبِ جلبِ رحمت (یعنی حصولِ رحمت کا باعث) ہے اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں پس ہم پر بھی رحمت فرما۔ توسل بالاعمال میں بھی تھوڑے تغیر سے یہی تقریر (یعنی یہی صورت) ہے کہ یہ اعمال آپ کے نزدیک موجب رحمت ہیں اور ان کا فاعل بھی مرحوم ہوتا ہے اور ہم نے یہ اعمال کئے تھے پس ہم پر رحم فرما۔ (۳)

توسل بعد از وفات کے جواز پر تھانوی صاحب نشر الطیب میں **المعجم الکبیر** کی درج ذیل روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے

---

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، أبواب إقامة الصلاة، باب ما جاء فی صلاة الحاجة، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۳۸۵

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الدعوات، باب فی دعاء الضیف، ۵: ۵۶۹، رقم: ۳۵۷۸

(۲) تهانوی، نشر الطّیب فی ذکر النّبی الحبیب: ۲۷۶

(۳) تهانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ۲۷۶

فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی دعا اُوپر والی سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اس نے یہی کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو پھر گیا تو انہوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا[۱]۔[۲]‘‘

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

’’اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے، کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے۔‘‘[۳]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش کی دعا کرنے کے حوالے تھانوی صاحب درج ذیل روایت بیان کرتے ہیں:

’’تیسری روایت مشکوۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لوگوں پر قحط ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بارش کی دعا کیا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ ہم (پہلے) آپ کے دربار میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہم کو بارش دیتے تھے اور اب ہم

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۹: ۳۱، رقم: ۸۳۱۱
۲۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۱۸۳-۱۸۴
۳۔ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۶: ۱۶۷-۱۶۸
۴۔ منذری، الترغیب و الترہیب، ۱: ۴۷۴-۴۷۶
۵۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام، : ۱۲۵
۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲: ۲۷۹

(۲) تھانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ۲۷۷

(۳) تھانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ۲۷۷

آپ کے دربار میں اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہیں سو ہم کو بارش دیجئے چنانچہ بارش ہوتی تھی۔(۱)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث سے غیر نبی سے توسل کے جواز پر استدلال کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اس کو نبی سے کوئی تعلق ہو، قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا، تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل قلم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کے لئے حضرت عمر نے حضرت عباس سے توسل کیا نہ اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری صورت سے اس کا جواز ثابت ہے اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابہ سے نکیر منقول نہیں اس لئے اس میں اجماع کے معنی گئے۔''(۲)

اہلِ مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کے توسل سے بارش طلب کرتے تھے۔ تھانوی صاحب اس حوالے سے ابو الجوزاء اوس بن عبد اللہ سے صحیح اسناد کے ساتھ مروی درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

''چوتھی روایت ابو الجوزاء اوس بن عبداللہ سے مروی ہے کہ مدینہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ سے شکایت کی۔ آپ نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی طرف اس میں ایک سوراخ کردو (یعنی اس سے ایک کھڑکی آسمان کی طرف اس طرح کھولو کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے) یہاں تک کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش

(۱) تھانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ۲۷۸

(۲) تھانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ۲۷۸

ہوئی(۱)۔ (۲)‘‘

تھانوی صاحب ابو الجوزاء اوس بن عبداللہ سے مروی مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

’’اُوپر (یعنی حدیثِ عثمان بن حنیف اور حدیثِ عمر سے) توسل بالقول ثابت ہوا تھا اس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا۔ اس کے معنی بھی بزبان حال یہ تھے کہ یہ آپ کے نبی کی قبر ہے جس کو ہم تلبس جسدِ نبوی کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہیں۔‘‘(۳)

آپ ﷺ کے وصال کے بعد ایک اعرابی کا آپ ﷺ کی قبر انور پر آنے اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے مغفرت طلب کرنے کے حوالے سے تھانوی صاحب درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

’’پانچویں روایت مواہب میں بسند امام ابو المنصور صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمهم الله تعالیٰ محمد بن حرب ملال سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کرکے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کرکے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۳، رقم: ۹۳
۲۔ ابن جوزی، الوفاء بأحوال المصطفی، ۲: ۸۰۱
۳۔ سبکی، شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام، : ۱۲۸
۴۔ قسطلانی، المواهب اللدنیة، ۴: ۲۷۶
۵۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنیة، ۱۱: ۱۵۰
(۲) تهانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ۲۷۸
(۳) تهانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ۲۷۸

وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا[۱] (اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اوراللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے) اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں۔(عتبی کی روایت میں یہ ہے کہ پھر اعرابی تو لوٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی، میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: عتبی! جا، اس اعرابی کو خوش خبری سنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے گناہ معاف فرما دیئے۔)''[۲]

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''ان محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ میں ہوئی ہے۔ الغرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں پس حجت ہوگیا۔''[۳]

مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی امداد الفتاویٰ کی کتاب العقائد والکلام میں لکھتے ہیں کہ مخلوق کی غیر مستقل قدرت مان کر اس سے استمداد جائز ہے اگرچہ میت ہی سے مانگی جائے۔ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

''جو اِستعانت و اِستمداد باعتقاد علم و قدرت مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے۔ خواہ مستمد منہ (یعنی جس سے مدد طلب کی جائے) زندہ ہو

---

(۱) النساء، ۴: ۶۴

(۲) تھانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ۲۷۹

(۳) تھانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب: ۲۷۸

یا وصال پا چکا ہو۔‘‘(۱)

مذکورہ اقتباس سے ثابت ہوا کہ مخلوق زندہ ہو یا میت، ان کی غیر مستقل قدرت مان کر ان کے توسل سے مدد و اِعانت طلب کرنا جائز اور مشروع ہے۔ یہ شرک اور بدعت نہیں ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب کی دوسری فصل کا آغاز ہی حدیثِ توسل سے کیا ہے۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کا حضور نبی اکرم ﷺ کے توسل سے مغفرت طلب کرنا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا نورِلم یزل ہی حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا سبب بنا۔ وہ نقل کرتے ہیں:

’’حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدم علیہ السلام سے خطا کا اِرتکاب ہوگیا تو انہوں نے (جناب باری تعالیٰ میں) عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطۂ محمد ﷺ کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر دیجئے۔ سوحق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی تک میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سو میں نے معلوم کرلیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسی ہی ہستی کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیاری ہوگی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تم سچے ہو۔ واقعتاً وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو

(۱) تھانوی، إمداد الفتاوی، کتاب العقائد والکلام، ۴: ۹۹

میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔''(۱)

مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے توسل کرتے ہوئے، انہیں اپنی جائے پناہ اور فریاد رس قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

یا مرشدی یا مولائی یا مفزعی
یا ملجأی فی مبدئی و معادی

إرحم علیّ أیا غیاث فلیس لی
کھفی سوی حبکم من زاد

فاز الأنام بکم و إنی ھائم
فانظر إلیّ برحمۃ یا ھاد

یا سیدی للہ شیئاً إنہ
أنتم لی المجدی و إنی جادی(۲)

مذکورہ اشعار کا درج ذیل منظوم ترجمہ تذکرۃ الرشید کے حاشیہ سے لیا گیا ہے:

اے میرے مرشد! میرے مولیٰ! میری وحشت کے انیس
میری دنیا کے، میرے دین کے اے جائے پناہ

اے میرے فریاد رس! مجھ پر ترس کھاؤ کہ میں
آپ کی حُب کے سوا رکھتا نہیں کوئی توشۂ راہ

خلق فائز ہو شہا آپ سے اور میں حیران
رحم کی ہادیٔ من اب تو ادھر کو بھی نگاہ

(۱) تھانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، فصل نمبر ۳۸
(۲) محمد عاشق الٰہی میرٹھی، تذکرۃ الرشید، ۱: ۱۴

میرے سردار! خدا واسطے کچھ تو دیجئے
آپ معطی ہیں میرے ، میں ہوں سوالی للہ![1]

تھانوی صاحب کی اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے حضور اس منظوم التجا سے ثابت ہوا کہ سلف صالحین اور مقربینِ الٰہی سے توسل کرنا شرک نہیں ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب کے آخر میں شیم الحبیب کے عربی کے اشعار کا ترجمہ کیا جس کا نام شم الطیب رکھا۔ جس میں حضور نبی اکرم ﷺ سے بے دریغ امداد مانگی۔ اشعار بمع ترجمہ درج ذیل ہیں:

يَا شَفِيعَ العِبَادِ خُذْ بِيَدِی
أَنتَ فی الاضطِرَارِ مُعتَمَدِی
دستگیری کیجئے میری نبی
کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
لَيسَ لی مَلجَاء سِوَاكَ أَغِث
مَسَّنِی الضُّرُّ سَيِّدِی سَنَدِی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
غَشَّنِی الدَّهرُ يا ابنَ عَبدِ الله
كُن مُغِيثًا فَأنتَ لی مَدَدِی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف
اے میرے مولیٰ خبر لیجئے مری[2]

تھانوی صاحب ضمان التکمیل فی زمان التعجیل صفحہ ۱۷۲ پر بارگاہ

(۱) عاشق الٰہی میرٹھی، تذکرۃ الرشید، ۱:۱۱۴

(۲) تھانوی، نشر الطیب، شیم الطیب ترجمہ شم الحبیب: ۱۸۶

رسالت سے توسل و اِستمداد کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

یا حبیب الإله خذ بیدی
ما لعجزی سواك مستندی

(اے اللہ کے محبوب! میری دستگیری فرمائیں، میرے عجز کا آپ کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں۔)

کن رحیما لذلتی واشفع
یا شفیع الوری إلی الصمد

(آپ میری لغزش پر رحم فرمائیں اور اے مخلوق کی شفاعت کرنے والے اللہ ﷻ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں۔)

اعتصامی سوی جنابك لی
لیس یا سیدی إلی أحد[1]

(آقا! آپ کے دربار کے علاوہ میرا کوئی سہارا نہیں!)

٨٦۔ مولانا شبیر احمد عثمانی (١٣٦٩ھ)

مولانا شبیر احمد عثمانی حاشیۃ القرآن (تفسیر عثمانی) میں ایاك نستعین[2] کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ کے مقبول و مقرب بندوں سے اِستعانتِ ظاہری جائز ہے کیونکہ یہ استعانت حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذاتِ پاک کے سوا کسی سے حقیقت

---

(١) اشرف علی تھانوی، ضمان التکمیل فی زمان التعجیل: ١٧٢

(٢) القرآن، الفاتحۃ، ١: ٤

میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر مقبول بندے کو محض واسطۂ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کی جائے۔ تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔‘‘(۱)

۸۷۔ علامہ زاہد الکوثری (۱۳۷۱ھ)

علامہ زاہد الکوثری ماضی قریب میں مصر کے جیّد عالم دین ہیں۔ وہ مسئلہ توسل پر اپنے بے نظیر رسالہ مُحِقُّ التَّقَوُّل فِي مَسْئَلَةِ التَّوَسُّل میں پرزور دلائل سے وسیلہ کی حقانیت ثابت کرتے ہوئے اور مخالفین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’وسیلہ شخصیتوں کا بھی ہوسکتا ہے اور عمل صالح کا بھی، لفظِ وسیلہ اپنے عموم کے باعث دونوں کو شامل ہے، بلکہ شریعت میں اس سے شخصیتوں ہی کا وسیلہ پہلے سمجھ میں آتا ہے۔ پھر اس سلسلے میں یہ کہنا کہ صرف زندہ شخصیت کا وسیلہ لایا جاسکتا ہے، یہ اس کا عقیدہ ہوسکتا ہے جس کا خیال ہو کہ روحیں جسموں سے جدا ہونے کے بعد فنا ہو جاتی ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ حشر ونشر بھی کوئی چیز نہیں اور روحوں کے جسموں سے جدا ہو جانے کے بعد ان کے احساسات و ادراکات بھی فنا ہو جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ بات شرعی دلائل کے سراسر خلاف ہے۔

ذوات و اشخاص کے وسیلہ کے جواز پر آیت وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ(۲) کے ذیل میں علامہ زاہد الکوثری صاحب یوں رقم طراز ہیں:

’’یہ جو کہا گیا کہ آیت مذکورہ میں لفظِ وسیلہ شخصیتوں سے وسیلہ لینے کو بھی شامل ہے، یہ محض کسی عامی کی رائے نہیں اور نہ ہی ایسا ہے کہ صرف وسیلہ کے لغوی عموم سے اسے اخذ کر لیا گیا ہے، بلکہ یہ معنی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی

---

(۱) شبیر احمد عثمانی، حاشیة القرآن (تفسیر عثمانی)، ۱: ۵۴

(۲) المائدة، ۵: ۳۵

منقول ہے۔ بارش کے لئے دعا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ لیااور اس حدیث کے راوی ابو عمر نے یہ الفاظ استعمال فرمائے۔**هَذَا وَاللهِ الْوَسِيلَةُ اِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ**(۱) بخدا! یہ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) اللہ کے حضور وسیلہ ہیں۔حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے نابینا صحابی کے یہ الفاظ مروی ہیں:

يا محمد إني أتوجه بك إلى ربك.(۲)

''یا محمد! میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔''

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نابینا صحابی کو بذاتِ خود یہ الفاظ تلقین فرمائے ۔ ظاہر ہے اس میں شخصیت کا وسیلہ ہے عمل کا نہیں۔ اس حدیث کو اس کے ظاہری معنی سے پھیر کر کوئی دوسرا معنی نکالنا ہوائے نفس کی پیروی میں تحریفِ کلمات کا ارتکاب کہلائے گا۔''(۳)

أئمہ ومحدّثین کی اِن تمام تصریحات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ انبیاء و رسل، صحابہ و تابعین اور أئمہ و مجتہدین ہمیشہ سے بارگاہ خداوندی میں اپنی حاجات کو پیش کرتے وقت اللہ کے حضور اس کے محبوب ومقرب بندوں کا وسیلہ پیش کرتے رہے ہیں۔عملِ توسل ایک ایسا مشروع، مباح اور جائز عمل ہے جس پر جمہور اُمت ہمیشہ سے عمل کرتی چلی آرہی ہے۔ اسے شرک وبدعت یا ناجائز قرار دینا قرآن وحدیث کی تعلیمات کو نہ سمجھنے کے مترادف ہے۔

(۱) ابن عبد البر، الإستيعاب، ۲: ۸۱۵

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحيح، ابواب الدعوات، باب فی دعاء الضيف، ۵: ۵۶۹، رقم: ۳۵۷۸

۲۔ ابن ماجه، السنن،ابواب إقامة الصلاة، باب ما جاء فی صلاة الحاجة، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۳۸۵

(۳) زاہد الکوثری، مُحِقُّ التَّقَوُّلِ فِي مَسْئَلَةِ التَّوَسُّلِ: ۷

مآخذ و مراجع

۱۔ **القرآن الحکیم۔**

۲۔ **آجرّی،** ابوبکر محمد بن حسین بن عبداللہ (م ۳۶۰ھ)۔ **کتاب الشریعة۔** لاہور، پاکستان: انصار السنة المحمدیة۔

۳۔ **آلوسی،** محمود بن عبد اللہ حسینی (۱۲۱۷۔۱۲۷۰ھ/۱۸۰۲۔۱۸۵۴ء)۔ **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۴۔ **ابن ابی حاتم رازی،** ابو محمد عبد الرحمٰن (۲۴۰۔۳۲۷ھ/۸۵۴۔۹۳۸ء)۔ **الثقات۔**

۵۔ **ابن ابی شیبہ،** ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ **المصنف۔** ریاض، سعودی عرب: مکتبة الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۶۔ **ابن الحاج،** ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد عبدری فاسی مالکی (م ۷۳۷ھ)۔ **المدخل۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱/ ۱۹۸۱ء۔

۷۔ **ابن تیمیہ،** احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ **قاعدة جلیلة فی التوسل و الوسیلة۔** لاہور، پاکستان: ادارہ ترجمان السنہ۔

۸۔ **ابن تیمیہ،** احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ **الصارم المسلول علی شاتم الرسول۔** بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۷ھ۔

۹۔ **ابن تیمیہ،** احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ **مجموع فتاویٰ۔** قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۰۔ **ابن تیمیہ،** احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/۱۲۶۳۔ ۱۳۲۸ء)۔ **کتب و رسائل و فتاوی ابن تیمیه فی الفقه** مکتبة ابن تیمیہ۔

۱۱۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **صفوۃ الصفوۃ**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء

۱۲۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **العلل المتناھیۃ**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۱۳۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **الوفا بأحوال المصطفی ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۴۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۵۔ **ابن حجر مکی**، احمد شہاب الدین ہیتمی (۹۰۹/۹۷۴ھ)۔ **الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفۃ النعمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۱۶۔ **ابن حجر مکی**، احمد شہاب الدین ہیتمی (۹۰۹/۹۷۴ھ)۔ **الصواعق المحرقۃ علی أھل الرفض والضلال والزندقۃ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۷ء۔

۱۷۔ **ابن حجر مکی**، احمد شہاب الدین ہیتمی (۹۰۹/۹۷۴ھ)۔ **الفتاوی الحدیثیۃ**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء۔

۱۸۔ **ابن حمید**، عبد بن حمید بن نصر ابو محمد (م ۲۴۹ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنۃ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء

۱۹۔ **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ **الطبقات الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۲۰۔ **ابن السّنّی**، احمد بن محمد دینوری (۲۸۴۔۳۶۴ھ)۔ **عمل الیوم واللیلۃ**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء۔

۲۱۔ **ابن عابدین شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴۔ ۱۳۰۶ھ)۔ **رد المحتار علی در المختار**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۲۲۔ **ابن عبد البر**، ابوعمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ **الإستیعاب فی معرفة الأصحاب**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۲۳۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔ ۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ **تاریخ دمشق الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۲۴۔ **ابن قدامہ**، ابو محمد عبداللہ بن احمد مقدسی (۶۲۰ھ)۔ **المغنی فی فقه الإمام أحمد بن حنبل الشیبانی**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۲۵۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **البدایة والنهایة**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۲۶۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۲۷۔ **ابن قیم**، ابوعبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب زرعی (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ **زاد المعاد فی هدی خیر العباد**۔ الکویت: مکتبۃ المنار الاسلامیہ، ۱۹۸۶ء۔

۲۸۔ **ابن قیم**، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب زرعی (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ **طریق الهجرتین وباب السعادتین**۔ دار ابن قیم، (م۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء)۔

۲۹۔ **ابن ہشام**، ابو محمد عبد الملک ہشام حمیری (م۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)۔ **السیرة النبویة**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء۔

۳۰۔ **ابن ہمام**، کمال الدین محمد بن عبد الواحد سیواسی (۶۸۱ھ)۔ **فتح القدیر**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ رشیدیہ۔

۳۱۔ **ابونعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۳۲۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۳۳۔ **اسماعیل دہلوی**، شاہ (م ۱۲۴۶ھ)۔ **صراط مستقیم**۔ دیوبند، انڈیا: کتب خانہ اشرفیہ۔

۳۴۔ **اسماعیل حقی**، بروسوی یا اسکوداری (۱۰۶۳۔۱۱۳۷ھ/ ۱۶۵۲۔۱۷۲۴ء)۔ **تفسیر روح البیان**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۳۵۔ **اشرف علی تھانوی** (۱۲۸۰۔۱۳۶۲ھ/ ۱۸۶۳۔۱۹۴۳ء)۔ **نشر الطیب**۔ کراچی، پاکستان: ایچ۔ ایم سعید کمپنی، ۱۹۸۹ء۔

۳۶۔ **اشرف علی تھانوی** (۱۲۸۰۔۱۳۶۲ھ/ ۱۸۶۳۔۱۹۴۳ء) **امداد الفتاویٰ**، کراچی، پاکستان، مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

۳۷۔ **اشرف علی تھانوی** (۱۲۸۰۔۱۳۶۲ھ/ ۱۸۶۳۔۱۹۴۳ء)۔ **ضمان التکمیل** دہلی، بھارت۔

۳۸۔ **البانی**، محمد ناصر الدین (۱۳۳۳۔۱۴۲۰ھ/ ۱۹۱۴۔۱۹۹۹ء)، **التوسّل، أنواعه وأحكامه**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبہ المعارف۔

۳۹۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۴۰۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۴۱۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/ ۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۴۲۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ السنن الکبریٰ۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۴۳۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ شُعَبُ الایمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۴۴۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ دلائل النبوۃ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۴۵۔ پانی پتی، قاضی محمد ثناء اللہ (م ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء)۔ التفسیر المظهری۔ کوئٹہ، پاکستان: بلوچستان بک ڈپو۔

۴۶۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ الجامع الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۴۷۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ الجامع الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۴۸۔ جزری، شمس الدین محمد شافعی (م ۸۳۳ھ)۔ حصن الحصین۔ مصر۔

۴۹۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ المستدرك علی الصحیحین۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۵۰۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ المستدرك علی الصحیحین۔ مکہ، سعودی عرب: دار الباز للنشر و التوزیع۔

۵۱۔ حصکفی، علاء الدین (۱۰۸۸ھ/ ۱۶۷۷ء)۔ در مختار علی هامش الرد۔ کراچی، پاکستان: ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی۔

۵۲۔ خازن، علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸۔۷۴۱ھ/ ۱۲۷۹۔۱۳۴۰ء)۔

لباب التأویل فی معانی التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۵۳۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ تاریخ بغداد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۵۴۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۵۵۔ **رازی**، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (۵۴۳۔۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ التفسیر الکبیر۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

۵۶۔ **رملی**، خیر الدین (ھ)۔ الفتاوی خیریة۔ قندھار، افغانستان۔

۵۷۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ شرح المواهب اللدنية۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۵۸۔ **زمخشری**، امام جار اللہ محمد بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۶۷۔۵۳۸ھ)۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۔ قاہرہ، مصر: ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء

۵۹۔ **سبکی**، تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ بن تمام انصاری (۶۸۳۔۷۵۶ھ/ ۱۲۸۴۔۱۳۵۵ء)۔ شفاء السقام فی زیارت خیر الأنام۔ حیدر آباد، بھارت: دائرہ معارف نظامیہ، ۱۳۱۵ھ۔

۶۰۔ **سہارن پوری**، خلیل احمد (م ۱۳۴۶ھ)۔ المهند علی المفند۔ لاہور، پاکستان: مکتبۃ العلم۔

۶۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ الخصائص الکبری۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۶۲۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الریاض الأنیقه فی شرح أسماء خیر الخلیقة**۔ دار الکتب العلمیہ: بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۶۳۔ **سمہودی**، نور الدین علی بن احمد المصری (م ۹۱۱ھ)۔ **وفاء الوفا باخبار دار المصطفی** ﷺ۔ مصر: مطبعۃ السعادہ، ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء۔

۶۴۔ **سہیلی**، ابو قاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد بن ابی حسن خثعمی (۵۰۸۔۵۸۱ھ)۔ **الروض الأنف**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔

۶۵۔ **شاہ ولی اللہ محدث دہلوی** (م ۱۱۷۶ھ)، **ھمعات**۔ حیدر آباد، پاکستان: شاہ ولی اللہ اکیڈمی۔

۶۶۔ **شاہ ولی اللہ محدث دہلوی** (م ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۲ء)۔ **قصیدہ أطیب النغم**۔ دہلی، بھارت۔

۶۷۔ **شبیر احمد عثمانی**، (۱۸۸۵ء۔ ۱۹۴۹ء)۔ **تفسیر عثمانی**۔ لاہور، پاکستان: مکتبہ رحمانیہ۔

۶۸۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **تحفة الذاکرین**۔ دار التربیہ۔

۶۹۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **الدر النضید في إخلاص کلمة التوحید**۔ ادارۃ الطباعۃ۔

۷۰۔ **صاوی**، احمد بن محمد خلوتی مالکی (۱۱۷۵۔۱۲۴۱ھ/۱۷۶۱۔۱۸۲۵ء)۔ **حاشیة علی تفسیر الجلالین**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۷۱۔ **صدیق حسن بھوپالی**، نواب (م ۱۳۰۷ھ)۔ **مسك الختام** ۔

۷۲۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الأوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۷۳۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۷۴۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء۔

۷۵۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **جامع البیان فی تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۷۶۔ **طحطاوی**، احمد بن محمد طحطاوی (۱۲۳۱ھ)۔ **حاشیۃ علی مراقی الفلاح**۔ مصر: مطبع مصطفیٰ البابی، ۱۳۵۶ھ۔

۷۷۔ **عبدالعزیز دہلوی**، (م ۱۲۲۹ھ)۔ **فتاوی عزیزی**۔ دہلی، بھارت، مطبوعہ مطبع مجتبائی۔

۷۸۔ **عبدالعزیز دہلوی**، شاہ۔ **فتح العزیز الشھیر بہ تفسیر عزیزی**۔ دہلی، بھارت: افغانی دارالکتب، ۱۳۱۱ھ۔

۷۹۔ **عبدالحق محدث دہلوی** (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **أشعة اللمعات**۔ سکھر، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ، ۱۹۷۶ء۔

۸۰۔ **عبدالحق محدث دہلوی** (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **زبدۃ الأسرار**۔ ممبئی، انڈیا: مطبع بکس لنک کمپنی۔

۸۱۔ **عبدالغنی دہلوی** (ھ)۔ **مصباح الزجاجۃ شرح سنن ابن ماجہ**۔ دہلی، بھارت: مکتبہ رشیدیہ۔

۸۲۔ **عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب** (م ۱۲۴۲ھ)۔ **مختصر سیرۃ الرسول** ﷺ۔ لاہور، پاکستان: المطبعۃ العربیہ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء

۸۳۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل،

۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۸۴۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباری بشرح صحیح البخاری**۔ لاہور۔

۸۵۔ **علوی مالکی**، سید محمد بن علوی (۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)۔ **مفاهيم يجب أن تصحح**۔ ابوظہبی: دار الفجر، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۸۶۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲۔۸۵۵ھ/۱۳۶۱۔۱۴۵۱ء)۔ **عمدة القاری شرح صحيح البخاری**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

۸۷۔ **غزالی**، حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی (۵۰۵ھ)۔ **إحياء علوم الدين**۔ مصر: مطبعہ عثمانیہ، ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء۔

۸۸۔ **فرید الدین عطار**۔ **تذكرة الأولياء**۔ بمبئی، بھارت: مطبع فتح الکریم، ۱۳۰۵ھ۔

۸۹۔ **فیروز آبادی**، ابو طاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن ابی بکر بن احمد بن محمود (۷۲۹۔۸۱۷ھ/۱۳۲۹۔۱۴۱۴ء)۔ **تنوير المقباس من تفسير ابن عباس**۔ مصر: ۱۳۵۶ھ۔

۹۰۔ **نانوتوی**، محمد قاسم۔ **القصائد القاسمية**۔ ملتان، پاکستان۔

۹۱۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ **الشفاء**۔ ملتان، پاکستان: عبد التواب اکیڈمی۔

۹۲۔ **قرطبی**، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ اُموی (۲۸۴۔۳۸۰ھ/ ۸۹۷۔۹۹۰ء)۔ **الجامع لأحكام القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۹۳۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن

حسین بن علی (۸۵۱ـ۹۲۳ھ/۱۴۴۸ـ۱۵۱۷ء)۔ المواهب اللدنية بالمنح المحمدية۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۹۴۔ **گنگوہی**، رشید احمد (م ۱۹۰۵ء)۔ **فتاوی رشیدیہ**۔ کراچی، پاکستان: محمد علی کارخانہ۔

۹۵۔ **ماتریدی**، ابو منصور محمد بن محمد بن محمود حنفی (م ۳۳۳ھ)۔ **تاویلات أهل السنة**۔ موسسۃ الرسالۃ ناشرون۔

۹۶۔ **مانع حمیری**، عیسی بن عبد اللہ۔ **التأمل في حقيقة التوسل**۔ بیروت، لبنان: دارقرطبہ۔

۹۷۔ **مبارک پوری**، محمد عبد الرحمان بن عبد الرحیم ابو العلاء (۱۲۸۳ـ۱۳۵۳ھ)۔ **تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۹۸۔ **مجدد الف ثانی**، شیخ احمد سرہندی (م ۱۱۳۴ھ)۔ **مکتوبات**۔ دہلی، بھارت: مطبعہ مرتضوی، ۱۲۹۰ھ۔

۹۹۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶ـ۲۶۱ھ/۸۲۱ـ۸۷۵ء)۔ **الصحيح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۰۰۔ **ملا علی قاری**، ملا علی بن سلطان محمد القاری (م ۱۰۱۴ھ)۔ **الحرز الثمين شرح حصن حصين**۔ مکہ مکرمہ، سعودی العرب مطبوعہ مطبع المیریہ

۱۰۱۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ **مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح**۔ بمبئی، بھارت، اصح المطابع۔

۱۰۲۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ **نزهة الخاطر الفاتر**۔ فیصل آباد، پاکستان: سنی دارالاشاعت۔

۱۰۳۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ)۔ **شرح مسند الإمام الأعظم**۔ لاہور پاکستان: مطبوعہ مطبع محمدی۔

۱۰۴۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔ ۱۲۵۸ء)۔ **الترغیب والترهیب من الحدیث الشریف**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۱۰۵۔ **نبہانی**، یوسف بن اسماعیل (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ/ ۱۸۴۸۔۱۹۳۲ء)۔ **شواهد الحق فی الإستغاثة بسید الخلق** ﷺ۔ لاہور، پاکستان: حامد اینڈ کمپنی۔

۱۰۶۔ **نبہانی**، یوسف بن اسماعیل (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ/ ۱۸۴۸۔۱۹۳۲ء)۔ **المجموعة النبهانية**۔ بیروت، لبنان۔

۱۰۷۔ **نسائی**، احمد بن شعیب النسائی (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۰۸۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **عمل الیوم واللیلة**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۷ھ۔

۱۰۹۔ **نسفی**، امام عبد اللہ بن محمود بن احمد (م ۷۱۰ھ)۔ **مدارك التنزيل وحقائق التأويل**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۱۰۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **الأذکار**۔ المطبعة الخیریہ، ۱۳۲۳ھ۔

۱۱۱۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **المجموع**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۱۲۔ **وحید الزمان** (۱۳۲۷ھ)۔ **هدية المهدی**۔ فیصل آباد، پاکستان: چشتی کتب خانہ، ۱۹۸۷ء۔

۱۱۳۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔ ۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**۔ قاہرہ، مصر۔